سر الاسرار
فیما
یحتاج الیہ الابرار

من تصنیف لطیف

سلطان الاولیاء والعارفین محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی

سیدنا ومرشدنا حضرت شیخ سید عبد القادر الجیلانی قدس سرہ النورانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مترجمہ

برگزیدۂ زماں قطبِ دوراں محبوبِ غوثِ صمداں محرمِ اسرارِ خفی وجلی

حضرت حافظ برکت ...

جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں

کلام الملوک ملوک الکلام

تصوّف کی بے نظیر و بہترین کتاب
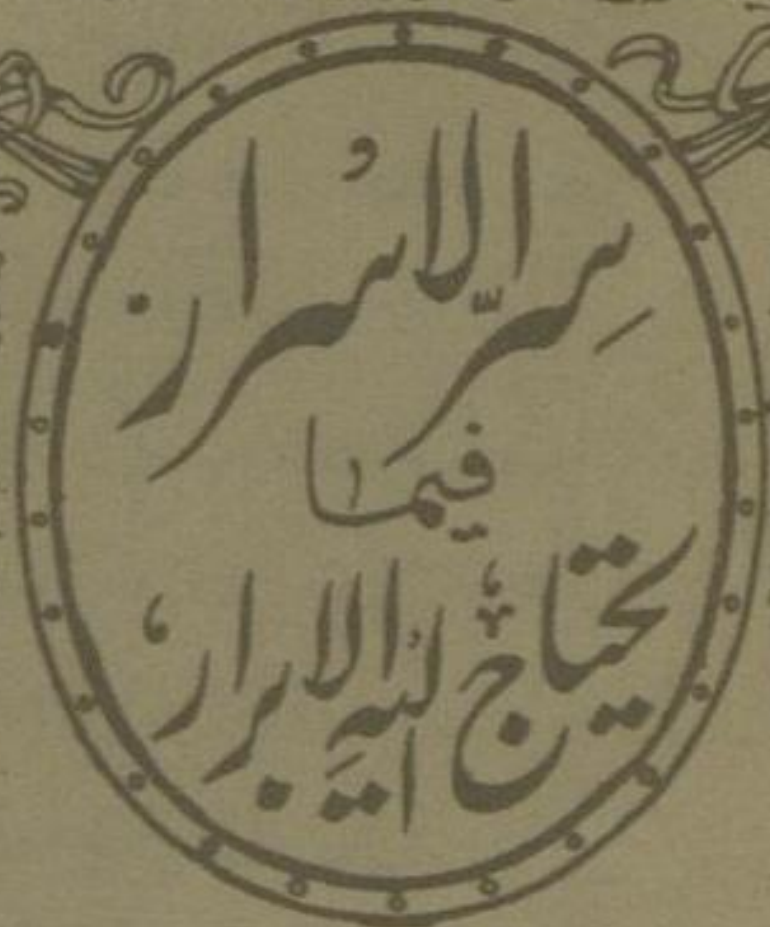
سِرّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

من تصنیف لطیف

سلطان الاولیا والعارفین محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی

سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ سیّد عبد القادر الجیلانی قدس سرہ النورانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مترجم

برگزیدۂ زماں قطبِ دوراں محبوبِ غوثِ صمداں محرمِ اسرارِ خفی و جلی

حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

غلام دستگیر قادری سجادہ نشین دربار حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ: غوثیہ کتب خانہ رجسٹرڈ اندرون شاہ عالم گیٹ لاہور

ہدیہ - ۲۱/ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ
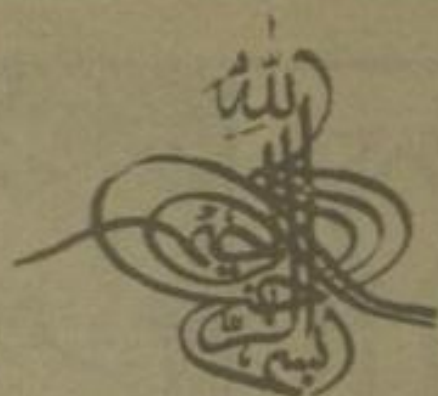
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہِ الذین اصطفٰی

اما بعد:۔ کتاب ہذا سر الاسرار فیما یحتاج الابرار جو کہ من تصنیف لطیف سلطان الاولیاء والعارفین محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ النورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور تصنیفات میں سے ہے جو سال ہا سال سے قلمی نسخہ کی صورت میں بغداد اقدس شریف میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی تحویل میں چلا آرہا تھا۔ کتاب ہذا عربی میں تالیف ہے بغداد اقدس شریف میں اس کی اشاعت کی نوبت نہ آئی۔ کتاب مذکورہ جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے وسیلہ سے ہمارے پیر و مرشد حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو بوجہ عقیدت و محبت تحفۃً ملی۔ تاکہ اس کی اشاعت ہو کر بمعہ اردو ترجمہ سالکانِ حق کی راہنمائی کا وسیلہ بنے۔ اور اس کتاب مذکورہ کے جملہ حقوق بھی حضرت پیر سید سالم گیلانی جو سجادہ نشینِ دربار عالیہ غوثیہ بغداد اقدس شریف کے ہیں، دیتے ہوئے اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کیونکہ حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے عشق و محبت کی بنا پر بغداد اقدس شریف میں ۱۱ مرتبہ حاضری دی۔ جس کی روداد سفر حافظ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں مفصل طور سے آئے گی جو نہایت پُرسوز اور درد بھری داستان پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی پاکستان میں اپنے دادا حضرت سید مصطفےٰ گیلانی کے خلیفہ (حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنی طرف سے بھی دوبارہ خلافت سے نوازا۔ چونکہ ہمارے پیر و مرشد جناب حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے محبت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ اسی لگن میں مگن اور وارفتہ رہتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہے۔ ؎

ف۔ نہیں کوئی ہے دوسرا، شاہ پاک میراں دے سوا — لکھیا ہویا تقدیر دا، جو پھیرے اس تے قلم
حافظ محافظ نے تیرے، نائب نبی پاک دے — اوصاف ایس جناب دے، کوئی کر نہیں سکدا رقم

لہٰذا کتاب مذکورہ تصوف کی بے مثال اور بے نظیر ہوتے ہوئے اپنی مثال آپ ہے جس کا اردو ترجمہ جناب

حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات نے اپنے قلمِ مبارک سے فرمایا اور ایک عمدہ پیرا اصلی متن عربی اور سامنے صفحے پر اردو ترجمہ اپنی نگرانی میں شائع فرما کر طالبانِ حق کی راہنمائی کیلئے اس فیضِ عام کو اجاگر کیا۔ اب چونکہ پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے اور یہ دوسرا ایڈیشن جناب حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً اٹھارویں سال بعد جناب حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین جناب غلام دستگیر قادری نے نہایت جدوجہد سے کتاب مذکورہ کو دوبارہ اشاعت فرما کر ایک مرتبہ پھر طالبانِ حق اور سالکانِ راہ سلوک کے لیے رہنمائی کا نیا دروازہ کھول دیا تاکہ اس فیضِ غوثیہ عالیہ کے وسیلہ سے جناب حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مقصدِ حیات بعد از ممات یعنی تبلیغی سعی اور نشر و اشاعت کا سلسلہ زندہ جاوید رہے۔ آمین۔

چونکہ اس کتاب کی بنا جناب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھی اور انہیں الفاظ پر فصول کو ترتیب دے کر ان منازل اور مقامات کی راہنمائی فرمائی جن سے سالک کو گزرنا پڑتا ہے۔ تصوف کی یہ بے مثل کتاب جس میں شریعت، طریقت، حقیقت معرفت اور علماء ورثۃ الانبیاء کی تشریح اور صوفیا حضرات کے گروہ اور اُمتِ مسلمہ کے لحاظ سے گروہ قرآن، احادیث سے ثابت کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ اولیاء الٰہی میں جناب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ کا درجہ ہے۔ ویسا ہی آپ جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ کی کلام کا مقام ہے۔ کتاب ہٰذا اپنی تعریف خود آپ ہے اور کسی کے بیان یا تحریر کی محتاج نہیں۔ ناچیز کی دعا ہے۔ کہ حضور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ناچیز خدمت کو قبول منظور فرما کر اپنی شفقت سے لطف فرما دیں۔ آمین۔

یہ چند سطور ہدیۂ تبرکاً حضور غوث پاک کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ بانی سلسلہ حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اجرائے ختمات شریف اور تبلیغی مساعی کے پیش نظر نشر و اشاعت کا ذوق شوق اور تعلیمی دور کو مکمل کرانے کا سہرا اس کے ماموں جان حضرت شیخ ولایت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے جنہوں نے حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ کی سر ظاہری اور باطنی تعلیم کو اپنے زیر سایہ مکمل کروایا۔ جناب حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ مکرم جناب حافظ کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کھجور کھوئی والے

کی روح پرفتوح پر اس سلسلہ غوثیہ قادریہ عالیہ کے بزرگانِ اعظام رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم رہے جنہوں نے جناب حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ جیسے ہونہار اور ذہین شاگرد کی خوبیٔ بے پایہ کو دیکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی تعلیم کو نہایت محبت اور شفقت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا چونکہ استادِ مکرم کی محبت اور عقیدت حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ سے بہت زیادہ ہونے کی بنا پر جناب استادِ مکرم کے بیٹے جناب خلیفہ حاجی محمد عاشق قادری رحمتہ اللہ علیہ کی عقیدت بھی حضرت حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ سے والہانہ تھی جس کی بنا پر جناب خلیفہ حاجی محمد عاشق قادری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اولاد جناب الحاج محمد اشفاق صاحب اور جناب الحاج محمد نواز صاحب کو جناب حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی مریدی میں دے دیا تاکہ فیضِ روحانی سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں بانیٔ سلسلہ حضرت حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی محبت اور آپ کے نظریۂ تبلیغ اور نشر و اشاعت کے سلسلہ کو زندہ رکھنے کی توفیق ارزانی میسر آتی رہے۔ اور جناب حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ اور سلسلہ کے تمام بزرگانِ اعظام کی پاکیزہ روحیں اپنی نگاہِ کرم سے نوازتی رہیں اور اس نشر و اشاعت کے سلسلہ میں جناب سجادہ نشین غلام دستگیر قادری اور خادم دربار حضرت حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کوچہ غوثیہ نیا بازار لاہور کے خواجہ غلام رسول ولد خواجہ ولی جو رحمتہ اللہ علیہ جو سعی فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب محبوب صمدانی شہبازِ لا مکانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خدمت کو قبول و منظور فرما کر اپنی نگاہِ کرم سے نوازتے رہیں۔ آمین۔

نیازمند خادم

محمد عارف میمن قادری

ولد حاجی محمد میمن حمید فیبرکس ۱۵/۱۶ اپنورا ماسنٹر

شاہراہ قائدِ اعظم ——— لاہور

فہرست: "سر الاسرار" سید شیخ ابی محمد عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْقَادِرِ الْعَلِيْمِ الْفَاطِرِ الْحَكِيْمِ الْجَوَّادِ الْكَرِيْمِ الرَّبِّ الرَّحِيْمِ مُنَزِّلِ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ عَلَى الْمَبْعُوْثِ بِالدِّيْنِ الْقَوِيْمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ (وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ) عَلٰى خَاتِمِ الرِّسَالَةِ وَالْهَادِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ وَعَلٰی مُشَرَّفِ الرُّسُلِ بِاَشْرَفِ الْكُتُبِ وَالْكِتَابِ (مُحَمَّدِ) النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْاَمِيْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ هُدَاتِ الْمُهْتَدِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ الْمُنْتَخَبِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْقُطْبُ الرَّبَّانِيُّ وَالْهَيْكَلُ الصَّمَدَانِيُّ وَالْقِنْدِيْلُ اللَّامِعُ النُّوْرَانِيُّ سُلْطَانُ الْاَوْلِيَاءِ وَالْعَارِفِيْنَ بُرْهَانُ الْاَصْفِيَاءِ وَالْوَاصِلِيْنَ بِاَمْرِ اللّٰهِ الْاَشْهَبُ مَوْلَانَا وَسَيِّدُنَا وَقُدْوَتُنَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی الْحَسِيْبُ النَّسِيْبُ الشَّرِيْفُ السَّيِّدُ الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيُّ الْحَسَنِيُّ الْحُسَيْنِيُّ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ الْعَزِيْزَ وَنَوَّرَ ضَرِيْحَهُ الشَّرِيْفَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحمت والا ہے

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو قادر، جاننے والا، بنانے والا، حکمت والا، بڑا جود و کرم والا، پالنے والا، رحمت والا، نازل کرنے والا ذکر حکیم اور قرآن عظیم کا (اس ذات اقدس پر) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو مبعوث فرمایا ساتھ دین متین اور صراط مستقیم کے۔ اور درود و سلام لامتناہی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جو خاتم رسالت ہیں۔ گمراہی سے ہدایت کی طرف لانے والے ہیں۔ جنہیں تمام رسولوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ تمام صحیفوں اور کتابوں سے بہترین کتاب کے ساتھ یعنی قرآن مجید (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی، اُمّی، عربی، امین۔ اور درود و سلام نازل ہو آپ کی آل اطہار پر۔ جنہوں نے ہدائت پانے والوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ اور درود و سلام آپ کے برگزیدہ، نیکوکار اصحاب کرم پر۔ امّا بعد حضرتِ غوثِ اعظم قطب ربانی، ہیکل صمدانی، روشن قندیل نورانی سلطانِ اولیاء و عارفین برہانِ اصفیاء و اصلین اللہ تعالیٰ کے بازِ اشہب (بلند پرواز باز) ہمارے مولا اور سردار اور پیشوائے راہِ حق۔ اعلیٰ حسب و نسب اور شرافت والے سید شیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی الحسنی والحسینی۔ اللہ تعالیٰ آپکے سرِ عزیز کو پاک کرے اور آپ کی مرقدِ مبارک کو منور کرے۔

ابْنُ الْإِمَامِ السَّيِّدِ اَبِیْ صَالِحٍ مُوْسٰی جَنْگِیْ دُوْسْتْ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ یَحْیٰی الزَّاهِدِ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ دَاوٗدَ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ مُوْسٰی ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ مُوْسَی الْجُوْنِ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَحْضِ ابْنِ الْإِمَامِ السَّیِّدِ الْحَسَنِ الْمُثَنّٰی ابْنِ الْإِمَامِ الْهُمَامِ سَیِّدِنَا الْحَسَنِ السِّبْطِ ابْنِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِی الْحَسَنَیْنِ الْإِمَامِ سَیِّدِنَا عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

وَاَنَّ نَسَبَ وَالِدَةِ حَضْرَتِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ السَّیِّدِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَلٰی هٰذِهِ الصُّوْرَةِ وَهُوَ السَّیِّدُ الشَّیْخُ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِیُّ ابْنُ السَّیِّدَةِ اُمِّ الْخَیْرِ اَمَةِ الْجَبَّارِ فَاطِمَةَ بِنْتِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّوْمَعِی الزَّاهِدِ ابْنِ السَّیِّدِ اَبِیْ جَمَالِ الدِّیْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ السَّیِّدِ مَحْمُوْدِ ابْنِ السَّیِّدِ اَبِی الْعَطَاءِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ السَّیِّدِ

جو کہ فرزندِ ارجمند ہیں حضرت اِمام سیّد اَبوصالح جنگی دوست ابنِ امام سیّد عبداللہ اِبن اِمام سیّد یحییٰ زاہد ابن امام سیّد محمد ابن اِمام سیّد داؤد اِبن اِمام سیّد موسیٰ اِبن امام سیّد عبداللہ ابن امام سیّد موسیٰ جُون ابن اِمام سیّد عبداللہ محض ابن اِمام سیّد حسن مثنیٰ ابن اِمام ہمام سیّدنا حضرت امام حسن ۔ اِبن سیّدنا و مولانا اَمیرالمومنین ابی الحسنین سیّدنا امام حضرت علی ابن اَبی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

(سیّدنا و مولانا حضرت غوث الاعظم سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا نسب اِس طرح ہے) ۔ سیّد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ النوُرانی اِبن سیّدہ اُمّ الخیر اُمتہ الجبّار فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ حضرت سیّد عبداللہ صومعی زاہد ابن سیّد ابی جلال الدّین محمد ابن سیّد محمود ابنِ سیّد اَبی العطاء عبداللہ ابن سیّد

كَمالِ الدِّینِ عِیسیٰ ابنِ السَّیِّدِ الامامِ اَبی علاءُ الدِّینِ مُحَمَّدِ
الجَوادِ ابنِ السَّیِّدِ الامامِ عَلِیِّ الرِّضا ابنِ السَّیِّدِ الامامِ مُوسیٰ
الکاظِمِ ابنِ الامامِ جَعفَرِ الصّادِقِ ابنِ الامامِ مُحَمَّدِ الباقِرِ ابنِ
الامامِ زَینِ العابِدِینَ عَلِیِّ ابنِ الامامِ الهُمامِ الحُسَینِ شَهِیدِ
کَربَلا ابنِ الامامِ الهُمامِ اَمیرِ المُؤمِنِینَ سَیِّدِنا عَلِیِّ ابنِ اَبی
طالِبٍ رَضِیَ اللهُ تَعالیٰ عَنهُ وَعَنهُم اَجمَعِینَ ؛

فَلَمّا کانَ العِلمُ اَشرَفَ مَنقَبَةٍ وَاَجَلَّ مَرتَبَةٍ وَاَبهیٰ
مَفخَرَةٍ وَاَنفَعَ مَتجَرَةٍ اِذ بِهٖ یُتَوَسَّلُ اِلیٰ تَوحِیدِ رَبِّ
العالَمِینَ وَاِلیٰ تَصدِیقِ اَنبِیائِهٖ وَالمُرسَلِینَ صَلَواتُ اللهِ
عَلَیهِم اَجمَعِینَ صارَ العُلَماءُ خَواصَّ عِبادِ اللهِ الَّذِینَ
اجتَباهُم اِلیٰ مَعالِمِ دِینِهٖ وَهَداهُم اِلَیهِ بِمَزِیَّةِ الفَضلِ
آتاهُم وَاصطَفاهُم وَهُم وَرَثَةُ الاَنبِیاءِ وَخُلَفاءُهُم وَ
ساداتُ المُرسَلِینَ وَعُرَفاءُهُم کَما قالَ اللهُ تَعالیٰ ثُمَّ
اَورَثنا الکِتابَ الَّذِینَ اصطَفَینا مِن عِبادِنا فَمِنهُم ظالِمٌ
لِنَفسِهٖ وَمِنهُم مُقتَصِدٌ اَی الَّذِینَ سَیِّئاتُهُم مَعَ

کمال الدین عیسٰی ابن سیّد امام ابی علاؤالدین محمّد جوّاد ابن سیّد امام علی رضا ابن سیّدامام موسٰے کاظم ابن سیّد امام جعفر صادق ابن سیّد امام محمد باقر ابن سیّدامام زین العابدین علی ابن سیّدنا امام ہمام حضرت امام حسین شہید کربلا ابن امام ہمام امیرالمومنین سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ فرماتے ہیں:۔

چونکہ علم سب سے بڑا وصف، اجل مرتبہ مایۂ فخر اور نہایت نفع بخش سودا ہے۔ اس لئے کہ یہ پروردگار عالمین کی توحید کو پہچاننے اور اس کے انبیاء ومرسلین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کی تصدیق کرنے کا ذریعہ ہے۔ لہذا وہ علماء کرام خاصانِ خدا سے ہو گئے جن کو اللہ تعالٰے نے منتخب کر کے اپنے دین کی راہیں ان پر واضح کر دیں۔ اور مزید فضل وکرم کے ساتھ ان کو ہدایت فرمائی۔ انکو دوسروں پر فضیلت بخشی اور انکو برگزیدہ کر دیا۔ یہی انبیاء علیہم السّلام کے وارث اور انکے جانشین، خدام اور رازدارانِ مرسلین اور ان کی جان پہچان والے ہیں۔ (جیسا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے) پھر ہم نے کتاب کا وارث بنا دیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو، تو ان

الحسنات سواء ومنهم سابق بالخيرات وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم العلماء ورثة الانبياء بالعلم ويحبهم اهل السماء ويستغفر لهم الحيتان في البحار الى يوم القيامة قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء وقال عليه الصلوة والسلام يبعث الله الخلق يوم القيمة ثم يميز العلماء فيقول الله تعالى يا معشر العلماء انى لم اضع علمي فيكم الا لعلمي بكم ولم اضعه فيكم لاعذبكم انطلقوا الى الجنة فقد غفرت لكم الحمد لله رب العالمين على كل حال الذى جعل الدرجات حفظا للعابدين والقربات للعارفين وكان قد التمس منا بعض الطلاب ان نجمع له نسخة من ذلك كفاية الغنا فجمعنا له هذا الايجاز على وفق مراده ليكون له ولغيره وافيا شافيا وسميته سر الاسرار فيما يحتاج اليه الابرار لانا ذكرنا فيه ما يطلب غالبا في الشريعة والطريقة والحقيقة وجعلناه مشتملا على مقدمة واربعة وعشرين فصلا بعدد حروف كلمة

میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ روی پر ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کی برائیاں نیکیوں کے ساتھ برابر ہیں۔ اور اُن میں کوئی وہ ہے۔ جو بھلائیوں میں سبقت لے جانے والا ہے (نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا طوق پہننے سے امتِ محمدیہ کو تمام اُمتوں پر سبقت حاصل ہوگئی۔ اور اس امت کے مختلف مدارج و مراتب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "ہمارا سابق تو سابق ہے۔ جو میانہ روی پر ہے وہ ناجی (نجات پانے والا) اور ظالم مغفور ہے) اور جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "علما علم کے باعث انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور آسمان والے اِن کو دوست رکھتے ہیں۔ اور سمندر میں مچھلیاں ان کے لئے قیامت تک استغفار کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" اللہ سے اسکے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے" اللہ تعالےٰ قیامت کے روز مخلوق کو اُٹھائیگا۔ پھر گروہِ علما کو علیحدٰہ کرکے فرمائیگا" اے گروہِ عُلما! میں نے تمہیں اپنا علم اِسلئے عطا کیا کہ تم اِسکے اَہل تھے اور میں نے اس علم کو تم میں ضائع نہیں کیا۔ میں تمہیں عذاب سے رہائی دیتا ہوں۔ چلو جنت کی طرف۔ میں نے تمہاری بخشش فرمادی ہے۔

بہرحال سب تعریف اللہ تعالےٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جس نے درجات کو عبادت گذاروں کیلئے اور مراتبِ قرب عارفوں کے لئے محفوظ فرمائے ہیں۔ طالب علموں میں سے کسی نے ہم سے التماس کی کہ اس کی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَدَدِ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَ
النَّهَارِ ۔ وَاَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِيْهَا بَيَانُ ابْتِدَاءِ الْخَلْقِ (وَاَمَّا الْفُصُوْلُ
فَالْاَوَّلُ فِيْ بَيَانِ رُجُوْعِ الْاِنْسَانِ اِلٰى وَطَنِهِ الْاَصْلِ (وَالثَّانِيْ)
فِيْ بَيَانِ رَدَّةِ الْاِنْسَانِ اِلٰى اَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ (وَالثَّالِثُ) فِيْ
بَيَانِ حَوَانِيْتِ الْاَرْوَاحِ فِي الْجَسَدِ (وَالرَّابِعُ) فِيْ بَيَانِ الْعُلُوْمِ
(وَالْخَامِسُ) فِيْ بَيَانِ التَّوْبَةِ وَالتَّلْقِيْنِ (وَالسَّادِسُ) فِيْ بَيَانِ
اَهْلِ التَّصَوُّفِ (وَالسَّابِعُ) فِيْ بَيَانِ الْاَذْكَارِ (وَالثَّامِنُ) فِيْ
بَيَانِ شَرَائِطِ الذِّكْرِ (وَالتَّاسِعُ) فِيْ بَيَانِ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى
(وَالْعَاشِرُ) فِيْ بَيَانِ حُجُبِ الظُّلْمَانِيَّةِ وَالنُّوْرَانِيَّةِ (وَالْحَادِيْ
عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ (وَالثَّانِيْ عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ
الْفُقَرَاءِ (وَالثَّالِثُ عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ طَهَارَةِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ
(وَالرَّابِعُ عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ صَلٰوةِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ (وَالْخَامِسُ
عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ طَهَارَةِ الْمَعْرِفَةِ فِيْ عَالَمِ التَّجْرِيْدِ (وَالسَّادِسُ
عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ زَكٰوةِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ (وَالسَّابِعُ عَشَرَ) فِيْ
بَيَانِ صَوْمِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ (وَالثَّامِنُ عَشَرَ) فِيْ بَيَانِ

خاطر ایک کافی وافی نسخہ (کتاب یا رسالہ) اس موضوع پر جمع کریں چنانچہ ہم نے اس کی حسبِ مراد یہ مختصر رسالہ جمع کیا جو نہ صرف اس کیلئے بلکہ دوسروں کیلئے بھی نہایت کافی اور تسلی بخش ہے اور اس کا نام "سِرُّ الْاَسْرَارِ فِیْمَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ الْاَبْرَارُ" رکھا کیونکہ ہم نے اس میں ان مسائل شریعت۔ طریقت اور حقیقت پر روشنی ڈالی ہے جن کی عموماً جستجو رہتی ہے۔ رسالہ ہٰذا کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے (چوبیس) حروف اور دن رات کی (چوبیس) گھڑیوں کی تعداد کے مطابق ایک مقدمہ اور چوبیس فصلوں پر مشتمل ہے۔

مقدمہ: اسمیں ابتدائے خلق کا بیان ہے۔ **فصول:** (پہلی فصل) انسان کا اپنے اصلی وطن کی طرف رجوع کرنے کے بیان میں (دوسری فصل) انسان کو اسفل ترین حالت کی طرف پھیر دینے کے بیان میں (تیسری فصل) اجسام میں روحوں کے تصرفات کے بیان میں (چوتھی فصل) علوم کے بیان میں (پانچویں فصل) توبہ اور تلقین کے بیان میں (چھٹی فصل) اہل تصوف کے بیان میں (ساتویں فصل) اذکار کے بیان میں (آٹھویں فصل) شرائط ذکر کے بیان میں (نویں فصل) اللہ تعالےٰ کے دیدار کے بیان میں (دسویں فصل) حجابہائے تاریکی اور نورانی کے بیان میں (گیارھویں فصل) سعادت اور شقاوت کے بیان میں (بارھویں فصل) فقر کے بیان میں (تیرھویں فصل) طہارتِ شریعت اور طریقت کے بیان میں (چودھویں فصل) نمازِ شریعت اور طریقت کے بیان میں (پندرھویں فصل) عالم تجرید میں طہارتِ معرفت کے بیان میں (سولھویں فصل) شریعت و طریقت کی زکواۃ کے بیان میں (سترھویں فصل) روزۂ شریعت و طریقت کے

حجّ الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ (اَلتَّاسِعُ عَشَرَ) فِي بَيَانِ الْوَجْدِ وَ
الصَّفَا (اَلْعِشْرُوْنَ) فِي بَيَانِ الْخَلْوَةِ وَالْعُزْلَةِ (اَلْحَادِي وَالْعِشْرُوْنَ)
فِي بَيَانِ اَوْرَادِ الْخَلْوَةِ (اَلثَّانِي وَالْعِشْرُوْنَ) فِي بَيَانِ الْوَاقِعَاتِ
مِنَ الْمَنَامِ وَالسِّنَةِ (اَلثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ) فِي بَيَانِ اَهْلِ
التَّصَوُّفِ (اَلرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ) فِي بَيَانِ الْخَاتِمَةِ. وَمَا تَوْفِيْقِي
اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ؞

اَلْمُقَدِّمَةُ فِي بَيَانِ اِبْتِدَآءِ الْخَلْقِ

اِعْلَمْ وَفَّقَكَ اللّٰهُ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا مِنْ نُوْرِ جَمَالِهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ
جَلَّ خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نُوْرِ
وَجْهِيْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
رُوْحِيْ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ
وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ فَالْمُرَادُ مِنْهَا شَيْءٌ وَّاحِدٌ وَهُوَ
الْحَقِيْقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ لٰكِنْ سُمِّيَ نُوْرًا لِكَوْنِهٖ صَافِيًا
عَنِ الظُّلُمَاتِ الْجَلَالِيَّةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ

بیان میں (اٹھارہویں فصل) حج شریعت و طریقت کے بیان میں۔ (انیسویں فصل) وجد اور صفائی کے بیان میں (بیسویں فصل) خلوت اور گوشہ نشینی کے بیان میں (اکیسویں فصل) خلوت کے وظائف کے بیان میں (بائیسویں فصل) خواب اور اونگھ میں جو واقعات پیش آتے ہیں اُن کے بیان میں (تیئیسویں فصل) اہل تصوف کے بیان میں (چوبیسویں فصل) خاتمہ اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اسی پر بھروسہ ہے۔ اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

مقدمہ: (ابتداء خلق کے بیان میں) جان لے اللہ تعالیٰ تجھے اس بات کی توفیق عطا فرمائے جسکو وہ پسند رکھتا ہے۔ اور جسمیں اس کی خوشنودی ہے جب اللہ تعالیٰ نے روح پر فتوح جناب سرور دو عالم حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سب سے پہلے اپنے نور جمال سے پیدا کیا۔ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے روح جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے ذاتی نور سے پیدا کیا"۔ اور جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میری روح کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔ اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا"۔ ان سب سے مراد ایک ہی شے ہے اور وہ حقیقت محمدیہ ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نور اس ذاتِ پاک کا اس واسطے نام رکھا کہ ظلماتِ جلالیہ سے پاک و صاف ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کا ارشاد ہے۔

جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (وَعَقْلًا) لِكَوْنِهٖ مُدْرِكًا
لِلْكُلِّيَّاتِ (وَقَلَمًا) لِكَوْنِهٖ سَبَبًا لِنَقْلِ الْعِلْمِ كَمَا اَنَّ الْعِلْمَ
سَبَبٌ لَّهٗ فِيْ عَالَمِ الْحُرُوْفَاتِ فَالرُّوْحُ الْمُحَمَّدِيَّةُ خُلَاصَةُ
الْاَكْوَانِ وَاَوَّلُ الْكَائِنَاتِ وَاَصْلُهَا كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّيْ وَخَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْوَاحَ
كُلَّهَا مِنْهُ فِيْ عَالَمِ اللَّاهُوْتِ وَفِيْ اَحْسَنِ التَّقْوِيْمِ الْحَقِيْقِيِّ
وَهُوَ اسْمُ جُمْلَةِ الْاِنْسِ فِيْ ذٰلِكَ الْعَالَمِ وَهُوَ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ فَلَمَّا
مَضٰى عَلَيْهَا اَرْبَعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ خَلَقَ الْعَرْشَ مِنْ نُوْرِ عَيْنِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَوَاقِي الْكَائِنَاتِ مِنْهُ ثُمَّ
رُدَّتِ الْاَرْوَاحُ اِلٰى دَرْكِ الْاَسْفَلِ الْكَائِنَاتِ اَعْنِي الْاَجْسَادِ
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ يَعْنِيْ نَزَّلَهٗ
اَوَّلًا مِنْ عَالَمِ اللَّاهُوْتِ اِلٰى عَالَمِ الْجَبَرُوْتِ فَاَلْبَسَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى
بِنُوْرِ الْجَبَرُوْتِ كِسْوَةً بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَهُوَ الرُّوْحُ السُّلْطَانِيُّ
ثُمَّ اَنْزَلَهُمْ بِهٰذِهِ الْكِسْوَةِ اِلٰى عَالَمِ الْمَلَكُوْتِ وَكَسَاهُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور (یعنی سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور روشن کتاب (قرآن مجید) آئے اور عقل اس واسطے فرمایا کہ اس کو تمام کلیات کا ادراک حاصل ہے۔ اور قلم اس واسطے نام رکھا کہ علم کو نقل کرنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ عالم حروفات میں علم اس کے لئے سبب ہے پس روح محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام موجودات کا خلاصہ اور جملہ کائنات کی ابتدا اور اصل ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "میں اللہ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے تمام ارواح کو عالم لاہوت (یعنی عالم ذاتِ باری) میں اُس روحِ اقدس سے (یعنی روحِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) اچھی اور حقیقی صورت پر بنایا اور اس عالم میں تمام بنی نوعِ انسان سے مراد آپکی ذات پاک ہے۔ اور وہی وطن اصلی ہے۔ جب اس پر چار ہزار برس گذر گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمِ مبارک کے نور سے عرش کو پیدا کیا اور باقی تمام کائنات کو عرش سے۔ پھر ارواح کائنات کے سب سے نچلے طبقہ (یعنی اجسام) کی طرف لوٹا دیئے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے اس کو پھیر دیا نیچی سے نیچی حالت کی طرف یعنی پہلے اس کو عالم لاہوت سے عالمِ جبروت (عالم عظمت و جلال صفاتِ الٰہی) میں اُتارا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حرمین کے مابین نورِ جبروت کا لباس پہنایا اور وہ روح سلطانی ہے۔ پھر انہیں اُس لباس میں عالم ملکوت (آسمان میں قدسیوں اور ملائکہ کا مقام) کی طرف بھیجا۔ اور اُن کو نورِ ملکوت کا لباس پہنایا۔ اور وہ روح روحانی

بِنُورِ الْمَلَكُوْتِ وَهُوَ الرُّوْحُ الرُّوْحَانِیُّ ثُمَّ اَنْزَلَهُمْ اِلٰی عَالَمِ
الْمُلْكِ وَكَسَاهُمْ بِنُوْرِ الْمُلْكِ وَهُوَ الرُّوْحُ الْجِسْمَانِیُّ ثُمَّ خَلَقَ
اللّٰهُ الْاَجْسَادَ مِنْهَا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ
فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ثُمَّ اَمَرَ اللّٰهُ
تَعَالٰی الْاَرْوَاحَ اَنْ تَدْخُلَ فِی الْاَجْسَادِ فَدَخَلَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ
تَعَالٰی كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَلَمَّا تَعَلَّقَتِ
الْاَرْوَاحُ وَالَسْتْ فِی الْاَجْسَادِ وَنَسِیَتْ مَا اتَّخَذَتْ مِنْ عَهْدِ
الْمِیْثَاقِ فِیْ یَوْمِ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی فَلَمْ تَرْجِعْ اِلَی الْوَطَنِ
الْاَصْلِیِّ فَیَرْحَمُ الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَیْهِمْ بِاِنْزَالِ الْكُتُبِ
السَّمَاوِیَّةِ تَذْكِرَةً لَّهُمْ بِذٰلِكَ الْوَطَنِ الْاَصْلِیِّ كَمَا قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰی وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰامِ اللّٰهِ اَیْ اَیّٰامِ وِصَالِهٖ فِیْمَا سَبَقَ مَعَ
الْاَرْوَاحِ فَجَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ جَاءُوْا فِی الدُّنْیَا وَذَهَبُوْا اِلَی الْاٰخِرَةِ
لِهٰذَا التَّنْبِیْهِ فَقَلَّ مَنْ تَذَكَّرَ وَرَجَعَ وَاشْتَاقَ وَوَصَلَ اِلَیْهِ
اَیْ اِلٰی وَطَنِهِ الْاَصْلِیِّ حَتّٰی اَفْضَتِ النُّبُوَّةُ اِلَی الرُّوْحِ الْاَعْظَمِ
الْمُحَمَّدِیِّ خَاتَمِ الرِّسَالَةِ وَالْهَادِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ فَاَرْسَلَهٗ

ہے۔ پھر انہیں عالمِ ملک میں بھیجا اور اُن کو نورِ ملک کا لباس پہنایا۔ اور زوہ رُوح جسمانی ہے۔ پھر اس سے (یعنی عالمِ ملک سے) جسموں کو پیدا کیا (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہم نے زمین ہی سے تمہیں پیدا کیا۔ اور اسی میں پھر تمہیں لوٹا دیں گے۔ اور اسی سے پھر دوسری بار نکالیں گے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رُوحوں کو جسموں میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ پس وہ اللہ کے امر سے داخل ہو گئیں۔ جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا ہے "اور میں نے اپنی طرف سے اس میں رُوح پھونکی"۔ پس جب ارواح و اجساد کا رشتۂ اُستوار ہو گیا۔ اور رُوحیں جسموں کے ساتھ مانوس ہو گئیں اور اُس عہدِ میثاق (قول و اقرار) کو فراموش کر دیا۔ جو "اَلَستُ بِرَبِّکُم اور قَالُوا بَلیٰ" کے دن ہوا تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے ارواح کو مخاطب کر کے فرمایا "کیا میں تمہارا رب نہیں"۔ تو سب نے بالاتفاق جواب دیا "کیوں نہیں"۔ بے شک آپ ہمارے پروردگار ہیں) تو اصلی وطن کی طرف رجوع نہ کیا۔ پس اللہ رحمان مددگار نے اُن پر آسمانی کتابیں نازل فرما کر انہیں اصلی وطن کی یاد دلائی۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے "اور یاد دلائیں اُن کو اللہ کے ایام یعنی ایامِ وصال جو ارواح دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ جملہ انبیاء علیہم السلام اُس آگاہی کے لئے دنیا میں تشریف لائے اور عالمِ عقبےٰ کو سدھارے۔ لیکن بہت کم لوگوں نے نصیحت پر عمل کیا اور رجوع کیا۔ ان کے دلوں میں وطن کی محبت نے جوش مارا اور وہ اصلی ٹھکانے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلسلۂ نبوت رُوحِ اعظم (یعنی شرحِ پُرفتوح جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم)

اِلٰی هٰؤُلَاءِ النَّاسِ الْغَافِلِیْنَ لِیَفْتَحَ بَصِیْرَتَهُمْ مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ
فَیَدْعُوْهُمْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَوِصَالِهٖ وَلِقَاءِ جَمَالِهِ الْاٰنَ لِیْ کَمَا
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ
اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اَصْحَابِیْ
کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ وَالْبَصِیْرَةُ مِنْ عَیْنِ الرُّوْحِ
تَفْتَحُ فِیْ مَقَامِ الْفُؤَادِ لِلْاَوْلِیَاءِ وَذٰلِكَ لَا تَحْصُلُ بِعِلْمِ الظَّاهِرِ
بَلْ بِعِلْمِ اللَّدُنِّ الْبَاطِنِ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا
عِلْمًا فَالْوَاجِبُ عَلَی الْاِنْسَانِ تَحْصِیْلُ تِلْكَ الْعَیْنِ عَلٰی اَهْلِ
الْبَصَائِرِ بِاَخْذِ التَّلْقِیْنِ مِنْ وَلِیٍّ مُرْشِدٍ مُخْبِرٍ مِنْ عَالَمِ اللَّاهُوْتِ
فَیَا اَیُّهَا الْاِخْوَانُ اِنْتَبِهُوْا وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ
بِالتَّوْبَةِ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ وَادْخُلُوْا
فِی الطَّرِیْقِ وَارْجِعُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ مَعَ هٰذِهِ الْقَوَافِلِ الرُّوْحَانِیَّةِ
فَعَنْ قَرِیْبٍ یَنْقَطِعُ الطَّرِیْقُ وَلَا یُوْجَدُ الرَّفِیْقُ اِلٰی ذٰلِكَ الْعَالَمِ
وَمَا جِئْنَا لِنَقْعُدَ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا الدَّنِیَّةِ الْخَرَابَةِ وَلَا الرَّاحِلِ

خاتمِ رسالت، ہادیِٔ راہِ ہدایت پر مکمل ہو گیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ اس نے مبعوث فرمایا تمام لوگوں کی طرف جو غفلت میں پڑے ہوئے تھے تاکہ ان کی بصیرت (دل کی آنکھ) غفلت کی نیند سے بیدار فرما دیں۔ آپ نے انکو اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا وصال اور جمالِ اَزلی حاصل کرنے کیلئے دعوت دی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حبیب لبیبؐ) فرما دیجئے "یہ میری راہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور جو میری اتباع کرتے ہیں۔ دل کی آنکھیں رکھتے ہیں" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کی بھی اقتدا کرو گے راہِ ہدایت پاؤ گے" بصیرت اَولیاء کے دل کے مقام میں روح کی آنکھ سے کھلتی ہے اور یہ ظاہری علم سے نہیں بلکہ باطنی لَدُنّی علم سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے "اور ہم نے اُسے اپنا لدُنّی علم عطا فرمایا" (علم لَدُنّی وہ ہے جو بندہ کو بطریقِ الہام حاصل ہو) پس انسان پر واجب ہے کہ اہلِ بصیرت کی موافقت اور عالمِ لاہوت (عالم ذاتِ باری) کے واقف کار ولی مرشد کی تلقین وتعلیم سے وہ آنکھ حاصل کرے۔ بھائیو! خبردار ہو جاؤ اور توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور دوڑو (توبہ وادائے فرائض وطاعات واخلاص عمل اختیار کر کے) اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنّت کی طرف جس کا عرض (چوڑائی) زمین وآسمان ہے (یعنی جس کی وسعت لا انداز ہے) پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے" راہِ طریقت اختیار کرو اور ان رُوحانی قافلوں کی معیت میں اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ کیونکہ عنقریب اس عالم کا راستہ منقطع ہو جائیگا۔ اور کوئی رفیقِ راہ نہ ملے گا۔ ہم اِس برباد ہونے والی کمینی

الاکلِ والشربِ والتمتعِ بالمہماتِ النفسانیۃِ الخبیثۃِ۔

فَنبیّکم منتظرٌ مغمومٌ لاجلکم کما قال علیہ السلامُ غمّی لاجلِ امّتی الّذی فی آخرِ الزمانِ۔

فالعلمُ المنزّلُ علینا عِلمانِ ظاہرٌ وباطنٌ یعنی الشّریعۃَ والمعرفۃَ فامر بالشّریعۃِ علیٰ ظاہرِنا وبالمعرفۃِ علیٰ باطنِنا لیُنتِجَ مِنْ اجتماعِھما علمُ الحقیقۃِ کالشّجرۃِ والاوراقِ یحصلُ منھا الثّمرۃُ کما قال اللّٰہ تعالیٰ مَرَجَ البحرینِ یلتقیانِ بینھما برزخٌ لّا یبغیانِ الآیۃَ والّا فبمجردِ علمِ الظّاہرِ لا یحصلُ الحقیقۃُ ولا یصلُ الی المقصودِ فالعبادۃُ الکاملۃُ بھما لا باحدِھما کما قال اللّٰہُ تعالیٰ وما خلقتُ الجنَّ والانسَ الّا لیعبدُونِ ای لیعرفُونِ فمن لّم

دُنیا میں نہ تو دائمی قیام کے لئے آئے ہیں، نہ کھانے اور پینے کیلئے اور نہ خبیث نفس کی لذّات اور خواہشات پر قناعت کرنے کے لئے۔

تمہارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتّسلیم تمہارا اِنتظار کر رہے ہیں۔ اور تمہاری خاطر غمزدہ ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ "مجھے اپنے اُن اُمتیوں کا غم ہے جو اخیر زمانہ میں آنے والے ہیں"۔

عِلم ا۔ ہم پر دو قسم کا علم نازل کیا گیا ہے۔ علم ظاہری اور عِلم باطنی یعنی علم شریعت اور علم طریقت۔ شریعت کا حکم ہمارے ظاہر پر اور معرفت کا امر ہمارے باطن پر ہے۔ دونوں علم جمع ہو جائیں تو انکا نتیجہ علم حقیقت ہے۔ جسطرح درخت اور پتوں کے اجتماع کا ماحصل پھل ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں ملے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اِن کے مابین حدِ فاصل ہے۔ کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا" (آیہ کریمہ) محض علم ظاہری سے حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ کامل عبادت (یعنی معرفت الٰہی) کے لئے دونوں علوم ضروری ہیں۔ ایک علم کافی نہیں۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے "میں نے جنوں اور اِنسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنی میری معرفت حاصل کریں" پس جو اُس ذات باری کو پہچانتا ہی نہیں وہ کس طرح

يَعْرِفُهُ كَيْفَ يَعْبُدُهُ فَالْمَعْرِفَةُ إِنَّمَا تَحْصُلُ بِكَشْفِ حِجَابِ
النَّفْسِ عَنْ مِرْآةِ الْقَلْبِ بِتَصْفِيَتِهَا فَيَرٰى فِيْهَا جَمَالُ
الْكَنْزِ الْمَخْفِيِّ فِيْ سِرِّ لُبِّ الْقَلْبِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي حَدِيْثِ
الْقُدْسِيِّ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ
لِكَيْ أُعْرَفَ فَلِهٰذَا تَبَيَّنَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْإِنْسَانَ لِمَعْرِفَتِهٖ
فَالْمَعْرِفَةُ عَلٰى نَوْعَيْنِ مَعْرِفَةِ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَعْرِفَةِ ذَاتِهٖ
فَمَعْرِفَةُ الصِّفَاتِ تَكُوْنُ حَظَّ الْجِسْمِ فِي الدَّارَيْنِ وَمَعْرِفَةُ
الذَّاتِ تَكُوْنُ حَظَّ الرُّوْحِ الْقُدْسِيِّ فِي الْاٰخِرَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰى وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَهُمْ مُؤَيَّدُوْنَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَهَاتَانِ الْمَعْرِفَتَانِ لَا يَحْصُلَانِ إِلَّا بِعِلْمَيْنِ عِلْمِ الظَّاهِرِ وَعِلْمِ
الْبَاطِنِ بِهِمَا الْمَذْكُوْرَيْنِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْعِلْمُ عِلْمَانِ
عِلْمٌ بِاللِّسَانِ وَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَعِلْمٌ بِالْجَنَانِ
فَذٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِحُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ وَالْإِنْسَانُ يَحْتَاجُ
أَوَّلًا إِلٰى عِلْمِ الشَّرِيْعَةِ لِيَحْصُلَ الْبَدَنُ كَسْبَ مَعْرِفَتِهٖ فِيْ عَالَمِ
مَعْرِفَةِ الصِّفَاتِ وَهُوَ الدَّرَجَاتُ ثُمَّ إِلٰى عِلْمِ الْبَاطِنِ لِيَحْصُلَ

اُس کی عبادت کر سکتا ہے۔ معرفت صفائی قلب اور دل کے آئینہ سے نفس کا حجاب دُور کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر اس میں جمالِ کنزِ مخفی (پوشیدہ خزانہ انوارِ الٰہی) دِل کی گہرائی کے سِر (مقام راز) کے اندر مُشاہدہ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں جانا پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت (پہچان) کے لئے پیدا کیا ہے۔

معرفت:۔ معرفت دو قسم کی ہے (۱) معرفت صفاتِ الٰہیہ (۲) معرفت ذاتِ الٰہی۔ معرفت صفات دونوں جہاں میں وجود کا حصّہ ہے اور معرفتِ ذات آخرت میں روح قدسی (پاکیزہ روح یا روح الٰہی) کا نصیبہ ہے۔ چنانچہ فرمانِ ایزدی ہے "اور ہم نے اسکی پاکیزہ روح (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) سے مدد کی۔" اور وہ روحِ قدس کے ساتھ مدد کئے جاتے ہیں۔ یہ دونوں معرفتیں (معرفت ذات و معرفت صفات) بغیر ہر دو علوم ظاہری اور باطنی (جن کے ساتھ اُن کا ذکر ہو چکا ہے) حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ علم دو طرح کا ہے۔(۱) علم جس کا تعلق زبان سے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حجت (دلیل) ہے۔ اپنے بندوں پر (۲) علم جس کا تعلق دل سے ہے۔ یہ علم حصولِ مقصد کیلئے نفع بخش ہے۔ انسان کو پہلے علم شریعت کی ضرورت ہے۔ تاکہ بدن عالمِ معرفتِ صفات میں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے۔ اور وہ درجات ہیں۔ اس کے بعد علم باطنی کی ضرورت ہے تاکہ روح

الرُّوْحُ كَسَبَ مَعْرِفَتِهٖ فِيْ عَالَمِ مَعْرِفَتِهٖ وَذٰلِكَ لَا يَحْصُلُ اِلَّا بِتَرْكِ
الرُّسُوْمَاتِ الَّتِيْ هِيَ مُخَالِفَةُ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَحُصُوْلُهٗ
بِقَبُوْلِ الْمُشَقَّاتِ النَّفْسَانِيَّةِ وَالرُّوْحَانِيَّةِ لِرِضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى
بِلَا رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ (كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى) فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا
لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا
وَعَالَمُ الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ عَالَمُ اللَّاهُوْتِ وَهُوَ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ
الْمَذْكُوْرُ الَّذِيْ خَلَقَ فِيْهِ الرُّوْحَ الْقُدْسِيَّ فِيْ اَحْسَنِ التَّقْوِيْمِ
وَالْمُرَادُ مِنَ الرُّوْحِ الْقُدْسِيِّ الْاِنْسَانِيُّ الْحَقِيْقِيُّ الَّذِيْ اُوْدِعَ
فِيْ لُبِّ الْقَلْبِ وَيَظْهَرُ وُجُوْدُهٗ بِالتَّوْبَةِ
وَالتَّلْقِيْنِ وَمُلَازَمَةِ كَلِمَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
بِلِسَانِهٖ اَوَّلًا عَلٰى كَلِمَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِلِسَانِهِ الْجَنَانِ بَعْدَ حَيٰوةِ
الْقَلْبِ حِيْنَ تُسَمِّيْهِ الْمُتَصَوِّفَةُ طِفْلَ الْمَعَانِيْ لِاَنَّهٗ مِنَ
الْمَعْنَوِيَّاتِ الْقُدْسِيَّةِ وَتَسْمِيَتُهٗ طِفْلًا لِخِصَالٍ اَحَدُهُمَا
اَنَّهٗ يَتَوَلَّدُ مِنَ الْقَلْبِ كَتَوَلُّدِ الطِّفْلِ مِنَ الْاُمِّ وَيُرَبِّيْهِ الْوَالِدُ
فَيَكْبُرُ قَلِيْلًا اِلَى الْبُلُوْغِ ❊

کو عالم معرفت میں معرفتِ ذاتِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ شریعت اور طریقت کے خلاف رسومات ترک کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کا حاصل ہونا ایسی نفسانی اور روحانی مشقتیں اور ریاضتیں اختیار کرنے سے ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہوں کسی کو دکھانے اور سنانے کیلئے نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "پس جو اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے۔ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے" اور عالم معرفت یعنی عالم لاہوت وہی وطن اصلی ہے۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا جس میں اللہ تعالیٰ نے روح قدسی (پاکیزہ روح) کو اچھی صورت پر پیدا کیا۔ روح قدسی سے مراد انسان حقیقی ہے۔ جو دل کی گہرائی میں ودیعت (امانت) رکھا گیا ہے۔ اس کے وجود کا ظہور توبہ تلقین اور کلمہ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اوّل زبان سے دائمی ذکر کرنے سے ہوتا ہے۔ اس طور پر کہ دل زندہ ہو جانے کے بعد زبانِ حال سے کلمہ توحید کا ذکر کیا جائے۔ اس وقت صوفیائے کرام اپنی اصطلاح میں اس کا نام طفل المعانی رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ معانی قدسیہ اور صفات باطنیہ سے ہویدا ہوتا ہے اور اس کا نام طفل المعانی چند وجہ سے ہے (اوّل) یہ کہ وہ دل سے پیدا ہوتا ہے جیسے بچہ ماں کے بطن سے پیدا ہوتا ہے۔ اور باپ اس کی پرورش کرتا ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ بڑا ہو کر سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے۔

(وَالثَّانِی) اَنَّ تَعْلِیْمَ الْعِلْمِ یَکُوْنُ لِلْاَطْفَالِ غَالِبًا تَعْلِیْمُ عِلْمِ الْمَعْرِفَۃِ لِھٰذَا الطِّفْلِ اَیْضًا ؕ

(وَالثَّالِثُ) اَنَّ الطِّفْلَ مُطَھَّرٌ مِنْ اَدْنَاسِ الذُّنُوْبِ الظَّاھِرَۃِ فَھٰذَا اَیْضًا مُطَھَّرٌ مِنْ دَنَسِ الشِّرْکِ وَالْغَفْلَۃِ وَالْجِسْمَانِیَّۃِ ؕ

(وَالرَّابِعَۃُ) اَنَّ مِثْلَ ھٰذِہِ الصُّوْرَۃِ الصَّافِیَۃِ لِلْوَلَدِ اَکْثَرُ وَلِذٰلِکَ یُرٰی فِی الْمَنَامَاتِ عَلٰی صُوْرَۃِ الْمُرْدِ کَالْمَلَائِکَۃِ ؕ

(وَالْخَامِسَۃُ) اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَصَفَ نَتَائِجَ الْجَنَّۃِ بِالطِّفْلِیَّۃِ بِقَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ وَیَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ وَبِقَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ غِلْمَانٌ لَّھُمْ کَاَنَّھُمْ لُؤْلُؤٌ مَّکْنُوْنٌ ؕ

(وَالسَّادِسُ) اَنَّ ھٰذَا الْاِسْمَ کَانَ لَہٗ بِاعْتِبَارِ لَطَافَتِہٖ وَنَظَافَتِہٖ ؕ

(السَّابِعَۃُ) اَنَّ اِطْلَاقَ ھٰذَا الْاِسْمِ عَلٰی سَبِیْلِ الْمَجَازِ بِاعْتِبَارِ تَعَلُّقِہٖ بِالْبَدَنِ تَمَثُّلِہٖ بِصُوْرَۃِ الْبَشَرِ بِنَاءً عَلٰی اَنَّ اِطْلَاقَہٗ عَلَیْہِ لِاَجْلِ مَلَاحَتِہٖ لَا لِاَجْلِ اسْتِصْغَارِہٖ

(دوئم) یہ کہ بچوں کو عموماً ظاہری علم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی طرح اس بچے کو بھی علمِ معرفت کی تعلیم دی جاتی ہے۔

سوئم یہ کہ جس طرح (دنیوی) بچہ ظاہری گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ طفل بھی شرک، غفلت اور جسمانیت (وجودِ ظاہری) کی میل سے پاک کیا جاتا ہے۔

(چہارم) یہ کہ بچے کی اس پاک صاف صورت کی مانند طہارت و پاکیزگی میں بڑھ جاتا ہے۔ تو خوابوں میں مطلوب و مقصود کی صورت پر فرشتوں کی مانند دکھائی دیتا ہے۔

(پنجم) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نتائج جنّت کو طفولیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ اور ان کے (اہلِ جنّت کے) گرد لئے پھریں گے۔ (آدابِ خدمت کے ساتھ) ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔ نیز فرمایا (اہلِ جنّت کی خدمت کے لئے) لڑکے ہوں گے۔ گویا کہ وہ چھپائے ہوئے موتی ہیں۔

(ششم) اس کا یہ نام اس کی پاکیزگی اور لطافت کے لحاظ سے ہے۔

(ہفتم) بدن کے ساتھ تعلق ہونے کے اعتبار سے اور بشری صورت کے لحاظ سے اس پر اس نام (یعنی طفل) کا اطلاق محض مجاز کے طور پر ہے۔ یہ اطلاق اس کی ملاحت (اچھی و خوبصورت صورت) کے باعث ہے۔ نہ اس کے فقرو فنا اور صفائی باطن کی وجہ سے۔ اور اس کے

وَنَظَرًا إِلَى بِدَايَةِ حَالِهٖ وَهُوَ الْإِنْسَانُ الْحَقِيْقِيُّ لِأَنَّ لَهٗ نِسْبَةً
مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَالْجِسْمُ وَالْجِسْمَانِيُّ لَيْسَ مَحْرَمَانِ لَهٗ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ
مُرْسَلٌ وَالْمُرَادُ مِنْهُ بَشَرِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
مِنَ الْمَلَكِ الْمُقَرَّبِ رُوْحَانِيَّتُهُ الَّتِيْ خُلِقَتْ مِنْ نُوْرِ الْجَبَرُوْتِ
كَمَا أَنَّ الْمَلَكَ مِنْهُ فَلَا مَدْخَلَ لَهٗ فِيْ نُوْرِ اللَّاهُوْتِ وَ
قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَا فِيْهَا حُوْرٌ وَّ
لَا قُصُوْرٌ وَّلَا عَسَلٌ وَّلَا لَبَنٌ بَلْ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ
تَعَالٰى كَمَا قَالَ جَلَّ جَلَالُهٗ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ وَّكَمَا قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
وَلَوْ دَخَلَ الْمَلَكُ وَالْجِسْمَانِيُّ فِيْ هٰذِهِ الْعَالَمِ لَاحْتَرَقَتْهَا
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ حَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ لَوْ كَشَفْتُ سُبُحَاتِ
وَجْهِ جَلَالِيْ لَاحْتَرَقَتْ كُلُّ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرِيْ وَكَمَا قَالَ
جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ دَنَوْتُ أَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ

ابتدائی حالات پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ انسانِ حقیقی ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسی نسبت ہے کہ جسم اور جسمانی اس کے حال سے واقف نہیں بموجب ارشادِ عالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبی مُرسل کو گنجائش ہے۔ اس سے مراد بشریت جناب نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم ہے۔ اور ملک مقرّب سے مراد ایسی رُوحانیت ہے جو نور جبروت سے پیدا کی گئی ہے چنانچہ فرشتہ بھی اس نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے نورِ لاہوت میں مقام دخل نہیں ہے "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے "تحقیق اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی جنت ہے جس میں حور و قصور ہے اور نہ شہد و دودھ۔ اس میں صرف ذاتِ باری کا دیدار کیا جائے گا" جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔ "کچھ چہرے اس دن ترو تازہ ہوں گے" اور جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ عالی ہے "عنقریب تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو" اگر فرشتہ یا جسمانی (جسم سے تعلق رکھنے والا انسان وغیرہ) اس عالم میں داخل ہو تو اس کو جلا دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا "اگر میں اپنے انوارِ عظمت و جلال ظاہر کر دوں تو ہر شے جہاں تک میرا جلوہ پہنچے جل جائے۔ جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی "اگر میں سر انگشت کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا"

الفصل الأوّل

فی بیانِ رجوعِ الإنسانِ الی وطنهِ الأصلیِّ

فالإنسان علی نوعینِ جسمانیٌ وروحانیٌّ. فالجسمانیُّ إنسانٌ عامٌّ والرُّوحانیُّ إنسانٌ خاصٌّ فرجوعُ الإنسانِ العامِّ إلی وطنهٖ وهو الدّرجاتُ بسببِ عملِ علمِ الشریعةِ والطّریقةِ والمعرفةِ کما قال علیه السّلامُ الحکمةُ الجامعةُ معرفةُ الحقِّ إذا عمل بلا ریاءٍ ولا سُمعةٍ لأنَّ الدّرجاتَ علی ثلاثِ طبقاتٍ. فالأوّلُ الجنّةُ فی عالمِ الملکِ وهی جنّةُ المأوی والثّانی الجنّةُ فی عالمِ الملکوتِ وهی جنّةُ النّعیمِ والثّالثُ الجنّةُ فی عالمِ الجبروتِ وهی جنّةُ الفردوسِ فهذهٖ نعمُ الجسمانیِّ فلا یصلُ الجسمُ إلی عالمهٖ إلّا بثلاثةِ علومٍ وهی الشّریعةُ والطّریقةُ والمعرفةُ کما قال علیه السّلامُ الحکمةُ الجامعةُ معرفةُ الحقِّ والعملُ بها ومعرفةُ الباطلِ وترکهٗ وکما قال علیه السّلامُ اللّٰھمّ أرنا الحقَّ حقًّا وارزقنا اتّباعهٗ وأرنا الباطلَ باطلًا وارزقنا اجتنابهٗ وکما قال

فصلِ اوّل: (انسان کے اصلی وطن کی طرف رجوع کرنے کے بیان میں)

انسان دو قسم کے ہیں جسمانی اور روحانی۔ جسمانی قسم کے انسان عام ہیں اور روحانی انسان خاص ہیں۔ انسانِ عام کا رجوع اپنے وطن کی طرف ہے اور وہ درجات ہیں جو علم شریعت طریقت اور معرفت کے احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا "حکمتِ جامعہ (کامل) حق کی شناخت ہے۔ جبکہ عمل بلا ریا اور تصنع ہو (اخلاص پر مبنی ہو)"۔ کیونکہ درجات کے تین طبقے ہیں (پہلا) وہ جنّت جو عالم ملک میں ہے اور وہ جنّت الماویٰ ہے (دوسرا) وہ جنّت جو عالم ملکوت میں ہے اور وہ جنّت النعیم ہے (تیسرا) وہ جنّت جو عالم جبروت میں ہے۔ اور وہ جنّت الفردوس ہے۔ پس یہ جسمانی نعمتیں ہیں۔ اور جسم تین علوم یعنی علم شریعت علم طریقت اور علم معرفت کے بغیر اپنے عالم میں نہیں پہنچ سکتا۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا "حکمت جامعہ حق کی شناخت اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اور باطل کی پہچان اور اس کو ترک کرنا ہے۔ اور جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ہے "الٰہی ہم پر حق واضح فرما دے (حق کو حق سمجھیں) اور اتباع حق کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں باطل کو باطل ہی دکھا (یعنی ہماری نظر دل میں باطل نظر آئے) اور اس سے بچنے کی قوّت عنایت فرما۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے "جس نے اپنے نفس اور پیدا کرنے والے کو پہچان لیا۔ اس نے بالتحقیق اپنے رب (پالنے والے) کو بھی پہچان لیا۔ اور اس کی فرمانبرداری کی" انسانِ خاص کا منزلِ مقصود

عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ وَخَالِقَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ
وَتَابِعَهُ وَرُجُوْعُ الْاِنْسَانِ الْخَاصِّ وَوُصُوْلُهُ وَهُوَ الْقُرْبَةُ
يَكُوْنُ بِسَبَبِ عِلْمِ الْحَقِيْقَةِ وَهُوَ التَّوْحِيْدُ فِيْ عَالَمِ الْقُرْبَةِ
اللَّاهُوْتِ وَهِيَ فِيْ حَالِ حَيَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا بِسَبَبِ عَادَتِهٖ
سَوَآءٌ كَانَ نَائِمًا اَوْ مُنْتَبِهًا بَلْ اِذَا نَامَ الْجَسَدُ وَجَدَ الْقَلْبُ
فُرْصَةً فَيَذْهَبُ اِلٰى وَطَنِهِ الْاَصْلِيِّ اِمَّا بِكُلِّهٖ وَاِمَّا بِجُزْءٍ مِّنْهُ
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا
وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ
وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَلِذٰلِكَ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ نَوْمُ الْعَالِمِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ بَعْدَ حَيَاتِ
الْقَلْبِ بِنُوْرِ التَّوْحِيْدِ وَبَعْدَ مُلَازَمَةِ اَسْمَاءِ التَّوْحِيْدِ
بِلِسَانِ السِّرِّ بِغَيْرِ حَرْفٍ وَّلَا صَوْتٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
فِيْ حَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ الْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ وَقَالَ عَزَّ وَ
جَلَّ اِنَّ عِلْمَ الْبَاطِنِ سِرٌّ مِّنْ سِرِّيْ اَجْعَلُهٗ فِيْ قَلْبِ عِبَادِيْ
وَلَا يَقِفُ عَلَيْهِ اَحَدٌ غَيْرِيْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ

وطنِ اصلی میں پہنچ کر قربِ الٰہی حاصل کرنا ہے جسکے حصول کا ذریعہ علمِ حقیقت یعنی عالمِ قربت لاہوت میں توحید ہے۔ حیاتِ دُنیوی میں اس کو بسبب اپنی عادت کے یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا سونا اور جاگنا برابر ہو جاتا ہے بلکہ جب جسم سو جاتا ہے تو دل کو فرصت مِل جاتی ہے پس وہ کبھی کلیتہً اور کبھی جزوی طور پر اپنے اصلی وطن میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے: "اللہ جانوں کو قبض کر لیتا ہے۔ ان کی موت کے وقت۔ اور جو نہیں مرے ان کو (وفات دیتا ہے) ان کی نیند میں۔ پھر جس پر موت کا حکم صادر فرماتا ہے اُسے روک رکھتا ہے (یعنی اس کی جان کو اس کی طرف واپس نہیں کرتا) اور دوسرے کو (جس کی موت ابھی مقدر نہیں فرمائی) ایک میعادِ مقررہ تک واپس بھیج دیتا ہے۔" اسی واسطے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے نورِ توحید سے دل کے زندہ ہونے اور زبانِ حال سے بغیر حرف اور آواز کے اسماءِ توحید کا دائمی ذِکر حاصل ہونے کے بعد عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے: "انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔" نیز فرمایا: "باطنی علم میرے راز سے ایک راز ہے۔ جس کو میں اپنے بندوں کے دل میں رکھتا ہوں۔ اور جس پر میرے سوا کوئی آگاہ نہیں۔" چنانچہ حدیث قدسی میں فرمایا ہے

ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ وَاِذَا ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ
ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِذَا ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ
اَحْسَنَ مِنْهُ فَالْمُرَادُ مِنْهُمْ مَنْ فِیْ وُجُوْدِ الْاِنْسَانِ وَهُوَ عِلْمُ
التَّفَکُّرِ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ
مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ تَفَکُّرُ سَاعَةٍ
خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِیْنَ سَنَةً وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ عَامٍ فَالتَّوْفِیْقُ فِیْهِ اَنْ
یُّقَالَ مَنْ تَفَکَّرَ فِیْ تَفَاصِیْلِ الْفُرُوْعِ فَتَفَکُّرُهٗ سَاعَةً خَیْرٌ
مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَمَنْ تَفَکَّرَ فِیْ مَعْرِفَةِ مَا یَجِبُ عَلَیْهِ
مِنَ الْعِبَادَةِ فَخَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِیْنَ سَنَةً وَمَنْ تَفَکَّرَ
سَاعَةً فِیْ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَخَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ
وَهُوَ عِلْمُ الْعِرْفَانِ اَعْنِی التَّوْحِیْدَ وَبِهٖ یَصِلُ الْعَارِفُ
اِلٰی مَعْرُوْفِهٖ وَمَحْبُوْبِهٖ وَنَتِیْجَتُهُ الطَّیَرَانُ بِالرُّوْحَانِیَّةِ
اِلٰی عَالَمِ الْقُرْبَةِ

اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں ۔ اور اس کے ساتھ ہوں جس وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے ۔ اور اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے ۔ میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں ۔ اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں ۔" ان سے مراد علم تفکر ہے جو انسان کے وجود کے اندر ہے ۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے :" فکر کی ایک گھڑی ایک سال کی عبادت سے افضل ہے ۔" نیز فرمایا :" فکر کی ایک ساعت ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے پھر فرمایا :" تفکر کی ایک گھڑی ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے ۔ ان ہر سہ احادیث میں تطبیق اس طرح ہو گی ۔ جس نے فروعات کی تفاصیل میں غور کیا اس کا ایک ساعت فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے ۔ جس نے فرضِ عبادت کی معرفت میں ایک ساعت فکر کیا اس کا فکر ستر سال کی عبادت سے افضل ہے اور جنہے ایک گھڑی اللہ تعالیٰ کی معرفت میں تفکر کیا اس کا فکر ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے ۔ اور وہ علم عرفان ہے یعنی خدا کی توحید ۔ عارف اس علم کے واسطے

فَالْعَابِدُ سَيَّارٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْعَارِفُ طَيَّارٌ اِلَى الْقُرْبَةِ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ حَقِّهٖ

رباعی

قُلُوْبُ الْعَاشِقِيْنَ لَهَا عُيُوْنٌ
تَرٰى مَا لَا يَرَاهَا النَّاظِرُوْنَا
لَهَا اَجْنِحَةٌ تَطِيْرُ بِغَيْرِ رِيْشٍ
اِلٰى مَلَكُوْتِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَا

فَهٰذَا الطَّيَّارُ يَكُوْنُ فِيْ بَاطِنِ الْعَارِفِ وَهُوَ الْاِنْسَانُ الْحَقِيْقِيُّ وَهُوَ حَبِيْبُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَحْرَمُهٗ وَعَرُوْسُهٗ كَمَا قَالَ اَبُوْ يَزِيْدُ الْبُسْطَامِيُّ اَهْلُ اللّٰهِ هُمْ عَرَائِسُ اللّٰهِ وَفِي الرِّوَايَةِ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ هُمْ عَرَائِسُ اللّٰهِ فَلَا يَعْرِفُ الْعَرَائِسَ اِلَّا مَحْرَمُهُمْ وَهُمْ مُخَدَّرُوْنَ فِيْ حِجَابِ الْاُنْسِ

اپنے مطلوب ومحبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ اور انجام کار عالم لاہوت (یعنی عالم قرب الٰہی) کی طرف اسے روحانی پرواز حاصل ہو جاتی ہے۔ عابد جنّت کی طرف سیر کرنے والا اور عارف مقام قرب کی جانب پرواز کرنے والا ہے۔ کسی شاعر نے اہلِ معرفت کے حق میں لکھا ہے

رباعی

"عاشقوں کے دلوں کے لئے ایسی آنکھیں ہیں جو اِن امورُ کا مشاہدہ کرتی ہیں جن کو ظاہر بین لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے لئے بے بال وپر بازو ہیں جن کے ساتھ وہ رب العالمین کے عالم ملکوت کی طرف پرواز کر جاتے ہیں"

پس یہ پرواز کرنے والا عارف کے باطن میں ہے اور وہی انسانِ حقیقی۔ اللہ عزّ وجلّ کا محبوب۔ اس کا محرم اور عروس (دلہن) ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اہل اللہ عرائس اللہ (اللہ کی دلہنیں) ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اولیاءُ اللہ عرائس اللہ ہیں۔ جس طرح محرم کے سوا دُلہنوں کو کوئی نہیں جانتا پہچانتا۔ اِسی طرح وہ بھی بشریت کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔ اُنہیں

لَا يَرَاهُمْ اَحَدٌ غَيْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی رو قَالَ عَزَّ وَجَلَّ فِی حَدِیْثِ
الْقُدْسِیِّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ وَلَا یَرَی
النَّاسُ فِی الظَّاهِرِ مِنَ الْعُرُوْسِ اِلَّا ظَاهِرَ زِیْنَتِهَا قَالَ یَحْیٰی
اِبْنُ مَعَاذِ ۣ الرَّازِیُّ اَلْوَلِیُّ رَیْحَانُ اللّٰهِ فِی اَرْضِهٖ یَتَشَمَّمُهُ
الصِّدِّیْقُوْنَ فَیَصِلُ رَائِحَتُهٗ اِلٰی قُلُوْبِهِمْ فَیَشْتَاقُوْنَ بِهٖ
اِلٰی مَوْلَاهُمْ فَتَزْدَادُ عِبَادَتُهُمْ عَلٰی تَفَاوُتِ اَخْلَاقِهِمْ
بِحَسْبَۃِ الْفَنَاءِ لِاَنَّ زِیَادَۃَ الْقُرْبَۃِ تَکُوْنُ زِیَادَۃَ الْفَنَاءِ فَا
لْوَلِیُّ هُوَ الْفَانِیْ فِیْ حَالِهٖ وَالْبَاقِیْ فِیْ مُشَاهَدَۃِ الْحَقِّ وَلَمْ یَکُنْ
لَهٗ عَنْ نَفْسِهٖ اِخْتِیَارٌ وَلَا لَهٗ مَعَ اَحَدٍ غَیْرِ اللّٰهِ قَرَارٌ
وَهُوَ مَنْ اُیِّدَ بِالْکَرَامَاتِ وَغُیِّبَ عَنْهَا لِاَنَّهٗ مَا لَا یَرَوْنَ
الْاِفْشَاءَ فَاِنَّ اِفْشَاءَ السِّرِّ الرَّبُوْبِیَّۃِ کُفْرٌ قَالَ فِی الْمِرْصَادِ
اَصْحَابُ الْکَرَامَاتِ کُلُّهُمْ مَحْجُوْبُوْنَ وَالْکَرَامَۃُ حَیْضُ
الرِّجَالِ فَالْوَلِیُّ لَهٗ اَلْفُ مَقَامٍ اَوَّلُهٗ بَابُ الْکَرَامَاتِ مَنْ جَاوَزَ
مِنْهَا نَالَ الْبَاقِیْ وَاِلَّا فَلَا۔

سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں دیکھتا۔ چنانچہ حدیث قدسی میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے "میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ انہیں سوائے میرے کوئی نہیں پہچانتا۔" اور لوگ ظاہراً سوائے دلہن کی ظاہری زینت کے کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ولی خدائے تعالیٰ کا خوشبودار پھول ہے اس کی سرزمین میں۔ صدیق (یعنی انبیاء علیہم السلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں۔ اس کی خوشبو ان کے دلوں میں اثر کر جاتی ہے تو ان کا جذبۂ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ ان کی عبادت ان کے اخلاق کے فرق اور درجۂ فنا کے مطابق بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جتنا زیادہ قرب ہو اتنا ہی زیادہ مرتبۂ فنا حاصل ہو جاتا ہے۔ پس ولی وہ ہے جو اپنے حال میں فانی ہو اور مشاہدۂ حق میں اس کو بقا حاصل ہو۔ نہ اس کو اپنی ذات سے کچھ اختیار ہو اور نہ ہی اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے ساتھ قرار ہو۔ ایسا شخص کرامات کے ساتھ تائید کیا جاتا ہے اور ان سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ کرامت ایک ایسی چیز ہے جس کا ظاہر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ ربوبیت کے راز کو ظاہر کرنا (اہل اللہ کے نزدیک) کفر ہے (مرصاد میں آیا ہے) اصحابِ کرامات سب کے سب محجوب ہیں (یعنی اظہار کرامات کے سبب معرفت الٰہی سے محروم ہیں) کرامت مردانِ راہ خدا کیلئے مثلِ حیض کے ہے۔ ولی کے لئے ہزار مقامات ہیں اور سب سے پہلے باب کرامات ہے۔ جو اس سے گذر گیا اس نے باقی مقامات بھی پالئے ورنہ محروم رہ گیا۔

الفصل الثاني

في بيان رد الإنسان إلى أسفل السافلين

لما خلق الله الروح القدسي في أحسن التقويم في عالم
اللاهوت فأراد أن يرده إلى الأسفل لزيادة الأنسية
والقربة في مقعد صدق عند مليك مقتدر وهي
مقام الأولياء والأنبياء فرده أولاً إلى عالم الجبروت ومعه
بذر التوحيد فأودع من نورانية في ذلك العالم و
ألبس منه كسوة وكذا إلى عالم الملك فخلق له كسوة
عنصرية لئلا يحترق به عالم الملك يعني هذا الجسد
الكثيف فيسمى باعتبار الكسوة الجبروتية روحاً سلطانياً
وباعتبار الملكوتية روحاً سيرانياً وروانياً
وباعتبار الملكية روحاً جسمانياً فلما كان المقصود
من مجيئه إلى الأسفل لكسب زيادة القربة والدرجة
بواسطة القلب والقالب فيزرع بذر التوحيد في أرض
القلب لتنبت فيها شجرة التوحيد أصلها ثابت

دوسری فصل (انسان کو اسفل ترین یعنی سب سے نیچی حالت کی طرف پھیر دینے کے بیان میں) ۔ جب اللہ تعالیٰ نے روح قدسی (روح الٰہی) کو اچھی صورت پر عالم لاہوت میں پیدا کیا تو اس کو سب سے نیچی حالت کی طرف لوٹانے کا ارادہ فرمایا تاکہ غلبۂ شوق و محبت لقاء باری کے باعث اس کو راستی کے مقام میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور زیادہ قرب حاصل ہو ۔ اور یہ مقام اولیاء اور انبیاء علیہم السّلام کا ہے ۔ پہلے اس کو بذر (یعنی بیج) توحید کے ساتھ عالم جبروت کی طرف لوٹایا ۔ پس عالم نورانیت سے اس عالم میں ودلعیت (یعنی بطور امانت) رکھا ۔ اور اس کو اس عالم کا لباس پہنایا ۔ اسی طرح عالم ملک کی طرف بھیجا ۔ تو اس کے لئے لباسِ عنصری پیدا فرمایا (عنصر = آگ ۔ ہوا ۔ پانی ۔ مٹی) تاکہ اس سے عالم ملک یعنی یہ جسم کثیف جل نہ جائے ۔ لباس جبروتی کے لحاظ سے اس کا نام روحِ سلطانی ، باعتبار عالم ملکوتی روح سیرانی و روانی اور بلحاظ لباس ملکی روح جسمانی رکھا ۔ چونکہ مقام اسفل کی طرف آنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان دل اور جسم کے ذریعہ زیادہ قرب اور مرتبہ حاصل کر لے ۔ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے توحید کا بیج دل کی زمین میں کاشت کرے کہ اسمیں توحید کا درخت اُگے جسکی جڑ

فِي هَوَاءِ السُّرُوْرِ تَتَمَرُ عَلَيْهَا ثَمَرَاتُ التَّوْحِيْدِ لِرِضَاءِ اللهِ تَعَالَى۔

وَزَرَعَ بَذْرَ الشَّرِيْعَةِ فِي اَرْضِ الْقَلْبِ لِيَنْبُتَ فِيْهَا شَجَرَةُ الشَّرِيْعَةِ وَتَتَمَرُ عَلَيْهَا ثَمَرَاتُ الدَّرَجَاتِ اَمَرَ اللهُ تَعَالَى الْاَرْوَاحَ كُلَّهَا بِدُخُوْلِ الْجَسَدِ فَقَسَّمَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا مَوْضِعُ فِيْهِ فَمَوْضِعُ الرُّوْحِ الْجِسْمَانِيِّ مِنْهُ فِي الْجَسَدِ بَيْنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ وَمَوْضِعُ الرُّوْحِ الْقُدْسِيِّ السِّرُّ كَمِلْكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَانُوْتُ فِي بَلَدِ الْوُجُوْدِ وَاَمْتِعَةٌ وَاَرْبَاحٌ وَتِجَارَةٌ لَنْ تَبُوْرَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ فَيَنْبَغِيْ لِكُلِّ اِنْسَانٍ اَنْ يَعْرِفَ مُعَامَلَتَهُ فِي وُجُوْدِهٖ لِاَنَّهُ مَا يَحْصُلُ هُنَا يُعَلَّقُ فِي عُنُقِهٖ (كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى) اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ وَكَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهٗ فِي عُنُقِهٖ ؞
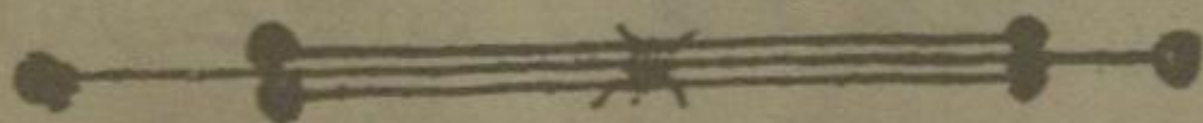
فضائے سرور میں قائم و محکم ہو۔ اور وہ توحید کے پھلوں سے بار آور ہو نیز شریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کے پھل لائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تمام رُوحوں کو جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور اس میں ہر ایک کے لئے ایک مقام مخصوص کیا گیا۔ چنانچہ روح جسمانی کا مقام خون اور گوشت کے درمیان ہے۔ اور رُوح قدسی کا مقام سرّ ہے (سر صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ایک مقام ہے جو حامل روح الٰہی ہے جس طرح خون اور گوشت حامل روح جسمانی) - ان دونوں میں سے ہر ایک کی اس وجود کی بستی میں ایک دکان ہے سامانِ تجارت ہے۔ منافع ہے۔ اور ایسی خرید و فروخت ہے جو کبھی فنا نہیں ہو گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (جو ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں جس میں ہرگز نقصان نہیں)۔ ہر انسان کو اپنی بستی کے اندرونی معاملات کو جاننا اور پہچاننا لازمی ہے۔ کیونکہ یہاں جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اس کے گلے سے لگا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا انسان نہیں جانتا جب اٹھائے جائینگے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی (وہ حقیقت) جو سینوں میں ہے"۔ نیز ارشاد باری ہے"۔ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ہے"۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

فِي بَيَانِ حَوَانِيْتِ الْاَرْوَاحِ فِي الْجَسَدِ

فَحَانُوتُ الرُّوْحِ الْجِسْمَانِيِّ مِنَ الْبَدَنِ الصَّدْرُ مَعَ الْجَوَارِحِ الظَّاهِرَةِ وَمَتَاعُهُ الشَّرِيْعَةُ وَمُعَامَلَتُهُ الْعَمَلُ بِالْمَفْرُوْضَاتِ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا مِنَ الْاَحْكَامِ الظَّاهِرَةِ بِغَيْرِ شِرْكٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا- اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ وَيُحِبُّ الْوِتْرَ اَعْنِي الْعَمَلَ بِلَا رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ وَلَارِبْحُهٗ فِي الدُّنْيَا لِذَّاتُ الْوِلَايَةِ وَالْمُكَاشَفَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ فِيْ عَالَمِ الْمُلْكِ مِنَ الثَّرٰى اِلَى السَّمَاءِ وَمِثْلُهُ الْكَرَامَاتُ الْكَوْنِيَّةُ مِنَ الْمَرَاتِبِ الرَّهْبَانِيَّةِ كَالْمَشْيِ عَلَى الْمَاءِ وَالطَّيَرَانِ فِي الْهَوَاءِ وَطَيِّ الْمَكَانِ وَالسَّمْعِ مِنَ الْبُعْدِ وَالرُّؤْيَةِ فِيْ سِرِّ الْبَدَنِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَاَمَّا رِبْحُهٗ فِي الْاٰخِرَةِ فَهُوَ الْجَنَّةُ وَالْحُوْرُ وَالْقُصُوْرُ وَالْغِلْمَانُ وَالْاَشْرَابُ وَسَائِرُ النِّعَمِ فِي الْجَنَّةِ الْاُوْلٰى وَهِيَ الْجَنَّةُ الْمَاوٰى وَحَانُوتُ الرُّوْحِ الرَّوَانِيِّ الْقَلْبُ وَمَتَاعُهٗ عِلْمُ الطَّرِيْقَةِ وَمُعَامَلَةُ اِشْتِغَالِهٖ بِالْاَسْمَاءِ الْاَرْبَعَةِ

تیسری فصل ۔ (جسموں میں ارواح کے تصرفات) جسم کی بستی میں روُح جسمانی کی دکان (یعنی مقام) سینہ اور اعضاء ظاہری ہیں ۔ اور اس کی متاع (پونجی) شریعت ہے ۔ اور اس کا معاملہ (تجارت) شریعت کے ظاہری احکام (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے) پر عمل کرنا ہے جسمیں شائبہ شرک نہ ہو) (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" ۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔ اللہ طاق (واحد) ہے اور طاق کو پسند رکھتا ہے (یعنی ایسا عمل جو بغیر ریا اور تصنع اور بغیر کسی دنیوی لالچ کے ہو۔ کیونکہ ولایت (اکتسابی) مکاشفہ اور عالم ملک میں زمین سے آسمان تک (تمام کائنات کا) مشاہدہ ۔ اور اس کی مثل دیگر کرامات مثلاً پانی پر چلنا ۔ ہوا میں پرواز کرنا ۔ طی المکان (ایک جگہ سے دوسری جگہ کرامت سے ایک لمحہ میں پہنچ جانا) دوُر سے سن لینا ۔ بدن کے اندرونی راز کو دیکھ لینا وغیرہ وغیرہ رہبانیت کے مراتب سے ہے (راہب تارک الدنیا جوگی ۔ یا عیسائی زاہد اور مجاہد کو کہتے ہیں) لیکن آخرت میں اس تجارت کا نفع جنت ۔ حور و قصور ۔ غلمان شراب طہور اور دیگر نعمتیں ہیں ۔ جو پہلی جنت میں پائی جاتی ہیں ۔ جس کو جنت الماویٰ کہتے ہیں ۔ روُح روانی کا مقام دل ہے ۔ اور اس کی متاع علم طریقت ہے ۔ اور اس کا معاملہ (یعنی تجارت) بارہ اسماء اصول سے پہلے چار اسماء کا ذکر و شغل ہے ۔ اس طریقہ پر کہ آوازو حروف کو اس میں دخل

الاول لا نطق ولا حرف من اصول الاسماء الاثنی عشر کما قال اللہ تعالیٰ
قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنٰی وکما قال
اللہ تعالیٰ ولله الاسماء الحسنٰی فادعوه بها وهذه اشارات الی ان الاسماء
محل الشغل وهو علم الباطن والمعرفة نتیجة اسماء التوحید
قال علیه السلام ان لله تعالیٰ تسعة وتسعون
اسما من احصاها دخل الجنة وکما
قال علیه السلام الکرس حرف والتکرار الف والمراد من
الاحصاء ان یصیر منعوتا بها ومتخلقا باخلاقها وهذه
الاسماء الاثنی عشر اصول اسماء اللہ تعالیٰ علی عدد حروف
لا اله الا اللہ لحروف هذه الکلمة اثنی عشر حرفا
فاثبت اللہ فی اطوار القلب لکل حرف اسما واحدا لکل
عالم ثلاثة اسماء فاثبت اللہ بها قلوب المحبین کما قال
اللہ تعالیٰ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی
الحیوٰة الدنیا وفی الاخرة وانزل علیهم سکینة الانس واثبت
اللہ شجرة التوحید اصلها ثابت فی الارض السابعة

نہ ہو{ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے" (حبیب لبیب) فرما دیجئے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر۔ جو کہہ پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں"۔ نیز فرمایا: "اللہ کے بہت اچھے نام ہیں تو اسے ان سے پکارو" آیات مذکورہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسماءِ حسنیٰ شغل قلبی یعنی علم باطن کے محل ہیں (یعنی قلبی توجہ اور ذکر کا تعلق نہ صرف ذات وصفات سے ہے، بلکہ اسماء سے بھی ہے) اور معرفت اسماء توحید کا نتیجہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے: "اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جس نے اُن کو شمار کر لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا"۔ نیز ارشاد فرمایا: "درس ایک حرف ہے۔ اور تکرار (بار بار دوہرانا) ہزار بار ہے۔ اور گنتی سے مراد یہ ہے کہ الشان اِن اَسماء کی صفات اور اخلاق سے متصف اور متخلق ہو جائے۔ (یعنی ان اسماء کی حقیقی صفات۔ رنگ اور خوشبو اس میں پیدا ہو جائے)} اور بارہ اسماء کلمہ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بارہ حروف کی تعداد کے مطابق باری تعالیٰ کے اسماء اصول ہیں (اصول اصل کی جمع ہے۔ اصل کے معنی جڑ یا بنیاد ہے) اللہ تعالیٰ نے مختلف قلبی ہیئتوں میں ہر حرف کے لئے ایک اِسم ثابت کیا ہے۔ ہر عالم کے لئے تین اسماء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اہل محبت کے دل ثابت کئے ہیں۔ {جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا

بَل فِي الثَّرٰى وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اِلٰى مَا فَوْقَ الْعَرْشِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ وَثَمَرَتُهُ حَيٰوةُ الْقَلْبِ مُشَاهَدَتُهُ فِي عَالَمِ الْمَلَكُوْتِ مِثْلُ مُشَاهَدَةِ الْجِنَانِ وَاَهْلِيْهَا وَاَنْوَارِهَا وَمَلَائِكَتِهَا وَمِثْلُ نُطْقِ الْبَاطِنِ مِنْ لِسَانِهِ بِمُلَاحَظَةِ الْاَسْمَاءِ الْبَاطِنِ بِلَا نُطْقٍ وَلَا حَرْفٍ وَمَسْكَنُهٗ فِي الْاٰخِرَةِ فِي الْجَنَّةِ الثَّانِيَةِ وَهِيَ جَنَّةُ النَّعِيْمِ۔

وَحَانُوْتُ الرُّوْحِ السُّلْطَانِيِّ الْفُؤَادُ وَمَتَاعُهُ الْمَعْرِفَةُ وَمُعَامَلَتُهٗ مُلَازَمَةُ الْاَسْمَاءِ الْاَرْبَعَةِ الْمُتَوَسِّطَاتِ بِلِسَانِ الْجَنَانِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ بِاللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ وَعِلْمٌ بِالْجَنَانِ وَذٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْمَنَافِعِ الْعِلْمُ فِي هٰذِهِ الدَّائِرَةِ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَشَرَةِ الْبُطُوْنِ فَكُلُّ مَا هُوَ بَطْنٌ فَهُوَ اَنْفَعُ وَاَبْحَرُ لِاَنَّهٗ مُخ

ہے ۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ایمان والوں کو حق بات پر
ثابت رکھے گا۔" اور ان پر تسکین محبت اتاری اور ثابت کیا اللہ تعالیٰ نے
شجرِ توحید کو جس کی جڑ ساتواں زمین میں ہے ۔ بلکہ اس سے بھی نیچے ثریٰ میں ۔
(ثریٰ = نمناک مٹی جو زمین کے نیچے ہوتی ہے) اور اس کی شاخیں آسمان میں
عرش سے بالا ہیں ۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے ۔" اس کی مثال ایک پاکیزہ درخت
کی ہے جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہیں" (روحِ روانی کی تجارت کا
منافع حیاتِ قلب ہے) اور حیات قلب (یعنی دل زندہ ہو جانے سے)
اس کو عالم ملکوت میں مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے ۔ مثلاً جنت، اس کے اہل
اس کے انوار اور ملائکہ کا مشاہدہ کرتا ہے ۔ اور اسماء باطنی (جو بغیر حروف
اور آواز کے ہیں) کا ملاحظہ کر کے وہ زبانِ حال سے باطنی گفتگو کرتا ہے ۔ آخرت میں
اس کا مسکن دوسری جنت ہے جس کو جنتِ نعیم کہتے ہیں ۔ روحِ سلطانی
دکان (یعنی مقام) فؤاد ہے ۔ اس کی متاع (پونجی) معرفت اور اس کا معاملہ زبانِ
دل سے چار اسماء متوسطہ کا دائمی ذکر ہے ۔ (جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا: علم دو طرح کا ہے (۱) وہ علم جس کا زبان سے تعلق ہے ۔ یہ مخلوق پر اللہ
تعالیٰ کی حجت ہے ۔ اور (۲) وہ علم جس کا تعلق دل سے ہے ۔ یہ علم نافع ہے کیونکہ
اس دائرہ میں اس کا بے انداز فائدہ ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا ۔" قرآن کریم مشتمل بر الفاظ و معانی ظاہری اور اسرار و رموز باطنی ہے"۔
نیز فرمایا:" اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو دس باطنی رموز پر نازل فرمایا ہے ۔ ہر
بطن بے حد نافع اور مفید ترین ہے ۔ کیونکہ وہ قرآن مجید کا مغز ہے ۔

وَهٰذِهِ الْاَسْمَاءُ بِمَنْزِلَةِ اِثْنَیْ عَشَرَ عَیْنًا اِنْفَجَرَتْ مِنْ ضَرْبِ
عَصَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذِ اسْتَسْقٰی
مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ
اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ فَالْعِلْمُ
الظَّاهِرُ کَمَاءِ الْمَطَرِ الْعَارِضِیِّ وَالْعِلْمُ الْبَاطِنِ کَمَاءِ الْعَیْنِ
الْاَصْلِیِّ هِیَ الْاَنْفَعُ مِنَ الْاَوَّلِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاٰیَةٌ لَّهُمُ
الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
یَاْکُلُوْنَ اَخْرَجَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ الْاَرْضِ الْاٰفَاقِ حَبًّا هُوَ
قُوَّةُ الْحَیْوَانَاتِ النَّفْسَانِیَّةِ وَاَخْرَجَ مِنَ الْاَرْضِ الْاَنْفُسِ
حَبًّا هُوَ قُوَّةُ الْاَرْوَاحِ الرُّوْحَانِیَّةِ ؕ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ
اَخْلَصَ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَةِ
مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰی لِسَانِهٖ وَاِمَّا رَهْجُهٗ فَرُؤْیَةُ عَکْسِ جَمَالِ اللّٰهِ
تَعَالٰی۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَکَمَا قَالَ عَلَیْهِ
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الْاَوَّلِ
قَلْبُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ وَمِنَ الثَّانِیْ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی کَمَا قَالَ

یہ اسماء (یعنی بارہ اسماء الاُصول) بمنزلہ ان بارہ چشموں کے ہیں جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے جاری ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا۔ تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنی گھاٹ (پانی پینے کی جگہ) پہچان لی"۔ علم ظاہری عارضی بارش کے پانی کی مثل ہے۔ اور علم باطنی اصلی چشمہ کی مانند۔ اس لئے یہ پہلے (یعنی علم ظاہری) کی نسبت زیادہ نفع رساں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور ان کے لئے مردہ زمین ایک نشانی ہے۔ ہم نے اسے زندہ کیا۔ پھر اس سے اناج نکالا۔ تو وہ اس میں سے کھاتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے زمین آفاق (دنیا) سے اناج پیدا کیا۔ جو نفسانی زندگی کے لئے قوت ہے۔ اور جانوں کے اندر ایسی غذا پیدا کی جو ارواح کے لئے قوت روحانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ جو چالیس روز اللہ تعالیٰ کی اطاعت خلوص دل سے بغیر ریا و تصنع کے کرے اس کے دل سے حکمت و دانائی کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر ہو جاتے ہیں"۔ اور اس کا نفع (یعنی روح سلطانی کی تجارت کا منافع) دیدار عکس جمال باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا"۔ (یعنی سید دو عالم صلی اللہ کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق فرمائی جو چشم مبارک نے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کو چشم مبارک سے دیکھا اور دل سے پہچانا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "مومن آئینہ مومن ہے"۔ پہلے لفظ مومن سے عبد مومن کا دل مراد ہے اور دوسرے سے ذات باری تعالیٰ۔ جیسا کہ

اللّٰهُ تَعَالٰی الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ وَمَسْكَنُ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ فِي الْجَنَّةِ الثَّالِثَةِ وَهُوَ الْفِرْدَوْسُ ۔

وَحَانُوتُ الرُّوْحِ الْقُدُسِيِّ فِي السِّرِّ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ وَمَتَاعُهٗ عِلْمُ الْحَقِيْقَةِ وَهُوَ عِلْمُ التَّوْحِيْدِ وَمُعَامَلَتُهٗ مُلَازَمَةُ اَسْمَاءِ التَّوْحِيْدِ وَهِيَ الْاَرْبَعَةُ الْاَخِيْرَةُ بِلِسَانِ السِّرِّ بِلَا نُطْقٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى فَلَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ اَحَدٌ غَيْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَمَّا رِبْحُهٗ فَظُهُوْرُ طِفْلِ الْمَعَانِيْ وَمُشَاهَدَتُهٗ وَمُعَايَنَتُهٗ وَنَظْرَةٌ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِجْلَالًا وَجَمَالًا بِعَيْنِ السِّرِّ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بِلَا كَيْفٍ وَّلَا كَيْفِيَّةٍ وَّلَا تَشْبِيْهٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ فَلَمَّا بَلَغَ الْاِنْسَانُ اِلٰى مَقْصُوْدِهٖ حُصِرَتِ الْعُقُوْلُ وَتَحَيَّرَتِ الْقُلُوْبُ وَكَلَّتِ الْاَلْسُنُ وَلَنْ يَّسْتَطِيْعَ اَنْ يُّخْبِرَ مِنْ ذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنِ الْاَمْثَالِ فَاِذَا بَلَغَ مِثْلُ هٰذِهٖ

قرآن پاک میں آیا ہے۔ المؤمن المھیمن (مؤمن = امان بخشنے والا اور مہیمن = حفاظت فرمانے والا (اللہ تعالیٰ کے دو اسماء ہیں) اس گروہ کا مسکن تیسری جنت ہے جسے جنت الفردوس کہتے ہیں۔ اور روح قدسی کی دکان مقام سِرّ میں ہے۔ {جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انسان میرا سِرّ (راز) ہے۔ اور میں اس کا سِرّ ہوں} اور اس کی متاع (پونجی) علم حقیقت یعنی علم توحید ہے۔ اور اس کا معاملہ (تجارت) زبانِ سِرّ سے (جس میں گویائی کو دخل نہیں) آخری چار اسماء توحید کا ذکر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ بھید کو جانتا ہے اور اسے بھی جانتا ہے جو اس سے زیادہ مخفی ہے"۔ پس اللہ کے سوا اس پر کوئی مطلع نہیں۔ اس کا نفع (یعنی روح قدسی کی تجارت کا منافع) طفل معانی کا ظہور ہے اور اس کا مشاہدہ، معائنہ اور دل کی آنکھ سے ذات باری کو بصفات جلالی و جمالی دیکھنا ہے۔ کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو بلا کیف وکیفیت اور بلا تشبیہ دیکھنے والے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اس جیسا کوئی نہیں ہے اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے"۔ جب انسان اپنے مقصود کو پہنچتا ہے تو عقلیں چکر میں آجاتی ہیں۔ دل حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اور زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور انسان اس مشاہدہ یا کیفیت کو بتلا نہیں سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تشبیہ اور مثال سے پاک ہے۔

علماء کا فرض ہے کہ جب انہیں اس قسم کی اطلاعات

الْأَخْبَارِ إِلَى الْعُلَمَاءِ يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَفْهَمُوْا مِنْ مَقَامَاتِ الْعُلُوْمِ وَيَرْغَبُوْا حَقَائِقَهَا وَيَتَوَجَّهُوْا إِلٰى أَعْلَى الْعِلِّيِّيْنَ وَ يَجْتَهِدُوْا أَنْ يَصِلُوْا إِلٰى عِلْمِ اللَّدُنِّيِّ وَمَعْرِفَةِ الذَّاتِ الْأَحَدِيَّةِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْتَرِضُوْا وَيُنْكِرُوْا إِلٰى هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا ❊

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ بَيَانِ عَدَدِ الْعُلُوْمِ

فَالْعِلْمُ الظَّاهِرُ اِثْنَيْ عَشَرَ فَنًّا وَكَذَا الْعِلْمُ الْبَاطِنُ لَهُ اِثْنَا عَشَرَ فَنًّا فَقُسِّمَ بَيْنَ الْعَامِ وَالْخَاصِ عَلٰى قَدْرِ الْاِسْتِعْدَادِ فَالْعُلُوْمُ مُنْحَصِرَةٌ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَبْوَابٍ ❊

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ :۔ ظَاهِرُ الشَّرِيْعَةِ مِنَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَسَائِرِ الْأَحْكَامِ ❊

وَالثَّانِيْ :۔ بَاطِنُهَا سَمَّيْتُهُ عِلْمَ الْبَاطِنِ وَالطَّرِيْقَةِ ❊

وَالثَّالِثُ :۔ اَلْبَاطِنُ سَمَّيْتُهُ عِلْمَ الْمَعْرِفَةِ ❊

وَالرَّابِعُ :۔ اَلْبَطْنُ الْبَاطِنِ وَسَمَّيْتُهُ عِلْمَ الْحَقِيْقَةِ ❊

بہم پہنچیں۔ یعنی جب وہ ان مقامات کا مطالعہ کریں جن کا ذکر اسی مقالہ میں
کیا گیا ہے تو ان کا انکار نہ کریں بلکہ مقامات علوم سے ان کو سمجھنے کی
کوشش کریں۔ ان کی کُنہہ اور حقائق پر نظر فائیز ڈالیں اور مقام اعلے
علیین (جو ساتویں آسمان پر زیر عرش ہے) کی طرف توجہ منعطف کریں
اور انتہائی جدوجہد کریں تاکہ علم لدنّی اور معرفت ذاتِ اَحدیت سے
بہرہ در ہو جائیں۔

فصل چہارم (علوم کے عدد کے بیان میں) علم ظاہری کی بارہ
شاخیں ہیں اور اسی طرح علم باطنی کے بھی بارہ فنون ہیں جو کہ عام و
خاص ہیں ان کی استعداد اور قابلیت کے مطابق تقسیم کئے گئے ہیں۔
یہ علوم چار بابوں پر منحصر ہیں۔

باب اوّل: علم شریعت کا ظاہری پہلو جو امر و نہی اور جملہ احکام پر مشتمل
ہے۔

باب دوم:۔ اس کا باطن جس کو میں نے علم باطن اور طریقت
کے نام سے موسوم کیا ہے۔

باب سوم :۔ علمِ باطن یعنی علم معرفت۔

باب چہارم:۔ وہ علم جو تمام بطون کی اصل ہے۔ میں نے
اس کو علم حقیقت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان تمام علوم کا حاصل
کرنا نہایت ضروری ہے { جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد
فرمایا ہے: شریعت ایک درخت ہے، طریقت اس کی شاخیں، معرفت

فَلَابُدَّ مِنْ تَحْصِيلِ كُلِّهَا ۞

كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الشَّرِيْعَةُ شَجَرَةٌ وَالطَّرِيْقَةُ
اَغْصَانُهَا وَالْمَعْرِفَةُ اَوْرَاقُهَا وَالْحَقِيْقَةُ ثَمَرُهَا وَالْقُرْاٰنُ
جَامِعٌ جَمِيْعَهَا بِالدَّلَالَةِ وَالْاِشَارَةِ تَفْسِيْرًا اَوْتَاوِيْلًا
(قَالَ صَاحِبُ الْمَجْمَعِ) اَلتَّفْسِيْرُ لِلْعَوَامِ وَالتَّاوِيْلُ لِلْخَوَاصِ
لِاَنَّهُمُ الْعُلَمَاءُ الرَّاسِخُوْنَ وَمَعْنَى الرُّسُوْخِ الثَّبَاتُ وَ
الْقَرَارُ وَالْاِسْتِحْكَامُ فِى الْعِلْمِ كَشَجَرَةِ النَّخْلِ اَصْلُهَا ثَابِتٌ
فِى الْاَرْضِ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَاءِ وَهٰذَا الرُّسُوْخُ نَتِيْجَةُ
الْكَلِمَةِ الْمَزْرُوْعَةِ فِىْ لُبِّ الْقَلْبِ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ وَ
قَدْ عُطِفَ (قَوْلُهُ) وَالرَّاسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ عَلٰى قَوْلِهٖ
عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اللّٰهُ عَلٰى اِحْدَى الْاَقْوَالِ (قَالَ صَاحِبُ
التَّفْسِيْرِ الْكَبِيْرِ) لَوْ فُتِحَ هٰذَا الْبَابُ لَانْفَتَحَتْ
اَبْوَابُ الْبَوَاطِنِ (ثُمَّ الْعَبْدُ) مَامُوْرٌ بِقِيَامِ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ
وَمُخَالَفَةِ النَّفْسِ فِىْ كُلِّ دَائِرَةٍ مِنَ الدَّوَائِرِ الْاَرْبَعِ
فَالنَّفْسُ يُوَسْوِسُ فِىْ دَائِرَةِ الشَّرِيْعَةِ مِنَ الْمُخَالِفَاتِ

اس کے پتے اور حقیقت اسکا پھل ہے"۔ اور قرآن مجید ان تمام کا جامع ہے۔ اور رہنمائی کیلئے ازروئے تفسیر یا تاویل اسمیں دلیل و ثبوت اور رموز و اشارات موجود ہیں۔ (صاحب المجمع نے کہا ہے) کہ تفسیر عوام کے لئے ہے اور تاویل خواص کیلئے۔ کیونکہ وہ علماء راسخون ہیں (یعنی پختہ علم والے ہیں) اور رسوخ کے معنی علم میں مضبوطی قرار اور پختگی ہے اس درخت خرما کی طرح جسکی جڑ زمین میں قائم ہے اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں۔ اور یہ پختگی اس کلمہ کا نتیجہ ہے جس کا بیج قلب کی صفائی کے بعد دل کی گہرائی میں بویا گیا ہے۔ ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کلمات "والراسخون فی العلم" اور "اِلَّا اللّٰہ" حرف عطف کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملائے گئے ہیں (نوٹ :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیات دو قسم کی ہیں محکمات اور متشابہات۔ محکمات وہ ہیں جو صاف معنی رکھتی ہیں اور متشابہات وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔ متشابہات کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ الخ اِلَّا اللّٰہ پر وقف لازم ہے تو معنی یہ ہوتے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے متشابہات کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔ سرکار اقدس سلطان الاولیاء والعارفین قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق اِلَّا اللّٰہُ اور الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ حرف عطف (و) کے ساتھ ملا دیئے گئے ہیں۔ اور معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اور راسخون فی العلم اس کی تاویل کو جانتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ قَالَ اَنَا مِنَ الرَّاسِخِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ تَاْوِیْلَهٗ "میں ان راسخین فی العلم سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں) صاحب تفسیر کبیر نے کہا ہے اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو باطن کے

وَفِي دَائِرَةِ الطَّرِيْقَةِ مِنَ الْمُوَافِقَاتِ تَلْبِيْسًا كَدَعْوَى النُّبُوَّةِ وَالْوِلَايَةِ وَفِي دَائِرَةِ الْمَعْرِفَةِ مِنَ الشِّرْكِ الْخَفِيِّ مِنَ التَّوَهُّمَاتِ كَدَعْوَى الرُّبُوْبِيَّةِ (كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى) اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ ؕ

وَأَمَّا دَائِرَةُ الْحَقِيْقَةِ فَلَا مَدْخَلَ لِلشَّيْطَانِ فِيْهَا وَلَا لِلنَّفْسِ وَلَا لِلْمَلَائِكَةِ لِاَنَّ غَيْرَ اللهِ تَعَالٰى يَحْتَرِقُ فِيْهَا (كَمَا قَالَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ) لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ فَيَخْلُصُ الْعَبْدُ حِيْنَئِذٍ مِنَ الْخَصْمَانِ وَيَكُوْنُ مُخْلَصًا ؕ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى ؛ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ وَمَالَمْ يَصِلِ الْحَقِيْقَةَ لَمْ يَكُنْ مُخْلَصًا لِاَنَّ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةَ الْغَيْرِيَّةَ لَا تَفْنٰى اِلَّا بِتَجَلِّي الذَّاتِ وَلَا يَرْتَفِعُ الْجُهُوْلِيَّةُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ الذَّاتِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى ؛ فَيُعَلِّمُهُ اللهُ تَعَالٰى بِلَا وَاسِطَةٍ مِنْ لَّدُنْهُ عِلْمًا لَّدُنِّيًا فَيَعْرِفُهٗ بِتَعْرِيْفِهٖ وَيَعْبُدُهٗ بِتَعْلِيْمِهٖ كَالْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؛ وَهُنَاكَ

تمام دروازے کھل جاتے ہیں} اس کے بعد بندہ اوامر و نواہی کی پابندی اور چاروں دائروں میں سے ہر دائرہ کے اندر نفس کی مخالفت کرنے کے لئے مکلّف ہے۔ دائرہ شریعت میں نفس اوامر و نواہی کی مخالفت کرنے پر آمادہ کرتا ہے دائرہ طریقت میں نفس دینی موافقت کے پردے میں دھوکہ دیکر گمراہ کرتا ہے۔ اور نبوّت اور ولایت کا دعویٰ کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے۔ دائرہ معرفت میں نورانیّت کی بنا پر نفس اسکو دھوکہ دے کر شرک خفی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور اس کو ربوبیت کا دعوے کرنے پر مائل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "کیا آپ نے (حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا۔

مگر دائرہ حقیقت میں شیطان۔ نفس اور ملائکہ دخل نہیں پا سکتے۔ کیونکہ ماسویٰ اللہ اس میں جل جاتا ہے (جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی "اگر میں سر انگشت کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا۔") اس وقت بندہ دونوں دشمنوں (شیطان اور نفس) سے خلاصی پا جاتا ہے۔ اور مخلص ہو جاتا ہے {جیسا کہ ارشاد باری ہے (شیطان بولا) "تیری عزت کی قسم میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو اُن میں سے مخلص ہیں۔" بندہ جب تک دائرہ حقیقت میں نہ پہنچے مخلص نہیں ہو سکتا کیونکہ صفات بشری کو جن میں غیریت کا مادہ ہے بجز تجلی ذات باری فنا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ذات سبحانہٗ و تعالیٰ کی معرفت کے بغیر نادانی کا پردہ اٹھ نہیں سکتا} تو اللہ تعالیٰ اسکو خود بلا واسطہ غیرے علم لدنّی کی تعلیم فرماتا ہے۔ پس وہ خضر علیہ السلام کی طرح اللہ پاک کو اس کی تعریف سے

يُشَاهِدَ الْأَرْوَاحَ الْقُدْسِيَّةَ وَيَعْرِفُ نَبِيَّهُ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْطِقُ نِهَايَتُهُ إِلَى بِدَايَتِهِ وَالْأَنْبِيَاءُ
يُبَشِّرُوْنَهُ بِالْوِصَالِ الْأَبَدِيِّ ۞ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ
حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا فَمَنْ لَمْ يَصِلْ بِهٰذَا الْعِلْمِ لَمْ يَكُنْ
عَالِمًا فِي الْحَقِيْقَةِ وَلَوْ قَرَأَ أَلْفَ أَلْفٍ مِنَ الْكُتُبِ بِحَيْثُ
لَا يَبْلُغُ إِلَى الرُّوْحَانِيَّةِ فَعَمَلُ الْجِسْمَانِيَّةِ بِظَاهِرِ الْعُلُوْمِ
جَزَاؤُهُ الْجَنَّةُ فَقَطْ ۞ فَيَتَجَلّٰى عَكْسُ الصِّفَاتِ ثَمَّةَ ۞
فَالْعَالِمُ لَا يَدْخُلُ بِمُجَرَّدِ عِلْمِ الظَّاهِرِ إِلَى حَرَمِ الْقُدْسِيِّ
وَالْقُرْبَةِ لِأَنَّهُ عَالِمُ الطَّيَرَانِ وَالطَّيْرُ لَا يَطِيْرُ إِلَّا بِجَنَاحَيْهِ
فَالْعَبْدُ الَّذِيْ يَعْمَلُ بِعِلْمِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ يَصِلُ إِلٰى
ذٰلِكَ الْعَالَمِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ حَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ
يَا عَبْدِيْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَدْخُلَ حَرَمِيْ فَلَا تَلْتَفِتْ
إِلَى الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ لِأَنَّ الْمُلْكَ شَيْطَانُ
الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتَ شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتَ شَيْطَانُ
الْوَاقِفِ مَنْ رَضِيَ بِأَحَدٍ مِنْهَا فَهُوَ مَطْرُوْدٌ عِنْدَ

پہنچاتا ہے اور اس کی تعلیم سے اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس مقام پر ارواحِ قدسیہ
کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کو اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی معرفت حاصل
ہو جاتی ہے۔ پس وہ مقاماتِ محمدیہ سے واقف ہو جاتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)
اور انبیاء علیہم السلام اس کو وصالِ ابدی کی بشارت دیتے ہیں۔ (جیسا کہ
ارشادِ باری تعالیٰ ہے "یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"") جس کو اس علم کے ذریعہ
مقام وصال حاصل نہیں ہوا وہ فی الحقیقت عالم نہیں ہے۔ خواہ اس نے لاکھ
کتابیں پڑھی ہوں۔ کیونکہ وہ رُوحانیت کو نہیں پہنچا ہے۔ ظاہری علوم
کے ذریعے عملِ جسمانی (بدنی عبادت وغیرہ) کی جزا صرف جنّت ہے۔ وہاں
صفاتِ الٰہی کا عکس ظاہر ہوتا ہے محض ظاہری علم حاصل کرنے سے عالمِ حرم
قدسی اور منزلِ قرب (مقام لاہوت) میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ عالم
پرواز ہے۔ اور اُڑنے والا پرندہ دونوں بازوؤں کے بغیر اُڑ نہیں سکتا۔
لہٰذا جو بندۂ خدا ظاہری اور باطنی علوم کے واسطہ سے عمل کرتا ہے اس
عالم میں اس کو رسائی ہو جاتی ہے۔ (جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے:۔ اے میرے بندے! اگر تو میرے حرم پاک میں داخل ہونا چاہتا
ہے تو عالم مُلک، ملکوت اور جبروت کی طرف التفات (توجہ) نہ کر کیونکہ
عالمِ مُلک علم کے لئے۔ عالمِ ملکوت عارف کے لئے اور عالمِ جبروت
واقف کے لئے بمنزلہ شیطان ہے۔ جس نے ان مقامات میں سے
کسی ایک مقام کو پسند کر لیا وہ اللہ تعالےٰ سے دُور ہو گیا۔
یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب نہ ہُوا۔ لیکن درجات سے

اللهِ تعالیٰ اَعنِیْ مَطرُوْدُ القُربَۃِ لَا مَطرُوْدُ الدَّرجَاتِ وَهُمْ يَطلُبُوْنَ القُربَۃَ فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْهَا لِاَنَّهُمْ طَمِعُوا غَيْرَ مَطْمَعٍ لِاَنَّ لَهُمْ جَنَاحًا وَاحِدًا وَلِاَهْلِ القُربَۃِ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلیٰ قَلْبِ بَشَرٍ وَهِيَ جَنَّۃُ القُربَۃِ لَا فِيْهَا حُوْرٌ وَلَا قُصُوْرٌ فَيَنْبَغِيْ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّعْرِفَ مِقْدَارَهٗ وَلَا يَدَّعِيْ لِنَفْسِهٖ مَا لَيْسَ بِحَقِّهٖ كَمَا قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ رَحِمَ اللهُ امْرَأً عَرَفَ قَدْرَهٗ وَلَمْ يَتَعَدَّ طَوْرَهٗ وَحَفِظَ لِسَانَهٗ وَلَمْ يُضَيِّعْ عُمُرَهٗ فَيَنْبَغِيْ لِلْعَالِمِ اَنْ يُّحَصِّلَ مَعْنٰى حَقِيْقَۃِ الْاِنْسَانِ الْمُسَمّٰى بِطِفْلِ الْمَعَانِيْ وَيُرَبِّيَهٗ بِمُلَازَمَۃِ اَسْمَاءِ التَّوْحِيْدِ وَيُخْرِجَ مِنْ عَالَمِ الْجِسْمَانِيَّۃِ اِلیٰ عَالَمِ الرُّوْحَانِيَّۃِ وَهِيَ عَالَمُ السِّرِّ لَيْسَ فِيْهِ غَيْرُ اللهِ دَيَّارٌ وَهُوَ كَمِثْلِ صَحْرَاءَ مِنْ نُوْرٍ لَا نِهَايَۃَ لَهٗ وَطِفْلُ الْمَعَانِيْ يَطِيْرُ فِيْهَا وَيَرٰى عَجَائِبَهَا وَغَرَائِبَهَا لٰكِنْ لَا يُمْكِنُ الْاِخْبَارُ عَنْهَا وَهِيَ مَقَامُ الْمُوَحِّدِيْنَ الَّذِيْنَ

محروم نہیں کیا گیا۔ ایسے لوگ قربِ الٰہی چاہتے ہیں لیکن پا نہیں سکتے کیونکہ انہوں نے غیر مطلوب کی طلب اور آرزو کی۔ نیز اُنہیں ایک بازو ملا ہے (اور پرواز کے لئے دو بازو درکار ہیں) اہلِ قرب کو وہ چیز حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ ہی اس کا خیال کسی اِنسان کے دل میں آیا۔ اور وہ جنّت قُرب ہے۔ جس میں حور و قصور نہیں۔ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی ہستی کو پہچانے اور اپنے نفس کی خاطر اس بات کا دعوےٰ نہ کرے جس کا اسے حق نہیں پہنچتا۔ جیسا کہ سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اِرشاد مبارک ہے "اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر رحم فرمایا جس نے اپنی قدر پہچانی اور اپنی حد سے نہ بڑھا۔ اپنی زبان کی نگہبانی کی اور اپنی عمر کو ضائع نہ کیا"۔ عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِنسانِ حقیقی کے معنی جس کو "طفل المعانی" کہتے ہیں حاصل کر لے اور اَسمائے توحید کے دائمی ذکر سے اس کی تربیت کرے۔ عالم اجسام سے نکل کر عالم روحانیت کی طرف بڑھے۔ یہ عالم سِرّ ہے۔ اس میں سوائے ذات باری کے کوئی دیار و امصار نہیں اور وہ نور کے صحرا کی مانند ہے جس کی انتہا نہیں۔ "طفل المعانی" (یعنی انسان حقیقی) اس میں پرواز کرتا ہے۔ اور اس کے عجائب و غرائب دیکھتا ہے جن کا بتلانا ناممکن ہے (یہ مقام ان سچّے توحید پرستوں کا ہے جو اپنی ہستی کو عین ذاتِ وحدت میں گم کر دیتے ہیں)

فَنَوْا مِنْ تَعَيُّنِهِمْ فِيْ عَيْنِ الْوَحْدَةِ فَلَيْسَ لَهٗ وُجُوْدٌ فِي الْبَيْنِ بِرُوْيَةِ جَمَالِ اللّٰهِ كَمَا لَا يَرَى الْاَبْنِيَةَ نَفْسُهٗ اِذَا اَمْلَلَ الشَّمْسُ فِيْهِ فَلَا جَرَمَ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَا يَرٰى نَفْسَهٗ بِمُقَابَلَةِ جَمَالِ اللّٰهِ لِغَلَبَةِ الْحَيْرَةِ وَالْمَحْوِيَّةِ فِيْ نَفْسِهٖ۔

كَمَا قَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّلِجَ الْاِنْسَانُ اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ حَتّٰى يُوْلَدُ مَرَّتَيْنِ كَمَا يُوْلَدُ الطَّيْرُ مَرَّتَيْنِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ تَوَلُّدُ طِفْلِ الْمَعَانِيْ الرُّوْحَانِيْ مِنْ حَقِيْقَةِ قَابِلِيَّةِ الْاِنْسَانِ وَهُوَ سِرُّ الْاِنْسَانِ يَظْهَرُ وُجُوْدُهٗ وَعَلُوْقُهٗ مِنْ اِجْتِمَاعِ عِلْمِ الشَّرِيْعَةِ وَعِلْمِ الْحَقِيْقَةِ

اس کا وجود مشاہدہ جمالِ الٰہی کے وقت کالعدم
ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان سورج کے
بالمقابل ہوتا ہے تو اس کی شعاعوں
کی حدّت اور روشنی کے باعث اِس
کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور اسے
اِرد گرد کی عمارات نظر نہیں آتیں
لہٰذا اِنسان جب اللہ تعالےٰ کے جمال
کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو یقیناً محو نظارہ
ہو جاتا ہے۔ اور غلبۂ حیرت اور
محویت کے باعث اُسے اپنا وجود نظر
نہیں آتا۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ
السّلام نے فرمایا ہے: کہ اِنسان
آسمانوں کی سلطنت میں داخل ہوتا ہے
حتےٰ کہ اس کی پیدائیش پرندہ کی پیدائیش
کے مانند دوبارہ ہوتی ہے۔ اس سے
مُراد انسانی قابلیت کی حقیقت سے طفل معانی
روحانی کا تولد ہے اور وہ سرّ انسان ہے۔ جسکی
پیدائش کا سلسلہ اور اسکے وجود کا ظہور علم شریعت اور
علم حقیقت کے اجتماع سے ہوتا ہے

لِاَنَّ الْوَلَدَ لَا يَحْصُلُ اِلَّا مِنْ اِجْتِمَاعِ النُّطْفَتَيْنِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَبْتَلِيْهِ وَبَعْدَ ظُهُوْرِ هٰذَا الْمَعْنٰى يَحْصُلُ الْعُبُوْرُ مِنْ بُحُوْرِ الْخَلْقِ اِلٰى قُعُوْرِ الْاَمْرِ بَلْ كُلُّ الْعَالَمِ فِيْ جَنْبِ عَالَمِ الرُّوْحِ كَقَطْرَةِ مَاءٍ وَبَعْدَ ذٰلِكَ يُفَاضُ الْعُلُوْمُ الرُّوْحَانِيَّةُ وَاللَّدُنِّيَّةُ بِلَا حَرْفٍ وَّلَا صَوْتٍ ؎

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِيْ بَيَانِ التَّوْبَةِ وَالتَّلْقِيْنِ

اِعْلَمْ اَنَّ الْمَرَاتِبَ الْمَذْكُوْرَةَ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِالتَّوْبَةِ النَّصُوْحِ وَبِالتَّلْقِيْنِ مِنْ اَهْلِهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَهِيَ كَلِمَةُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِشَرْطِ اَخْذِهٖ مِنْ قَلْبٍ تَقِيٍّ نَقِيٍّ مِمَّا سِوَى اللّٰهِ لَا بِكُلِّ كَلِمَةٍ يُسْمَعُ مِنْ اَفْوَاهِ الْعَامَّةِ وَاِنْ كَانَ اللَّفْظُ وَاحِدًا لٰكِنْ فِي الْمَعْنٰى تَفَاوُتٌ لِاَنَّ الْقَلْبَ يَحْيٰى اِذَا اُخِذَ

کیونکہ جب تک مرد و زن کے نطفے باہم نہ ملیں بچہ پیدا نہیں ہوتا {جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ "ہم نے انسان کو پیدا کیا (مرد و عورت کے) ملے ہوئے نطفہ سے کہ اس کی آزمائش کریں"} اس "طفل المعانی" (انسان حقیقی) کے ظہور کے بعد انسان خلق کے سمندروں کو پار کر کے امر (روحانیت) کی تہ تک پہنچ جاتا ہے۔ (بلکہ تمام جہان عالم روح کے اندر پانی کے ایک قطرہ کی مانند ہے) اور اس کے بعد علوم روحانیت اور لدنّی کا فیض (بغیر حرف اور آواز کے) جاری ہو جاتا ہے۔

پانچویں فصل (توبہ اور تلقین کے بیان میں)

جان لے کہ مراتب مذکورہ سچی توبہ اور قابل مرشد کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے {جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔ یعنی کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بشرطیکہ یہ کلمہ کسی پرہیزگار دل سے اخذ کیا جائے۔ جو ما سوی اللہ سے پاک ہو۔ (یعنی تلقین کرنے والا متقی اور صاف دل ہو) اس سے مراد وہ زبانی کلمہ نہیں جو ہر شخص پڑھتا ہے۔ لفظ اگرچہ ایک ہی ہے۔ لیکن معنی میں بہت فرق ہے} کیونکہ توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ

بَذْرُ التَّوْحِيْدِ مِنْ قَلْبٍ حَتّٰى يَكُوْنُ بَذْرًا كَامِلًا وَبَذْرُ غَيْرِ الْبَالِغِ لَا يَنْبُتُ وَلِذٰلِكَ اُنْزِلَ كَلِمَةُ التَّوْحِيْدِ فِي الْقُرْاٰنِ مَوْضِعَيْنِ اَحَدِهِمَا مُقَارِنٌ بِالْقَوْلِ الظَّاهِرِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ فَهٰذَا فِيْ حَقِّ الْعَوَامِّ ؞

وَالثَّانِيْ مَقْرُوْنٌ بِالْعِلْمِ الْحَقِيْقِيْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَهٰذَا التَّلْقِيْنُ بِسَبَبِ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الشَّرِيْفَةِ لِاَجْلِ الْخَوَاصِّ ؞

○
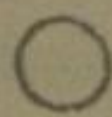
بیان تلقین الذکر اَوَّلُ مَا مَنْ تَمَنّٰى اَقْرَبَ

الطُّرُقِ وَاَفْضَلَهَا وَاَسْهَلَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَانْتَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَقَّنَ لِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہو جاتا ہے۔ (پھر وہ بیج تخم ریزی کے لئے) نہایت عمدہ اور پختہ ہو جاتا ہے اور ناقص یا خام بیج اگنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں کلمہ توحید کا نزول دو جگہ پر فرمایا گیا ہے۔ ایک کا اطلاق قولِ ظاہر پر ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جب ان سے کہا جاتا ہے" لاالٰہ الّااللہ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہیں" یہ آیۂ کریمہ عوام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

دوسرے قول کا تعلق علمِ حقیقی کے ساتھ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور (اے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کے لئے معافی طلب فرمایئے" اس آیۂ شریفہ میں خواص کے لئے تلقینِ ذکر ہے۔

بیانِ تلقینِ ذکر۔ سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نہایت قریب اور سب سے افضل اور سہل ترین راہِ طریقت کی تلقین کے لئے آرزو کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتظار وحی فرمایا۔ جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے۔ اور تین مرتبہ اس کلمہ کی تلقین کی۔ پھر جس طرح جبریل علیہ السلام نے کہا اسی طرح حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کلمہ کو دہرایا۔

تعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا قَالَ جِبْرَائِیلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
ثُمَّ لَقَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
ثُمَّ جَآءَ اِلیٰ اَصْحَابِهٖ فَلَقَّنَهُمْ جَمِیْعًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ
نَعُوْدُ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ یَعْنِیْ جِهَادِ النَّفْسِ کَمَا
قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ اَعْدٰی
اَعْدَائِكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ فَلَا تَحْصُلُ
مَحَبَّةُ اللّٰهِ اِلَّا بَعْدَ قَهْرِ اَعْدَاءٍ فِیْ وُجُوْدِكَ مِنْ نَفْسِ
الْاَمَّارَةِ وَاللَّوَّامَةِ وَالْمُلْهِمَةِ وَتَطَهُّرِهٖ مِنَ الْاَخْلَاقِ
الذَّمِیْمَةِ الْبَهِیْمِیَّةِ کَمَحَبَّةِ زِیَادَةِ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ
وَالنَّوْمِ وَاللَّغْوِ وَالسَّبُعِیَّةِ کَالْغَضَبِ وَالشَّتْمِ
وَالضَّرْبِ وَالْقَهْرِ وَالشَّیْطَانِیَّةِ کَالْکِبْرِ وَالْعُجْبِ وَ
الْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰفَاتِ الْبَدَنِیَّةِ
وَالْقَلْبِیَّةِ فَاِذَا تَطَهَّرَ مِنْهُمَا تَطَهَّرَ مِنْ اَصْلِ الذُّنُوْبِ
فَکَانَ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَالتَّوَّابِیْنَ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ

اُس کے بعد شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تعلیم فرمائی بعدہٗ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لے گئے۔ اور سب کو اس کلمہ کی تلقین فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا۔ "ہم جہاد اصغر سے لوٹتے ہیں اور جہاد اکبر یعنی جہاد نفس کی طرف آتے ہیں"۔ چنانچہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کسی اصحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا۔ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی محبّت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمہیں اندرونی اعداء یعنی نفس امّارہ۔ نفس لوّامہ اور نفس ملہمہ پر غلبہ حاصل نہ ہو جائے۔ اور وجود مذموم اور بہیمیہ اخلاق (مثلاً بکثرت کھانے پینے سونے اور لغو باتیں کرنے کی محبّت اور عادات وحشیانہ (مثلاً غیظ و غضب۔ گالی گلوچ۔ مار پیٹ اور قہر) اور اخلاق شیطانیہ (مثلاً کبر۔ غرور۔ حسد۔ کینہ) وغیرہ (جو آفات بدنی اور قلبی ہیں) سے پاک نہ ہو جائے۔ جب ان اخلاق ذمیمہ سے وجود پاک ہو جاتا ہے۔ تو وہ اصلی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور انسان صاف ستھرا دل اور توبہ کرنے والوں میں ہو جاتا ہے۔ (جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ فَمَنْ
تَابَ مِنْ مُجَرَّدِ ظَاهِرِ الذُّنُوْبِ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ
تَحْتَ هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِنْ كَانَ تَائِبًا لٰكِنْ لَيْسَ بِتَوَّابٍ
فَإِنَّهُ لَفْظُ الْمُبَالَغَةِ فَالْمُرَادُ مِنْهُ تَوْبَةُ الْخَوَاصِّ
فَمِثَالُ مَنْ يَتُوْبُ مِنْ مُجَرَّدِ الذُّنُوْبِ الظَّاهِرِ كَمَنْ
يَقْطَعُ حَشِيْشَ الزَّرْعِ مِنْ فَرْعِهٖ وَلَا يَشْتَغِلُ
بِقَلْعِهٖ مِنْ أُصُوْلِهٖ فَيَنْبُتُ لَا مُحَالَةَ ثَانِيًا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ
وَمِثَالُ التَّوَّابِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْأَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ كُلِّهَا
كَمَنْ يَقْلَعُهٗ مِنْ أَصْلِهٖ فَلَا جَرَمَ أَنَّهُ لَا يَنْبُتُ بَعْدَهٗ
إِلَّا نَادِرًا أَمَّا التَّلْقِيْنُ بَعْدَهٗ آلَةٌ تَقْطَعُ مَا سِوَى اللّٰهِ
تَعَالٰى عَنْ قَلْبِ الْمُتَلَقِّنِ لِأَنَّ مَنْ لَمْ يَقْطَعِ الشَّجَرَ
الْمُرَّ لَمْ يَصِلْ الشَّجَرَ الْحُلْوَ مَوْضِعَهٗ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي
الْأَبْصَارِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَتَصِلُوْنَ ؛ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ
وَقَالَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور ستھروں کو دوست رکھتا ہے" جو صرف ظاہری گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ ظاہراً (توبہ کرنے سے) اِس آیہ کریمہ کے تحت نہیں آتا ہے اگرچہ وہ تائب ہے لیکن توّاب (بے حد توبہ کرنے والا) نہیں۔ لفظ توّاب مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اِس سے خواص کی توبہ مراد ہے پس وہ اپنے مقصود کو پالیتا ہے۔ جو شخص محض ظاہری گناہ سے توبہ کرتا ہے۔ اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے کھیت سے گھاس وغیرہ کی شاخیں اوپر سے کاٹ دیتا ہے۔ اُن کو جڑ سے نہیں اکھیڑتا تو لازماً وہ گھاس پہلے کی بہ نسبت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور توّاب یعنی تمام گناہوں اور بُرے اخلاق سے سچّی اور پکّی توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اس گھاس پھوس کو جڑ سے نکال دیتا ہے۔ تو اُس کے بعد وہ شاذو نادر ہی اُگتی ہے۔ اس کے (یعنی خالص توبہ کے) بعد تلقین (تعلیم مرشد) ایک آلہ کا کام دیتی ہے جو متلقن (تلقین پانے والے یعنی مرید) کے دل سے اللہ کے سوا ہر چیز کو قطع کر دیتی ہے۔ کیونکہ جس نے کڑوے درخت کو نہ کاٹا۔ وہ اس کی جگہ شیریں شجر کو نہ پا سکا۔ اے نگاہ والو! اس سے سبق حاصل کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور گناہوں سے درگذر فرماتا ہے۔" نیز فرمایا" اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے ایسے لوگوں

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ثُمَّ التَّوْبَةُ عَلٰى نَوْعَيْنِ تَوْبَةُ الْعَامِ وَتَوْبَةُ الْخَاصِ. فَتَوْبَةُ الْعَامِ اَنْ يَّرْجِعَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ اِلَى الطَّاعَةِ وَمِنَ الذَّمِيْمَةِ اِلَى الْحَمِيْدَةِ وَمِنَ الْجَحِيْمِ اِلَى الْجَنَّةِ وَمِنْ رَاحَةِ الْبَدَنِ اِلٰى مُشَقَّةِ النَّفْسِ بِالذِّكْرِ وَالْجُهْدِ وَالسَّعْيِ الْقَوِيِّ؛

وَتَوْبَةُ الْخَاصِ اَنْ يَّرْجِعَ بَعْدَ حُصُوْلِ هٰذِهِ التَّوْبَةِ مِنْ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ اِلَى الْمَعَارِفِ وَمِنَ الدَّرَجَاتِ اِلَى الْقُرْبَةِ وَمِنَ اللَّذَّاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ اِلَى اللَّذَّاتِ الرُّوْحَانِيَّةِ وَهُوَ تَرْكُ مَا سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاُنْسُ بِهٖ وَالنَّظْرُ اِلَيْهِ بِعَيْنِ الْيَقِيْنِ وَهٰٓؤُلَآءِ الْمَذْكُوْرَاتُ مِنْ كَسْبِ الْوُجُوْدِ وَكَسْبُ الْوُجُوْدِ ذَنْبٌ كَمَا قِيْلَ خِطَابًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْدُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ اٰخَرُ؛ كَمَا قَالَ الْاَكَابِرُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ وَلِذٰلِكَ كَانَ

کی بُرائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائی سے بدل دیتا ہے۔" توبہ دو قسم کی ہے۔ توبہ عام اور توبہ خاص۔

توبہ عام:۔ بلسانِ ذکرِ الٰہی اور انتہائی جد وجہد (مجاہدہ) اور سعیٔ عظیم کر کے معصیت سے فرمانبرداری اور برائی سے نیکی اور جہنم سے جنت کی طرف رجوع کرے اور بدنی راحتیں ترک کر کے مشقتِ نفس اختیار کرے

توبہ خاص یہ ہے کہ توبہ عام حاصل ہو جانے کے بعد حسناتِ ابرار (پرہیزگاروں کی نیکیوں) سے معارفِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کی معرفت) درجات (یعنی مقامات جنت) سے مقام قرب (الٰہی) اور لذّاتِ جسمانی سے لذاتِ روحانی کی طرف رجوع کرے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا ہر چیز کو ترک کرے۔ اسی کے ساتھ محبّت کا سلسلہ وابستہ کرے اور اس کی ذات پاک کو بنظرِ یقین دیکھے اور جن امور کا اوپر ذکر ہوا یہ اکتسابات وجود سے ہیں (یعنی وجود ذریعہ عمل ہے اور عمل سے یہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن ترک ماسوی اللہ میں وجود کی نفی بھی لازمی ہے اس لئے) اکتساب وجود بھی اس راہ میں گناہ ہے جیسا کہ (اہل طریقت کو سمجھانے کی غرض سے) حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مبارک کو مخاطب کر کے فرمایا گیا" آپ کا وجود باجود ایک ایسا گناہ (یعنی حجاب) ہے کہ جس پر دوسرے گناہ کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اکابر دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے" پرہیزگاروں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک (اُن کے مراتب کے لحاظ سے) برائیاں ہیں۔ اسی واسطے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ
مِائَةَ مَرَّةٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ
اَىْ لِذَنْبِ وُجُوْدِكَ وَهٰذَا هُوَ الْاِنَابَةُ فَاِنَّ الْاِنَابَةَ
الرُّجُوْعُ مِنْ كُلِّ مَا سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَيْهِ وَالدُّخُوْلُ
فِيْ سِلْمِ الْقُرْبَةِ فِي الْاٰخِرَةِ وَالنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى
عِبَادًا اَبْدَانُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَقُلُوْبُهُمْ تَحْتَ الْعَرْشِ
فَاِنَّ رُؤْيَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَحْصُلُ فِي الدُّنْيَا لٰكِنْ تَحْصُلُ
رُؤْيَةُ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ مِرْاٰةِ الْقَلْبِ كَمَا قَالَ
عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاٰى قَلْبِيْ رَبِّيْ بِنُوْرِ رَبِّيْ فَالْقَلْبُ
مِرْاٰةٌ لِعَكْسِ جَمَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

○

فَهٰذِهِ الْمُشَاهَدَةُ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِتَلْقِيْنِ شَيْخٍ وَاصِلٍ
مَقْبُوْلٍ مِنَ السَّابِقِيْنَ ثُمَّ مُرَادُهُ اِلٰى تَكْمِيْلِ النَّاقِصِيْنَ

حضور سیدالانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی جناب میں روزانہ سو بار استغفار کیا کرتے۔ چنانچہ اِرشادِ باری ہے "حبیب اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے گناہ (یعنی حجاب وجودی کی آلائش) کے لئے معافی طلب فرمایئے! اور یہی توبہ خاص (یعنی حقیقی رجوع الی اللہ) ہے کیونکہ توبہ خاص سے مراد اللہ تعالےٰ کے سوائے ہر چیز سے منہ پھیر لینا آخرت میں مقامِ قرب یعنی سلامتی کے مقام میں داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا مشاہدہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ عالی ہے: "اللہ تعالیٰ کے ایسے (خاص) بندے ہیں جن کے وجود دنیا میں اور ان کے دل عرش کے نیچے ہیں"۔ کیونکہ دنیا میں دیدارِ جمال الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہاں جلوۂ صفاتِ الٰہی دل کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میرے دل نے میرے پروردگار کو بالواسطہ نورِ الٰہی دیکھا"۔ لہٰذا دل اللہ تعالےٰ کے جمال کا عکس دیکھنے کے لئے بمنزلہ آئینہ ہے۔

یہ مشاہدہ ایسے واصل (الی اللہ) اور مقبول (بارگاہ) مرشد کامل کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو سابقین (یعنی سبقت حاصل کرنے والوں سے) ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وساطت سے بامرِ الٰہی ناقصوں کی تکمیل کے لئے بھیجا

بِاَمْرِ اللهِ تَعَالٰى بِوَاسِطَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاِنَّ الْاَوْلِيَاءَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ مُرْسَلُوْنَ لِلْخَوَاصِّ
لَا لِلْعَوَامِّ فَرْقًا بَيْنَ النَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ فَاِنَّ النَّبِيَّ مُرْسَلٌ
اِلَى الْعَوَامِّ وَالْخَوَاصِّ جَمِيْعًا مُسْتَقِلًّا بِنَفْسِهٖ وَالْوَلِيُّ
الْمُرْشِدُ يُرْسَلُ لِلْخَوَاصِّ فَقَطْ غَيْرُ مُسْتَقِلٍّ بِنَفْسِهٖ
فَاِنَّهٗ لَا يَسَعُهٗ اِلَّا بِمُتَابَعَةِ نَبِيِّهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى
لَوِادَّعَى الْاِسْتِقْلَالَ كَفَرَ وَاِنَّمَا شَبَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ لِاَنَّهُمْ
كَانُوْا مُتَتَابِعِيْنَ لِشَرِيْعَةِ الْمُرْسَلِ وَهُوَ مُوْسٰى عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لٰكِنْ يُجَدِّدُوْنَهَا وَيُؤَكِّدُوْنَهَا اَحْكَامًا
مِنْ غَيْرِ اِتْيَانٍ بِشَرِيْعَةٍ اُخْرٰى فَكَذَا عُلَمَاءُ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ يُرْسَلُوْنَ لِلْخَوَاصِّ لِتَجْدِيْدِ
الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَاِسْتِحْكَامِ الْعَمَلِ عَلَى التَّاكِيْدِ الْاَبْلَغِ
وَتَصْفِيَةِ اَصْلِ الشَّرِيْعَةِ وَهِيَ فِي الْقَلْبِ مَوْضِعِ الْمَعْرِفَةِ
وَهُمْ يُخْبِرُوْنَ بِعِلْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَصْحَابِ

گیا ہے۔ نبی اور ولی میں فرق کرنے کے لئے اولیاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاصوں کی (رہنمائی) کیلئے بھیجے جاتے ہیں نہ کہ عوام کی رہبری کے لئے نبی عام و خاص کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے اور وہ مستقل بالذات ہوتا ہے۔ (یعنی کسی کا تابع نہیں ہوتا) اور ولی مرشد صرف خواص کی رہنمائی کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اور وہ مستقل بالذات نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے لئے اپنے نبی علیہ السلام کی اتباع لازمی ہوتی ہے۔ اگر وہ مستقل بالذات ہونے کا دعوےٰ کرے تو کافر ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو تشبیہہ فرمائی ہے "کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں" اس کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل یکے بعد دیگرے ایک ہی نبی مرسل یعنی حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شریعت کی اِتباع کرتے چلے آئے اور بغیر کسی دوسری شریعت کی طرف رجوع کرنے کے اسی شریعت کے احکام کی تجدید اور تاکید کرتے رہے۔ اسی طرح اس امت کے علماء یعنی اولیاء کرام خواص کی رہنمائی کے لئے بھیجے جاتے ہیں تاکہ امر و نواہی کی تجدید کریں۔ (احکامِ الٰہی کی یاد تازہ کریں) استحکام عمل (صحیح اور پختہ عمل) کیلئے انتہائی تاکید کریں۔ اور تصفیہ اصل الشریعت یعنی قلب میں مقام معرفت یا مقام الٰہی) کو آلائشوں سے پاک صاف کریں۔ یہ علماء یعنی اولیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے آگاہ کرتے ہیں۔ مثلاً اصحاب

الصُّفَّةِ كَانُوا يَنْطِقُوْنَ بِاَسْرَارِ الْمِعْرَاجِ قَبْلَ إِخْبَارِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْوَلِيُّ حَامِلٌ لِوِلَايَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ هِيَ جُزْءُ نُبُوَّتِهٖ وَبَاطِنِهٖ
اَمَانَةٌ عِنْدَهٗ وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنْهُمْ كُلُّ مَنْ تَرَسَّمَ
بِظَاهِرِ الْعِلْمِ لِاَنَّهٗ وَاِنْ كَانَ مِنَ الْوَرَثَةِ النَّبَوِيَّةِ
لٰكِنْ مِنْ قِبَلِ ذَوِي الْاَرْحَامِ فَالْوَارِثُ الْكَامِلُ
مَنْ يَّكُوْنُ بِمَنْزِلَةِ الْاِبْنِ لِاَنَّهٗ مِنْ اَقْرَبِ الْعَصَبَاتِ
فَالْوَلَدُ سِرُّ الْاَبِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَلِذٰلِكَ قَالَ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ كَهَيْئَةِ الْمَكْنُوْنِ
لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَاِذَا نَطَقُوْا بِهٖ لَمْ يُنْكِرْهُ
اَهْلُ الْعِزَّةِ وَهٰذَا هُوَ السِّرُّ الَّذِيْ اسْتُوْدِعَ فِيْ قَلْبِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فِيْ اَبْطُنِ
الْبَوَاطِنِ الثَّلَاثِيْنَ اَلْفًا وَلَمْ يُفْشِهَا عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ
الْعَامَّةِ سِوٰى اَصْحَابِهِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَصْحَابِ الصُّفَّةِ
فَبَرَكَةُ ذٰلِكَ السِّرِّ قِيَامُ الشَّرِيْعَةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

صفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار فرمانے سے قبل سب معراج شریف کے رازوں کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ پس ولی حامل (اٹھانے والا بار امانت) ولایت جناب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو کہ آپکی نبوت اور باطن کا جزو ہے۔ وہ اس کے پاس بطور امانت ہوتی ہے۔ ان علماء سے مراد ہر وہ عالم نہیں جس نے ظاہری علم حاصل کیا ہو۔ کیونکہ وہ اگرد مصداق العلماء ورثۃ الانبیاء۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں) ورثاء نبوی میں داخل ہو بھی تو اس کا رشتہ ذوی الارحام کی طرح ہے (یعنی اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سے بہت دُور کی نسبت ہے۔ ذوی الارحام سے وہ بھائی اور بہنیں مراد ہیں جو ایک ماں اور مختلف باپوں سے پیدا ہوئے ہوں۔ ایسی اولاد پورے طور پر وراثت کی حقدار نہیں ہو سکتی) پس وارث کامل وہی ہو سکتا ہے جو بمنزلہ فرزند حقیقی ہو۔ کیونکہ اس کا رشتہ اپنے والد کے ساتھ اس کے تمام رشتہ داروں کی نسبت زیادہ قریبی ہوتا ہے۔ (عصبات سے مراد باپ کی جانب سے رشتے دار ہیں) پس بیٹا ظاہر و باطن میں باپ کی خوبیوں اور اسرار کا وارث ہوتا ہے۔ اسی واسطے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "کچھ علم پوشیدہ ہے جس کو سوائے علماء ربانی کے کوئی نہیں جانتا۔ جب وہ اس کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو اہلِ عزت (مومنین) اس کا انکار نہیں کرتے۔ اور یہ وہ سر (رازِ دل) کا راز ہے جو تیس ہزار پڑھانے راز کے سب سے اندرونی حصّہ کے اندر (یعنی انتہائی مخفی) معراج شریف کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب

فالعلم الباطن يهدي الى ذلك السر فالعلوم والمعارف
كلها قشر ذلك السر واما العلماء الظاهرية فهم
ورثة بعضهم بمنزلة صاحب الفروض وبعضهم
بمنزلة ذوي الارحام موكلون على قشور العلم
بالدعوة الى الله تعالى بالموعظة الحسنة والمشائخ
السنية المتسلسلة سلسلتهم الى علي رضي الله عنه
بمنزلة العلم على باب العلم بالدعوة والحكمة الى الله
تبارك وتعالى كما قال الله تعالى ادع الى سبيل
ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي
هي احسن وقولهم في الاصل واحد وفي الفروع
مختلف وهذه المعاني الثلاثة التي كانت مجموعة
في الاية كانت مجموعة في ذات النبي صلى الله
عليه وسلم فلا يطيق احد حمل ذلك بعده فقسم
على ثلاثة اقسام ؛

القسم الاول :- علم الحال وهو لبها واعطى الرجال

مبارک کے اندر ودیعت رکھا گیا اور اس راز کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے اصحاب مقربین اور اصحاب صفہ کے کسی پر ظاہر نہ فرمایا۔ اس سر (راز) کی برکت سے قیامت تک شریعت قائم ہے۔ پس باطنی علم کے ذریعہ ہی اس راز تک پہنچ سکتے ہیں۔ باقی جملہ علوم و معارف و معرفتیں اس راز کیلئے بمنزلہ چھال یا چھلکا کے ہیں (یعنی یہ سر انکے اندر مغز یا گودا کی مانند ہے) اور جو ظاہری علماء ہیں (یعنی جنہوں نے صرف علم ظاہر حاصل کیا ہے اور باطنی علم سے بے بہرہ ہیں) وہ (بھی کسی حد تک) وارثانِ انبیاء علیہم السلام میں شامل ہیں۔ بعض ان میں سے بمنزلہ صاحب الفرض ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین فرائض و احکام جاننے والے ہیں) اور بعض بمنزلہ ذوی الارحام ہیں (یعنی انہیں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بہت دور کی نسبت ہے اور اس نسبت کے لحاظ سے انہیں کچھ ورثہ ملا ہے)۔ اِن علماء کو سطحی یعنی ظاہری علوم عطا کئے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو اچھی نصیحت سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ اور وہ بلند مرتبہ مشائخ جن کا سلسلہ طریقت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ وابستہ ہے انہیں دروازہ علم پر قرار گاہِ علم (صدر مقام یا منبع علم) تک رسائی ہے اور وہ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف پکی تدبیر سے دعوت دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے حبیب اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خلق کو اپنے رب کی راہ کی طرف پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے بلایئے یعنی دین اسلام کی دعوت دیجئے۔ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کیجئے جو سب سے بہتر ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات اور دلائل سے بلائیں علماء ظاہر اور مشائخ اہل باطن کا قول بنیادی اصول کے لحاظ سے ایک ہی ہے۔ (یعنی دونوں کا مقصد دعوت الی اللہ ہے۔ خلق کو اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف بلانا) اور

وَهِمَّةُ الرِّجَالِ بِهٖ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ هِمَّةُ
الرِّجَالِ تَقْلَعُ الْجِبَالَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْجِبَالِ قَسَاوَةُ الْقَلْبِ
يَمْحُوَابِدُعَائِهِمْ وَتَضَرُّعِهِمْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰى وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؀
وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ :۔ قِشْرُ ذٰلِكَ اللُّبِّ اُعْطِيَ الْعُلَمَاءَ الظَّاهِرِيَّةَ
وَهُوَ مَوْعِظَةُ الْحَسَنَةِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ
الْمُنْكَرِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْعَالِمُ يَعِظُ
بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ وَالْجَاهِلُ يَعِظُ بِالضَّرْبِ وَالْغَضَبِ ؀
وَالْقِسْمُ الثَّالِثُ :۔ وَهُوَ قِشْرُ الْقِشْرِ اُعْطِيَ لِلْاُمَرَاءِ
وَهُوَ الْعَدْلُ الظَّاهِرِيُّ وَالسِّيَاسَةُ الْمُشَارُ اِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ
تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَلَهُمْ
مَظَاهِرُ الْقَهْرِ وَسَبَبُ صِيَانَةِ النِّظَامِ الدِّيْنِ كَالْقِشْرِ
الْاَخْضَرِ مِنَ الْجَوْزِ وَمَقَامُ الْعُلَمَاءِ الظَّاهِرِ كَالْقِشْرِ
الْاَحْمَرِ وَمِثَالُ عُلَمَاءِ الْبَاطِنِ كَاللُّبِّ لِذٰلِكَ قَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ

فروعات میں مختلف ہے ۔ آیۂ مذکورہ میں جو تینوں معانی یا اصول پائے جاتے ہیں (یعنی حکمت، موعظہ حسنہ اور مجادلہ (باحسن طریقہ) وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں موجود تھے ۔ انکی ذات گرامی کے بعد کسی شخص میں یہ طاقت نہیں کہ انکا متحمل ہو سکے ۔ آپ نے انکو تین قسموں میں منقسم فرمایا ۔

قسم اوّل :- علم الحال ہے وہ ان تینوں کا مغز یا لب لباب ہے اور یہ ان مردانِ راہ خدا کو عطا فرمایا ہے جنکی ہمت انکے ساتھ ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ۔ "مردانِ راہِ خدا کی ہمت پہاڑوں کو بنیادوں سے اکھیڑ دیتی ہے ۔ اور پہاڑوں سے مراد قساوت قلبی (سنگدلی) ہے جو اللہ کے بندوں کی دعا اور انکی گریہ وزاری سے مٹ جاتی ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے "جسکو حکمت دی گئی بلا شبہ اسکو بڑی بھلائی دی گئی" ۔

قسم دوم :- اس مغز یا گودے (یعنی علم الحال) کی چھال یا چھلکا ہے (یعنی ظاہری علم ہے) جو علمائے ظاہری کو ملا ہے ۔ اس سے مقصود خلق کو اچھی پند ونصیحت کرنا ان کو بھلائی کا حکم دینا اور تمام برائیوں سے منع کرنا ہے ۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔ عالم علم و ادب کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور جاہل مار پیٹ اور غیظ و غضب کے ساتھ ۔

قسم سوم :- وہ بمنزلہ قشر القشر (یعنی چھال کے اوپر ایک اور چھلکا کی مانند) ہے یہ اولی الامر (حکومت والوں) کے حصہ میں آیا ہے ۔ اس سے مراد ان کا عدل ظاہری اور سیاست ہے ۔ جسکی طرف اس آیۂ کریمہ (وجادلھم بالتی ھی احسن) میں اشارہ کیا گیا ہے ۔ یہ لوگ اکثر اوقات اپنے اقتدار حکومت اور غلبہ کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں ۔ اور دینی نظام و امور کی حفاظت کا ذریعہ ہیں ۔ انکی مثال اخروٹ کے سبز (یعنی کچے) چھلکے کی ہے ۔ اور علماء ظاہر سرخ (یعنی پختہ) چھلکا کی مانند ہیں ۔ اور باطنی

الحُكَمَاءِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحْيِ الْقَلْبَ بِنُوْرِ الحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِمَاءِ الْمَطَرِ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَلِمَةُ الحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ أَخَذَهَا حَيْثُ وَجَدَهَا وَالْكَلِمَةُ الَّتِيْ بِأَفْوَاهِ الْعَوَامِّ نَزَلَتْ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَهُوَ عَالَمُ الْجَبَرُوْتِ مِنَ الدَّرَجَاتِ وَالْكَلِمَةُ الَّتِيْ فِيْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ مِنَ الْوَاصِلِيْنَ نَزَلَتْ مِنَ اللَّوْحِ الْأَكْبَرِ بِلِسَانِ الْقُدُسِ بِلَاوَاسِطَةٍ فِيْ عَالَمِ الْقُرْبَةِ فَكُلُّ شَيْئٍ يَرْجِعُ إِلٰى أَصْلِهٖ وَلِذٰلِكَ طَلَبُ أَهْلِ التَّلْقِيْنِ لِحَيَاةِ الْقَلْبِ فَرْضٌ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ وَالْمُرَادُ مِنْهُ عِلْمُ الْمَعْرِفَةِ وَالْقُرْبَةِ وَالْبَوَاقِيْ مِنَ الْعُلُوْمِ الظَّاهِرَةِ لَا يُحْتَاجُ إِلَيْهَا إِلَّا مَا يُؤَدّٰى بِهَا الْفَرَائِضُ كَعِلْمِ الْفِقْهِ فِي الْعِبَادَاتِ

○

علماء کی مثال اس مغز یا گودے کی طرح ہے جو اس سُرخ نچھٹ چھلکے کے اندر ہے۔ اسی واسطے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا علماء کی صحبت میں بیٹھنا اور حکماء کے کلام کو کان لگا کر (یعنی نہایت توجہ سے) سننا تم پر لازمی ہے۔" کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح بارش کے پانی سے مُردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے (یعنی اس سے اناج نکالتا ہے) اسی طرح نُورِ حکمت سے دل کو زندہ کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا۔ دانا کسی گم شدہ چیز کے متلاشی کی طرح کلمہ حکمت کی تلاش میں پھرتا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی اس کو پاتا ہے لے لیتا ہے۔ وہ کلمہ جو عوام کی زبان پر ہے۔ لوحِ محفوظ یعنی عالمِ جبرُوت سے نازل ہوُا ہے۔ جو درجات سے ہے اور وہ کلمہ جو واصلین پڑھتے ہیں بزبانِ قدسی صفات کسی واسطہ کے بغیر لوحِ اکبر سے نازل ہوُا ہے۔ جو عالمِ قرب (یعنی عالمِ الٰہی) میں ہے۔ پس ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اسی لئے اہلِ تلقین کی تلاش حیاتِ قلب کے لئے فرض ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔" علم کی تلاش اور تحصیل ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" اور اس سے مراد علمِ معرفت اور قُربِ الٰہی ہے۔ اس مقصد کیلئے سوائے اس علم کے جو ادائیگی فرائض کیلئے ضرُوری ہے۔ (مثلاً علمِ فقہ مسائل عبادات کے متعلق) باقی علوم ظاہری کی حاجت نہیں ہے

فرضه الله تبارك وتعالى ان يجاوز عبيده الى القربة ولا يلتفت الى الدرجات كما قال الله تبارك وتعالى قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى والمراد منها علم القربة في احد الاقاويل۔

الفصل السادس في بيان اهل التصوف

ولم يسموا اهل التصوف الا لتصفية باطنهم بنور المعرفة والتوحيد او لانهم انتسبوا لاصحاب الصفة او للمبتدى الصوف المبتدى صوف الغنم وللمتوسط صوف المعز وللمنتهى صوف المرعز وهو صوف المرتفع وكذا حالاتهم في الباطن على حسب مراتب احوالهم وكذا الاطعمة والمطعم والمشرب قال صاحب التفسير الجمع يليق باهل الزهد كل خشن من الملبس والمطعم والمشرب ۔ وباهل المعرفة كل لين منها فان انزال الناس منازلهم

پس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے کہ اس کے بندے مقامِ قرب کی طرف بڑھیں اور درجات کی طرف توجہ نہ کریں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے "حبیب پاک! فرما دیجئے میں (ہدایت اور ارشاد پر) تم سے اُجرت نہیں چاہتا مگر قرابت کی محبت" ایک قول کے مطابق اس سے مراد علم قربت ہے

چھٹی فصل: اہل تصوف کے بیان میں۔

صوفیائے کرام کا اہل تصوف کے نام سے موسوم ہونا ان وجوہات سے ہے۔ (۱) نورِ معرفت اور توحید کے ذریعہ اپنے باطن کو جملہ آلائشوں سے پاک وصاف کرنے کی وجہ سے یا (۲) اس لئے کہ اصحاب صفہ کی طرف منسوب ہیں۔ اصحاب صفہ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک جماعت تھی جو ہمیشہ مسجد میں رہ کر اللہ کی عبادات کیا کرتے تھے) یا (۳) صوف کے پہننے کے لحاظ سے (کیونکہ سلسلہ تصوف میں مبتدی (جو تصوف کے ابتدائی مرحلہ میں ہو) بکری کا کھردرا صوف پہنے۔ متوسط (اوسط درجے کا صوفی) بکری کا صوف جو نہ زیادہ نرم ہو نہ سخت اور منتہی (کامل جو تصوف کے مدارج طے کر چکا ہو) وہ نرم اُون کا لباس پہنے یعنی صوف مرقع (صوف کا لباس جس میں پیوند لگے ہوں) اور اسی طرح باطن میں بھی ان کے حالات ان کے مراتب کے حسبِ حالی ہیں۔ اور ان کا کھانا پینا بھی ان کے حالات اور مراتب کے مطابق ہے۔ صاحب تفسیر مجمع نے لکھا ہے "اہل زہد کو چاہیئے کہ وہ کھردرا لباس پہنیں۔ اور موٹا جھوٹا کھائیں پئیں۔ اور اہلِ معرفت عمدہ لباس پہنیں۔ اور نفیس کھانا کھائیں" لوگوں کا اپنی منازل میں اپنے حسبِ حال رہنا سہنا سنت ہے

مِنَ السَّنَةِ كَیْ لَا یَتَعَدّٰی اَحَدُ طَوْرَہٗ لِاَنَّهُمْ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ فِی الْحَضْرَةِ الْاَحَدِیَّةِ فَلَفْظُ التَّصَوُّفِ اَرْبَعَةُ اَحْرُفٍ تَاءٌ — وَصَادٌ — وَوَاوٌ — وَفَاءٌ

(فَالتَّاءُ) مِنَ التَّوْبَةِ وَهُوَ عَلٰی وَجْهَیْنِ تَوْبَةُ الظَّاهِرِ وَتَوْبَةُ الْبَاطِنِ. فَتَوْبَةُ الظَّاهِرِیَّةِ فَهِیَ اَنْ یَّرْجِعَ بِجَمِیْعِ اَعْضَائِهِ الظَّاهِرِیَّةِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالذَّمَائِمِ اِلَی الطَّاعَاتِ وَمِنَ الْمُخَالَفَاتِ اِلَی الْمُوَافَقَاتِ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَ اَمَّا التَّوْبَةُ الْبَاطِنِیَّةُ فَهِیَ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الْمُوَافَقَاتِ بِتَصْفِیَةِ الْقَلْبِ فَاِذَا حَصَلَ تَبْدِیْلُ الذَّمِیْمَةِ بِالْحَمِیْدَةِ فَقَدْ تَمَّ مَقَامُ التَّاءِ؛

(وَالصَّادُ) مِنَ الصَّفَا وَهُوَ اَیْضًا عَلٰی وَجْهَیْنِ صَفَاءُ الْقَلْبِ وَصَفَاءُ السِّرِّ. فَصَفَاءُ الْقَلْبِ اَنْ یُصَفِّیَ قَلْبَهٗ مِنَ الْکُدُوْرَاتِ الْبَشَرِیَّةِ مِثْلُ الْعَلَائِقِ الَّتِیْ تَحْصُلُ فِی الْقَلْبِ مِنْ کَثْرَةِ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَنَامِ وَالْکَلَامِ وَالْمُلَاحَظَاتِ الدُّنْیَوِیَّةِ مِثْلُ حُبِّ زِیَادَةِ الْکَسْبِ

نبوی علیہ الصلوٰۃ وَالسلام کے مطابق ہے۔ تاکہ کوئی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے)۔ کیونکہ وہ (یعنی اہل معرفت) بارگاہِ ایزدی میں اعلےٰ مراتب والوں میں سے ہیں۔ لفظ "تصوّف" چار حروف پر مشتمل ہے۔ ت۔ ص۔ و۔ ف۔

"ت" سے مراد توبہ ہے اور وہ دو طرح کی ہے۔ توبہ ظاہری اور توبہ باطنی۔ توبہ ظاہری یہ ہے کہ انسان قولاً و فعلاً اپنے تمام اعضا ظاہری کو گناہوں اور برائیوں سے ہٹاکر اطاعت کے کام اختیار کرے۔ نیز شریعت کے مخالف افعال سے توبہ کر کے اس کے احکام کے مطابق عمل کرے۔ توبہ باطنی یہ ہے کہ انسان دل کو آلائشوں سے پاک کر کے شریعت کے موافق اعمال صالحہ کی طرف رجوع کرے۔ پھر جب برائی نیکی سے بدل جائے تو "ت" کا مقام مکمل ہو گیا۔ (یعنی اس کو کامل توبہ نصیب ہو گئی)۔

"ص" کا مطلب صفائی ہے۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں (۱) قلب کی صفائی (۲) مقامِ سِر کی صفائی۔ قلب کی صفائی یہ ہے کہ دل ان بشری کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہو جائے۔ جو عموماً دل کے اندر پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بکثرت کھانے پینے سونے اور گفتگو کرنے کی خواہشات۔ دنیوی رغبتیں مثلاً زیادہ کسب (کمائی)

وَزِيَادَةِ الْجِمَاعِ وَزِيَادَةِ مَحَبَّةِ أَوْلَادِهِ وَأَهْلِهِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَتَصْفِيَةُ الْقَلْبِ مِنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ الْمَذْكُورَةِ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِمُلَازَمَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي التَّلْقِيْنِ جَهْرًا فِي الْاِبْتِدَاءِ إِلٰى أَنْ يَبْلُغَ مَقَامَ الْخَفِيَّةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ أَيْ خَشِيَتْ وَالْخَشْيَةُ لَا تَكُوْنُ إِلَّا بَعْدَ إِنْتِبَاهِ الْقَلْبِ مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَتَصْقِيْلِهِ فَيَنْقُشُ فِيْهِ صُوْرَةُ الْغُيُوْبِ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: اَلْعَالِمُ يَنْقُشُ وَالْعَارِفُ يَصْقُلُ ؛

وَأَمَّا صَفَاءُ السِّرِّ فَهُوَ بِالْاِجْتِنَابِ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَحَبَّتِهِ بِمُلَازَمَةِ أَسْمَاءِ التَّوْحِيْدِ بِلِسَانِ السِّرِّ فِيْ سِرِّهِ فَإِذَا حَصَلَ لَهُ هٰذِهِ الصِّفَةُ فَقَدْ تَمَّ مَقَامُ الصَّادِ ؛

وَأَمَّا الْوَاوُ فَهُوَ مِنَ الْوِلَايَةِ وَهِيَ تَرْتِيْبٌ عَلَى التَّصْفِيَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ

اور کثرتِ جماع اور اپنے اہل و عیال کی حد سے زیادہ محبت وغیرہ وغیرہ۔ ان مذکورہ عادات ذمیمہ سے دل کو پاک و صاف کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ابتدا میں شیخ کامل کی تلقین سے ذکر الٰہی بالجہر اور بالالتزام کیا جائے (یعنی بلند آواز سے ہمیشہ ذکر الٰہی کرتا رہے۔ حتیٰ کہ مقام ذکر خفی ہو جائے۔ (جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں۔" یعنی اُن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت چھا جائے۔ اور عظمتِ الٰہی کا خوف دل میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب قلب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائے۔ اور آئینۂ دل صیقل ہونے کے بعد اس قدر شفاف ہو جائے کہ اس میں خیر و شر ایک غیبی صورت میں منقش ہو جائے۔ (یعنی نیکی اور بدی کا نقشہ صاف صاف نظر آنے لگے) چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: "عالم نقش و نگار کرتا ہے اور عارف صیقل کرتا ہے۔" (یعنی عالم خیر و شر کی خوبیاں اور نقائص کا نقشہ کھینچ کر عمل کی تلقین کرتا ہے۔ اور عارف دلوں کے زنگ اتارتا ہے)

مقام سِر کی صفائی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے روگردانی کرنے اور اسکی محبت اور اسماءِ توحید کا زبانِ سِر (باطنی زبان) سے دائمی ذکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جب انسان اس صفت کا مالک ہو جاتا ہے تو مقام ص مکمل ہو جاتا ہے۔

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ

وَنَتِيْجَةُ الْوِلَايَةِ اَنْ يَّتَخَلَّقَ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ وَتَعَالٰى وَيَتَلَبَّسُ خِلَعَ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعْدَ خَلْعِ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ كَمَا قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِذَا اَحْبَبْتُ عَبْدًا كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّلِسَانًا وَّيَدًا وَّرِجْلًا فَبِيْ يَسْمَعُ وَبِيْ يُبْصِرُ وَبِيْ يَنْطِقُ وَبِيْ يَبْطِشُ وَبِيْ يَمْشِيْ فَتَهَدَّيُوْا بِمَا سِوَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَمَا قَالَ جَلَّ وَعَلَا قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا فَحَصَلَ مَقَامُ الْوَاوِ ؕ

وَاَمَّا الْفَاءُ فَهُوَ الْفَنَاءُ فِي اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهٗ فَاِذَا اُفْنِيَ صِفَاتُ الْبَشَرِيَّةِ يَبْقٰى صِفَاتُ الْاَحَدِيَّةِ وَهُوَ سُبْحَانَهٗ لَا يَفْنٰى وَلَا يَزُوْلُ فَيَبْقَى الْعَبْدُ الْفَانِيْ مَعَ الرَّبِّ الْبَاقِيْ وَمَرْضِيَّاتِهٖ وَيَبْقَى الْقَلْبُ الْفَانِيْ مَعَ السِّرِّ الْبَاقِيْ

"و" سے مراد ولایت ہے۔ یہ ایک مرتبہ ہے جو تصفیہ (صفائی قلب) کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔"

ولایت کا ماحصل یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق الٰہیہ پیدا کرے (جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا کرو") اور جامۂ صفات بشریت اُتار کر صفاتِ الٰہی کا لباس پہنے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جب میں کسی بندے کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میرے ہی واسطہ سے سنتا، دیکھتا، کلام کرتا، پکڑتا اور چلتا ہے ماسوی اللہ سے اپنے باطن کو پاک وصاف کرو (جیسا کہ ارشاد باری ہے "اے حبیب پاک! فرما دیجئے حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا") پس مقام "و" حاصل ہو گیا۔

"ف" سے مراد فنا فی اللہ ہے۔ جب صفاتِ بشری فنا ہو جاتی ہیں تو صفات باری تعالیٰ باقی رہ جاتی ہیں۔ چونکہ اس ذات پاک کو نہ فنا اور نہ ہی زوال ہے۔ لہٰذا عبد فانی کو اس غیر فانی ذات کے ساتھ اور اس کی پسندیدگی اور قبولیت سے باقی باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور قلب فانی کو سِرِّ باقی کے ساتھ بقا حاصل ہو جاتی ہے

وَنَظِيرُهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
إِلَّا وَجْهَهُ يَحْتَمِلُ اَنْ يُّؤَوَّلَ بِالرِّضَاءِ إِلَىٰ مَا يُوَجَّهُ إِلَيْهِ
مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ لِوَجْهِهِ وَرِضَائِهِ فَيَبْقَى الْمَرْضِيُّ
مَعَ الرَّاضِي وَنَتِيجَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ حَيٰوةُ حَقِيقَةِ
الْإِنْسَانِ الْمُسَمّٰى بِطِفْلِ الْمَعَانِيْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالَىٰ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ
يَرْفَعُهُ فَكُلُّ عَمَلٍ يَكُوْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ فِيْهِ شِرْكَةٌ
فَهُوَ هَالِكٌ بِعَامِلِهٖ فَاِذَا تَمَّ الْفَنَاءُ فِيْهِ حَصَلَ الْبَقَاءُ
فِيْ عَالَمِ الْقُرْبَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ فِيْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ وَهُوَ مَقَامُ الْاَنْبِيَاءِ وَ
الْاَوْلِيَاءِ فِيْ عَالَمِ اللَّاهُوْتِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ
وَاللّٰهُ مَعَ الصَّادِقِيْنَ فَالْحَادِثُ إِذَا اقْتَرَنَ بِالْقَدِيْمِ
لَمْ يَبْقَ لَهُ وُجُوْدٌ

اس کی مثال جیسا کہ اللہ تبارک و تعالٰے نے فرمایا ہے۔ "اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ لہذا اس کی ذات اور خوشنودی کے لئے اعمالِ صالحہ کی کوفت برداشت کر کے جب بندہ اللہ تعالٰے کی رضا پا لیتا ہے۔ تو اس برگزیدہ و پسندیدہ بندے کو راضی ہونے والی ذات (یعنی اللہ تعالٰے) کے ساتھ بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اعمالِ صالحہ کا ماحصل یہ ہے کہ وہ انسان حقیقی (جو اس کے باطن کے اندر ہے) جسے طفل المعانی کہتے ہیں زندہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالٰی ہے۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔" (یعنی اعمال نیک عمل کرنے والا کا مرتبہ بلند کرتے ہیں)۔ ہر وہ عمل جس میں شرکتِ غیراللہ ہو عامل کی ہلاکت کا باعث ہے۔ مکمل فنا کے بعد عالم قرب میں بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے:"سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور یعنی اس کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔" اور یہ مقام عالم لاہوت میں انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے "اللہ تعالٰی صادقوں کے ساتھ ہے۔" پس حادث جب قدیم سے ملتا ہے۔ تو اسکا وجود باقی نہیں رہتا ——

فَإِذَا تَمَّ الْفَقْرُ بَقِيَ الصُّوْفِيُّ مَعَ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَبَدًا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ وَكَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ؞

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِيْ بَيَانِ الْاَذْكَارِ

فَقَدْ هَدَى اللّٰهُ لِلذَّاكِرِيْنَ بِقَوْلِهٖ) وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ اَيْ اِلٰى مَرَاتِبِ ذِكْرِكُمْ وَقَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَلِكُلِّ مَقَامٍ مَرْتَبَةٌ خَاصَّةٌ اِمَّا جَهْرِيَّةٌ اَوْ خَفِيَّةٌ۔ فَالْاَوَّلُ هَدَاهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللِّسَانِ ثُمَّ اِلٰى ذِكْرِ النَّفْسِ ثُمَّ اِلٰى ذِكْرِ الْقَلْبِ ثُمَّ اِلٰى ذِكْرِ الرُّوْحِ ثُمَّ اِلٰى ذِكْرِ السِّرِّ ثُمَّ اِلٰى ذِكْرِ الْخَفِيِّ ثُمَّ اِلٰى ذِكْرِ اَخْفَى الْخَفِيِّ اَمَّا ذِكْرُ اللِّسَانِ فَكَاَنَّهٗ بِذٰلِكَ يَذْكُرُ الْقَلْبُ مَا نَسِيَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؞

جب فقر مکمل ہو جاتا ہے تو صوفی کو ہمیشہ کے لئے بقا مع الحق (یعنی بقا باللہ) کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اہل جنت ہمیشہ اس میں رہیں گے" نیز فرمایا "اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے"

ساتویں فصل: اذکار کے بیان میں

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہی اہلِ ذکر کو ہدایت فرمائی ہے ارشاد باری ہے "اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں (یعنی تمہارے مراتبِ ذکر کی طرف) ہدایت فرمائی" { حضورؐ سیّد الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میرے اور مجھ سے پہلے انبیاء کے ارشادات میں سے سب سے افضل کلمہ توحید (لا اِلٰہ اِلاّ اللہ) کی تلقین ہے۔ ہر مقام کے لئے ایک خاص مرتبہ ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی} سب سے پہلے ذاکرین کو زبانی ذکر (ذکر جہر) پھر یکے بعد دیگرے ذکر نفس، ذکر قلبی، رُوحی، سرّی، خفی اور اخفی الخفی کی تلقین فرمائی۔ ذکر اللسان یہ ہے کہ دل بالواسطہ زبان اس ذکر الٰہی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جس کو وہ بھول چکا ہے —

وَاَمَّا ذِكْرُ النَّفْسِ فَهُوَ ذِكْرٌ غَيْرُ مَسْمُوْعٍ بِالْحُرُوْفِ
وَالصَّوْتِ بَلْ مَسْمُوْعٌ بِالْحِسِّ وَالْحَرَكَةِ فِي الْبَطْنِ. وَاَمَّا
ذِكْرُ الْقَلْبِ فَهُوَ مُلَاحَظَةُ الْقَلْبِ فِيْ ضَمِيْرِهٖ مِنَ الْجَلَالِ
وَالْجَمَالِ. وَاَمَّا نَتِيْجَةُ ذِكْرِ الرُّوْحِ فَهُوَ مُشَاهَدَةُ اَنْوَارِ
تَجَلِّيَاتِ الصِّفَاتِ وَاَمَّا ذِكْرُ السِّرِّ فَهُوَ مُرَاقَبَةٌ لِمُكَاشَفَاتِ
الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ عَمَّ نَوَالُهٗ. وَاَمَّا ذِكْرُ الْخَفِيِّ فَهُوَ مُعَايَنَةُ
الْاَنْوَارِ جَمَالِ الذَّاتِ الْاَحَدِيَّةِ جَلَّ جَلَالُهٗ فِيْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ. وَاَمَّا ذِكْرُ اَخْفَى الْخَفِيِّ
فَهُوَ النَّظْرُ اِلٰى حَقِيْقَةِ حَقِّ الْيَقِيْنِ وَلَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ
اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّهٗ يَعْلَمُ
السِّرَّ وَاَخْفٰى وَذٰلِكَ اَبْلَغُ كُلِّ الْعُلُوْمِ وَاِنْتِهَاءُ كُلِّ
مَقَاصِدَ ؛

اِعْلَمْ اَنَّ لَقَدْ ثُمَّ رُوْحًا آخِرَ وَهِيَ اَلْطَفُ مِنَ
الْاَرْوَاحِ كُلِّهَا وَهِيَ طِفْلُ الْمَعَانِيْ وَهِيَ لَطِيْفَةٌ دَاعِيَةٌ
بِهٰذِهِ الْاَطْوَارِ اِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ بَعْضُ الْاَكَابِرِ

ذکر النفس اِس ذکر کو کہتے ہیں۔ جس کا سُننا بذریعہ حروف اور آواز نہ ہو بلکہ وہ پوشیدہ طور پر حس و حرکت کے ذریعہ سنا جائے۔ ذکر قلبی دل کا اپنے اندر جلال و جمال الٰہی کا ملاحظہ کرنا ہے۔ ذکر رُوحی کا مَاحصل اللہ تعالیٰ کی تجلّیاتِ صفاتی کے انوار کا مشاہدہ کرنا ہے۔ ذکر سِرّی مکاشفاتِ اِسرارِ الٰہیہ کی نگاہداشت کرنا ہے۔ ذکر خفی سے مراد عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور سچ کی مجلس میں انوار ذات الٰہی (جلّ شانہ) کا دل کی آنکھ سے دیکھنا ہے۔ ذکر اَخفی الخفی کے معنیٰ یقینی حق کی حقیقت کو اس طرح دیکھنا ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی دوسرا اس پر مطلع نہ ہو۔ (یعنی اس ذات حقیقی کی حقیقت کو دل کی آنکھ سے انتہائی یقین سے دیکھے کہ اس پر ذاتِ حق کے سوا کوئی آگاہ نہ ہو)۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ تعالیٰ بھید کو جانتا ہے اور اُسے جو اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔" اور یہ (ذکر اخفی الخفی) جُملہ علُوم کی غایت اور تمام مقاصد کی انتہا ہے۔

جان لو اگر تم روحانی مدارج طے کر کے آخری روح تک ترقی کر لو جو تمام روحوں سے لطیف ہے تو وہی طفل المعانی (انسانِ حقیقی) ہے جو کہ نہایت لطیف (پاکیزہ) اور مختلف اطوار (طریقوں) سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی

هٰذِهِ الرُّوحُ لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ بَلْ يَكُونُ لِلْخَوَاصِّ كَمَا
قَالَ تَعَالٰى يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَهٰذِهِ الرُّوحُ مُلَازِمَةٌ فِي عَالَمِ الْقُدْرَةِ
وَالْمُشَاهَدَةِ فِي عَالَمِ الْحَقِيقَةِ لَا يَلْتَفِتُ إِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ
اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَالْاٰخِرَةُ حَرَامٌ عَلٰى
اَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمَا حَرَامَانِ عَلٰى اَهْلِ اللّٰهِ وَهُوَ طِفْلُ
الْمَعَانِي وَطَرِيقُ الْوُصُولِ إِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۞
مُحَافَظَةُ الْجِسْمِ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ لِأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ
لَيْلًا وَّنَهَارًا وَّيُدَاوِمُ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى سِرًّا وَّجَهْرًا لِاَنَّ
دَوَامَهٗ فَرْضٌ قَائِمٌ عَلَى الطُّلَّابِ كَمَا قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ فَاذْكُرُوا
اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ وَكَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ
قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

الفصل الثامن فِي بَيَانِ شَرَائِطِ الذِّكْرِ

طرف بلانے والا ہے (بعض اکابرِ دین کا قول ہے۔ یہ روح خاص بندوں کے لئے مخصوص ہے۔ ان کے سوائی کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے "اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح (یعنی وحی) ڈالتا ہے۔ یہ روح عالم حق تعالیٰ (یعنی عالم لاہوت) کے اندر ہمیشہ محو نظارہ قدرت اور مشاہدۂ قدرت اور مشاہدۂ حق میں مشغول رہتا ہے اور سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے کسی کی طرف ملتفت نہیں ہوتا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "دنیا اہل آخرت پر اور آخرت اہلِ دنیا پر حرام ہے۔ اور اہل اللہ پر دونوں حرام ہیں") اس سے مراد طفل المعانی ہے اور بارگاہِ الٰہی میں رسائی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان احکامِ شریعت کی اتباع کرنے کے لئے صحیح راستہ پر اپنے وجود کی دن رات نگہداشت کرتا رہے اور ہمیشہ سراً وجہراً (پوشیدہ و بلند آواز سے) ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ کیونکہ طالبانِ حق کے لئے ہمیشہ یاد الٰہی میں رہنا فرض کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔ "اللہ تعالیٰ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے

نیز فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں"

آٹھویں فصل :۔ شرائطِ ذکر کے بیان میں۔

وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ الذَّاكِرُ عَلٰى وُضُوْءٍ تَامٍّ وَّاَنْ يَّذْكُرَ
بِضَرْبٍ شَدِيْدٍ وَّ صَوْتٍ قَوِيٍّ حَتّٰى يَحْصُلَ اَنْوَارُ
الذِّكْرِ فِيْ بَوَاطِنِ الذَّاكِرِيْنَ وَتَصِيْرُ قُلُوْبُهُمْ اَحْيَاءً
بِهٰذِهِ الْاَنْوَارِ حَيَاةً اَبَدِيَّةً اُخْرَوِيَّةً كَمَا قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ
الْاُوْلٰى وَكَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ
اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰى
دَارِ الْبَقَاءِ وَكَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلْاَنْبِيَاءُ
وَالْاَوْلِيَاءُ يُصَلُّوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ كَمَا يُصَلُّوْنَ فِيْ
بُيُوْتِهِمْ اَيْ يُنَاجُوْنَ رَبَّهُمْ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ ظَاهِرَ
الصَّلٰوةِ مِنَ الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ بَلْ
مُجَرَّدُ الْمُنَاجَاتِ مِنْ قِبَلِ الْعِبَادِ وَهَدِيَّةُ الْمَعْرِفَةِ
مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَكُوْنُ الْعَارِفُ مَحْرَمًا
اِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِزِيَادَةِ الْمُنَاجَاتِ لِلْقَلْبِ
الْحَيِّ فَذٰلِكَ لَا يَمُوْتُ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ

یہ کہ ذاکر پورے طور پر باوضو ہو۔ ضرب شدید اور قوی آواز کے ساتھ ذکر کا سلسلہ جاری رکھے۔ حتیٰ کہ اسے وہ انوارِ ذکر حاصل ہو جائیں جو اہلِ ذکر کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں اور ان انوار کے باعث ان کے دلوں کو حیاتِ ابدی اخروی نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اس میں (یعنی جنت میں) پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے" اور جیسے ارشاد حضور رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے "مومنین مرتے نہیں بلکہ دارِ فنا سے دار البقا میں چلے جاتے ہیں" نیز فرمایا۔ انبیا اور اولیا اپنی قبروں میں ایسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں۔ یعنی اپنے رب کی مناجات کرتے ہیں اس سے مراد ظاہری نماز نہیں جو قیام۔ قعود۔ رکوع۔ اور سجود کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے مقصود محض مناجات ہے جو بندوں کی طرف سے ہے اور ہدیۂ معرفت جو اللہ عزوجل کی جانب سے ہے۔ پس عارف دلِ زندہ سے بکثرت مناجات کرنے سے محرم اسرارِ الٰہی ہو جاتا ہے۔ پھر اسے موت نہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ عالی ہے "میری آنکھ سوتی ہے اور دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے" ایک دوسری حدیث شریف میں فرمایا۔

وَالسَّلَامِ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ وَكَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ اَفْضَلُ
الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ مَنْ مَّاتَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ بَعَثَ اللّٰهُ
فِيْ قَبْرِهٖ مَلَكَيْنِ يُعَلِّمَانِهٖ عِلْمَ الْمَعْرِفَةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
وَقَامَ مِنْ قَبْرِهٖ عَالِمًا وَّ عَارِفًا وَّالْمُرَادُ مِنَ الْمَلَكَيْنِ
رُوْحَانِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوْحَانِيَّةُ
الْوَلِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِاَنَّ الْمَلَكَ لَا يَدْخُلُ فِيْ عَالَمِ
الْمَعْرِفَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ
شَخْصٍ مَاتَ جَاهِلًا وَقَامَ مِنْ قَبْرِهٖ عَالِمًا وَّ عَارِفًا وَكَمْ
مِّنْ شَخْصٍ مَاتَ عَالِمًا وَقَامَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جَاهِلًا اَوْ فَاسِقًا
وَّمُفْلِسًا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ
فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
عَذَابَ الْهُوْنِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّيَّاتِ نِيَّةُ الْمَرْءِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ وَنِيَّةُ الْفَاسِقِ
شَرٌّ مِّنْ عَمَلِهٖ لِاَنَّ النِّيَّةَ بِنَاءُ الْعَمَلِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ
اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ بِنَاءُ الصَّحِيْحِ عَلَى الصَّحِيْحِ

"جو شخص علم معرفت کی طلب میں فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں دو فرشتے بھیجتا ہے جو قیامت تک اس کو علم معرفت سکھاتے رہیں گے اور وہ بروزِ حشر اپنی قبر سے ایک عالم اور عارف بن کر اٹھے گا۔ دو فرشتوں سے حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روحانیت اور اللہ کے ولی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روحانیت مراد ہے۔ کیونکہ فرشتہ عالمِ معرفت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: "کتنے ہی لوگ ہیں جو جاہل فوت ہوئے اور قیامت کے روز بحیثیت عالم اور عارف اٹھیں گے۔ اور کتنے ہی اشخاص جو مر گئے درحالیکہ وہ عالم تھے۔ وہ بروزِ حشر جاہل یا فاسق اور مفلس اٹھیں گے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: "تم اپنے حصّہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں استعمال کر چکے تو آج تمہیں عذاب رسوائی بدلا دیا جائے گا" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: "اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے" نیک آدمی کی نیّت اس کے عمل کی نسبت بہتر ہوتی ہے اور فاسق کی نیّت اس کے عمل سے بدتر ہوتی ہے۔ کیونکہ نیّت عمل کی بنیاد ہے۔ حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ صحیح بنیاد صحیح پر

صَحِیْحٌ وَبِنَاءُ الْفَاسِدِ عَلَی الْفَاسِدِ فَاسِدٌ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ فَالْوَاجِبُ طَلَبُ حَیٰوۃِ الْقَلْبِ الْاُخْرَوِیِّ مِنْ اَھْلِ التَّلْقِیْنِ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ فَوْتِ الْوَقْتِ فَاِنَّ الدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ فَاِذَا لَمْ یُزْرَعْ فِیْھَا لَمْ یُحْصَدْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْمُرَادُ مِنَ الزَّرْعِ اَرْضُ الْوُجُوْدِ الْاَنْفُسِیِّ الْاٰفَاقِیِّ ؛

الفصل التاسع فِیْ بَیَانِ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی

فَالرُّؤْیَۃُ عَلٰی وَجْھَیْنِ رُؤْیَۃُ جَمَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْاٰخِرَۃِ بِلَا وَاسِطَۃِ الْمِرْاٰۃِ وَرُؤْیَۃُ صِفَاتِہٖ عَزَّوَجَلَّ فِی الدُّنْیَا بِوَاسِطَۃِ مِرْاٰۃِ الْقَلْبِ بِنَظَرِ الْفُؤَادِ اِلٰی عَکْسِ اَنْوَارِ الْجَمَالِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی وَکَمَا قَالَ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ

صحیح ہوتی ہے۔ اور فاسد بنیاد فاسد پر فاسد ہوتی ہے۔ (نیت جو بنیاد عمل ہے جب صحیح ہوتی ہے تو اس پر عمل بھی صحیح ہوتا ہے۔ اور جب نیت میں فساد واقع ہوتا ہے تو عمل بھی فاسد ہوتا ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جو شخص آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کی کھیتی اس کے لئے بڑھائیں (آخرت میں اس کو نیک اعمال کا زیادہ اجر دیں) اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اس میں سے ہم اسے کچھ دیتے ہیں۔ (یعنی دنیا میں جتنا اس کے لئے مقدر کیا ہے) اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں" انسان کے لئے اشد ضروری ہے کہ دنیا میں فوت ہونے سے پہلے کسی قابل مرشد کی تلقین سے حیات قلبی اخروی (آخرت میں کام آنے والی) حاصل کر لے۔ کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب اس میں کچھ بویا ہی نہیں تو آخرت میں کیا کاٹ سکتا ہے۔ (جب دنیا میں کوئی عمل ہی نہیں کیا تو عقبیٰ میں کیا اجر پا سکتا ہے) کھیتی سے عالم ملک میں نفسانی وجود کی زمین مراد ہے

نویں فصل: دیدار الٰہی کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا دیدار دو طرح پر ہے۔ (۱) آخرت میں بلا واسطۂ آئینۂ (قلب) اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار اور (۲) صفات حق کی دید، دنیا میں بالواسطۂ آئینۂ قلب انوار جمال باری تعالیٰ کا عکس بچشم دل مشاہدہ کرنا۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: "دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا" (یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے قلب منور نے اس کی تصدیق کی۔ جو چشم مبارک نے دیکھا معنی یہ ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھا اور دل سے پہچانا) چنانچہ حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الْاَوَّلِ قَلْبُ
عَبْدِ الْمُؤْمِنِ وَالثَّانِيْ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمَنْ رَاٰى
صِفَاتَهٗ فِي الدُّنْيَا يَرٰى ذَاتَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ بِلَا كَيْفٍ ؞
وَذٰلِكَ الدَّعْوَاتُ الَّتِيْ صَدَرَتْ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ فِي
الرُّؤْيَةِ كَذٰلِكَ كَقَوْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاٰى قَلْبِيْ
رَبِّيْ بِنُوْرِ رَبِّيْ وَكَقَوْلِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لَمْ اَعْبُدْ رَبًّا
لَمْ اَرَاهُ فَذٰلِكَ كُلُّهٗ مُشَاهَدَةُ الصِّفَاتِ كَمَا اَنَّ مَنْ
رَاٰى شُعَاعَ الشَّمْسِ مِنَ الْمِشْكٰوةِ وَنَحْوِهَا صَحَّ لَهٗ
اَنْ يَقُوْلَ رَاَيْتُ الشَّمْسَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَسُّعِ وَقَدْ
مَثَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْرَهٗ فِيْ كَلَامِهٖ بِاعْتِبَارِ صِفَاتِهٖ
بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ
فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ
مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ فَقَدْ قَالُوْا اَلْمِشْكٰوةُ
قَلْبُ الْمُؤْمِنِ وَالْمِصْبَاحُ سِرُّ الْفُؤَادِ وَهُوَ الرُّوْحُ السُّلْطَانِيُّ
وَالزُّجَاجَةُ الْفُؤَادُ الَّذِيْ وَصَفَهٗ بِالدُّرِّيَّةِ مِنْ شِدَّةِ

"مومن آئینۂ مومن ہے"۔ پہلے لفظ مومنؔ سے مراد بندۂ مومن کا دل ہے۔ اور دوسرے سے ذاتِ باری تعالیٰ۔ پس جس نے دنیا میں اس کی صفات کو دیکھا وہ آخرت میں اس کی ذات کو بلا کیف دیکھے گا۔ اور اولیاء کرام نے دیدارِ جمال یا مشاہدۂ صفات کے بارے میں اس قسم کے دعوے فرمائے ہیں مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک "میرے دل نے میرے پروردگار کو میرے رب کے نور کے واسطہ سے دیکھا"۔ نیز سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا ارشاد پاک "میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی درحالیکہ میں نے اس کو نہ دیکھا"۔ (یعنی اللہ تعالےٰ کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی عبادت کی ہے) یہ سارا مشاہدۂ صفاتِ حق تعالیٰ ہے۔ جیسے کوئی شخص طاق یا دریچہ وغیرہ سے سورج کی شعاع کو دیکھ کر وسعت کے لحاظ سے کہہ سکتا ہے کہ "میں نے سورج کو دیکھا"۔ اللہ تعالےٰ نے کلامِ مجید میں اپنی صفات کے اعتبار سے اپنے نور کی مثال یوں بیان فرمائی ہے "اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ وہ فانوس گویا ایک موتی کے مانند چمکتا تارہ ہے۔ روشن ہوتا ہے بابرکت زیتون کے درخت سے"۔ اکابر نے فرمایا ہے مشکوٰۃ (طاق) سے مراد مومن کا دل ہے۔ اور مصباح (چراغ) دل کے اندر جو سِرّ (راز) ہے یعنی روح سلطانی۔ اور زجاجہ (فانوس) سے مراد فؤاد (یعنی باطنی دل) ہے۔ جس کو اس کی انتہائی نورانیت (چمک دمک) کے باعث چمکدار موتی سے تشبیہ دی ہے۔

نورانيته ثم بين معدن ذلك النور فقال توقد
من شجرة مباركة زيتونة وهي شجرة التلقين و
التوحيد الخالص يكون من لسان القدس بلا واسطة
كما تلقن النبي صلى الله عليه وسلم القرآن منه
في الاصل ثم نزل جبرائيل عليه السلام لمصلحة
العام و انكار الكفار والمنافقين والدليل عليه قوله
تعالى انك لتلقى القرآن من لدن حكيم عليم
ولذلك كان يسرع النبي صلى الله عليه وسلم و
يسبق جبرائيل عليه السلام في الوحي حتى نزل
قوله تعالى ولا تعجل بالقرآن من قبل ان يقضى
اليك وحيه ولذا تأخر جبرائيل عليه السلام
ليلة المعراج ولم يستطع ان يتجاوز من سدرة
المنتهى ثم وصف الشجرة بقوله تعالى لا شرقية ولا
غربية اى لا يعرضها الحدود والعدم والطلوع
والغروب بل ازلية لم تزل كما ان الله تبارك وتعالى

پھر اس نور کی کان کا ذکر فرمایا۔ (یعنی اس کا منبع کہاں ہے۔ معدن یا کان اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے سونا۔ چاندی اور دیگر معدنیات نکالی جاتی ہیں) فرمایا یہ نور زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوتا ہے جس سے مراد شجر تلقین اور خالص توحید ہے۔ جس کا منبع بلا واسطہ غیرے قدسی صفات زبان ہے (جیساکہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کو در حقیقت ذات باری تعالیٰ سے حاصل کیا اور سمجھا۔ بعدہٗ مصلحت عامہ اور کفار و منافقین کے انکار پر حجت قائم کرنے کی غرض سے جبرائیل علیہ السّلام نازل ہوئے۔ اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا اپنا قول ہے "بے شک آپ حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن سکھائے جاتے ہیں" اسی واسطے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی کرتے تھے اور پیغام وحی میں جبرئیل علیہ السّلام سے سبقت لے جاتے تھے۔ (یعنی جب جبرائیل علیہ السّلام قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پڑھنے سے پہلے ہی آیات پڑھ دیتے تھے) حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "حبیب پاک قرآن میں جلدی نہ کیجئے جب تک اس کی وحی پوری نہ ہو لے"۔ یہی وجہ تھی کہ جبرائیل علیہ السّلام شب معراج شریف پیچھے رہ گئے۔ اور مقام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے کلام پاک میں اس درخت (شجر تلقین و توحید) کا وصف بیان فرمایا "وہ نہ شرقی ہے نہ غربیؐ" (یعنی نہ پورب کا نہ پچھم کا) حدود و عدم (یعنی فنا) اور طلوع و غروب سے مبرّا ہے۔ بلکہ ازلی اور غیر فانی ہے۔ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ

قَدِیْمٌ اَزَلِیٌّ لَمْ یَزَلْ ذَاتُہٗ اَبَدِیٌّ فَکَذَا صِفَاتُہٗ لِاَنَّھَا اَنْوَارُہٗ وَ
تَجَلِّیَاتُہٗ وَصِفَاتُہٗ قَائِمَۃٌ بِذَاتِہٖ فَلَا یَعْبُدُ اِلَّا اَنْ یَّنْکَشِفَ الْحِجَابُ مِنْ وَجْہِ
الْقَلْبِ یَحْیٰ الْقَلْبُ بِاِفَاضَۃِ تِلْکَ الْاَنْوَارِ فَیُشَاھِدُ الرُّوْحُ مِنْ تِلْکَ الْمِشْکٰوۃِ
صِفَاتَ الْحَقِّ مَعَ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ خَلْقِ الْعَالَمِ کَشْفُ ذٰلِکَ
الْکَنْزِ الْمَخْفِیِّ کَمَا مَرَّ فِی الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ کُنْتُ کَنْزًا
مَخْفِیًّا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِیَعْرِفُوْنِیْ
اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ صِفَاتِیْ فِی الدُّنْیَا وَاَمَّا رُؤْیَۃُ الذَّاتِ فَھِیَ
فِی الْاٰخِرَۃِ بِلَا وَاسِطَۃِ الْمِرْاٰۃِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِمَنْظَرِ
السِّرِّ وَھُوَ الْمُسَمّٰی بِطِفْلِ الْمَعَانِیْ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وُجُوْہٌ
یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ وَلَعَلَّ الْمُرَادَ مِنْ قَوْلِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَۃِ
شَابٍّ اَمْرَدَ وَھُوَ طِفْلُ الْمَعَانِیْ وَھُوَ تَجَلِّیْ الرَّبِّ عَلٰی ھٰذِہِ
الصُّوْرَۃِ فِیْ مِرْاٰۃِ الرُّوْحِ لِاَنَّ الصُّوْرَۃَ مِرْاٰۃُ الرُّوْحِ
وَوَاسِطَۃٌ بَیْنَ الْمُتَجَلِّیْ وَالْمُتَجَلّٰی لَہٗ وَاِلَّا فَالْحَقُّ مُنَزَّہٌ عَنِ
الصُّوْرَۃِ وَالْمَادَّۃِ وَخَوَاصِّ الْاَجْسَامِ فَالصُّوْرَۃُ مِرْاٰۃٌ

قدیم - ازلی - ابدی اور اس کی ذات غیر فانی ہے - اسی طرح اس کی صفات بھی ہیں
کیونکہ اسکے انوار اور تجلّیات اور صفات اسکی ذات کے ساتھ قائم ہیں - جب تک آئینہ
دل سے حجاب دور نہ ہو جائے اسکی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی - (حجاب رفع ہونے کے
بعد) دِل انوار الٰہی سے منوّر ہو جاتا ہے - تو رُوح اسی طاق (یعنی دل) سے اللہ
تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ کرتا ہے - نیز یہ راز کھل جاتا ہے کہ جہان کو پیدا کرنے سے اِس
خزانہ مخفی کا ظاہر کرنا مقصود ہے (جیسا کہ حدیث قدسی میں اسکا ذکر آچکا ہے) میں ایک
مخفی خزانہ (انوار) تھا - میں نے ارادہ کیا کہ میں جانا پہچانا جاؤں - تو میں نے خلقت
کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھے پہچانیں یعنی دُنیا میں میری صفات کی معرفت حاصل کریں - اور
مشاہدہ ذات حق تو انشاءاللہ تعالیٰ بلا واسطۂ آئینہ دل بنظر سرّ (جس کو طفل
المعانی کہتے ہیں) آخرت میں نصیب ہوگا - (نوٹ :- یہ آنکھ باطن کے اندرونی حصہ
میں ہے جہاں مقامِ سرّ ہے) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "کچھ چہرے اِس دن
تر و تازہ ہوں گے اپنے پروردگار کو دیکھنے والے" شاید اس سے مراد حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ قول مبارک ہو "میں نے اپنے رب کو
ایک نوجوان بے ریش کی صورت میں دیکھا" اس سے مراد طفل المعانی (انسان
حقیقی) ہے - یعنی اللہ تعالےٰ کی تجلی اس صورت پر رُوحانی آئینہ میں
مشاہدہ کی - کیونکہ وہ صورت ایک رُوحانی آئینہ ہے - اور تجلّی اور
متجلّی (اس کے لئے تجلّی فرمانے والی ذاتِ باری) کے مابین ایک واسطہ
ہے - ورنہ اللہ تعالےٰ صورت - کھانے پینے اور وجودی
خاصیات واثرات سے پاک ہے - پس صورت ایک آئینہ ہے -

وَالْمَرْئِیُ غَیْرُ الْمِرْأٰتِ وَغَیْرُ الرَّائِیْ فَافْهَمْ فَاِنَّهٗ
لُبَابُ السِّرِّ وَهٰذَا فِیْ عَالَمِ الصِّفَاتِ لِاَنَّهٗ فِیْ عَالَمِ
الذَّاتِ یَحْتَرِقُ الْوَسَائِطُ وَیَمْحُوْا وَلَا یَسْمَعُوْا فِیْ ذٰلِكَ
الْعَالَمِ غَیْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی كَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَرَفْتُ رَبِّیْ
بِرَبِّیْ اَیْ بِنُوْرِ رَبِّیْ وَحَقِیْقَةُ الْاِنْسَانِ مَحْرَمٌ فِیْ ذٰلِكَ
النُّوْرِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ
اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ وَكَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ وَكَمَا قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰی خَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِنْ نُوْرِ وَجْهِیْ وَالْمُرَادُ مِنَ
الْوَجْهِ الذَّاتُ الْمُقَدَّسَةُ الْمُتَجَلِّیَةُ فِیْ صِفَةِ الرَّحِیْمِیَّةِ
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ
وَقَالَ تَعَالٰی لِنُوْرِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَكَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ جَآءَكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی
الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ؛

اور آئینہ اور دیکھنے والا غیر ذات باری ہے (مرئی = جو نظر آرہا ہے)۔ بس اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو وہ (یعنی مرئی جس کو دیکھ رہا ہے) بلا شبہ اس سِرّ کا مغز یا خلاصہ ہے۔ اور بیداراِئی = دیکھنے والا) عالم صفات میں ہے۔ چونکہ وہ عالم ذات میں ہے جہاں اسباب و وسائل جل کر مٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس عالم میں غیر اللہ کا نام و نشان نہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: "میں نے اپنے رب کو اپنے رب کے واسطے سے پہچانا۔ یعنی اپنے پروردگار کے نور کے واسطے سے۔ اور انسانِ حقیقی اس نور پاک کا محرم ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "انسان میرا راز اور میں اس کا راز ہوں۔ اور جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے "میں اللہ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں"۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "میں نے (حبیب پاک حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو اپنے چہرے کے نور سے پیدا کیا۔ اور چہرے سے مراد ذات مقدسہ باری تعالیٰ ہے جو ارحم الراحمین کی صفت میں جلوہ گر ہے (گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ذاتی نور سے پیدا کیا۔ اور اپنی خاص صفت رحمت عطا فرمائی ہے) چنانچہ ارشادِ حق تعالیٰ ہے "بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نور کی شان میں فرمایا "حبیب پاک ہم نے آپکو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔ نیز فرمایا "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آئے (نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات انور ہے اور کتاب مبین سے قرآن مجید) حدیث قدسی میں فرمایا "اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔"

الفصل العاشر

فی بیانِ حُجُبِ الظُّلمانیۃِ والنُّورانیۃِ

وَهُوَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا وَالْمُرَادُ مِنَ الْعُمْيِ عُمْيُ الْقَلْبِ ؛ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ وَسَبَبُ عُمْيِ الْقَلْبِ حِجَابُ الْغَفْلَةِ وَالنِّسْيَانِ بَعْدَ الْعَهْدِ مِنْ رَبِّهٖ وَسَبَبُ الْغَفْلَةِ الْجَهْلُ مِنْ حَقِيْقَةِ الْاَمْرِ الْاِلٰهِيْ وَسَبَبُ الْجَهْلِ اِسْتِيْلَاءُ صِفَاتِ الظُّلْمَانِيَّةِ عَلَيْهِ كَالْكِبْرِ وَالْحِقْدِ وَالْحَسَدِ وَالْبُخْلِ وَالْعُجْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْكِذْبِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِنَ الذَّمَائِمِ وَسَبَبُ تَنَزُّلِهٖ اِلٰى اَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ هٰذِهِ الصِّفَاتُ وَاِزَالَةُ هٰذِهِ الصِّفَاتِ الذَّمَائِمِ تَصْقِيْلُ مِرْاٰةِ الْقَلْبِ بِمِصْقَلِ التَّوْحِيْدِ وَبِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْمُجَاهَدَةِ الْقَوِيَّةِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا حَتّٰى يَحْصُلَ حَيَاةُ الْقَلْبِ بِنُوْرِ التَّوْحِيْدِ

دسویں فصل :- پرو تھے تاریکی اور نورانی کے بیان میں

اس کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

جو اس دنیا میں اندھا ہے یعنی جس نے ایمان کی راہ یہاں نہیں پائی پھر وہ آخرت میں اندھا ہوگا۔ اور زیادہ گمراہ ہوگا" اور اندھا سے مراد دل کا اندھا ہونا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دِل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں" اور دل کے اندھے ہونے کی وجہ حجاب غفلت ہے۔ نیز اپنے پروردگار کے ساتھ عہد کرنے کے بعد اس عہد کی بھول ہے۔ غفلت کا باعث جہالت یعنی حقیقت امرِ الٰہی سے بے خبری ہے اور جہالت کا سبب اِنسان پر ظلمانی صفات کا غلبہ ہے (یعنی ایسی صفات یا برائیاں جن سے انسان کا دِل سیاہ ہوجاتا ہے) مثلاً غرور۔ کینہ۔ حسد۔ بخل۔ تکبر۔ غیبت۔ چغلخوری۔ جھوٹ وغیرہ۔ اور انسان کا بلندی سے نچلی حالت کی طرف تنزل کا باعث بھی یہی صفات ہیں۔ ان بُری عادات وصفات سے رہائی پانے کا طریقہ یہی ہے کہ بذریعہ مِصقل توحید (مِصقل = صیقل کرنے کا آلہ) علم وعمل، سخت مجاہدہ وریاضت ظاہراً اور باطناً آئینۂ دل کو صیقل کیا جائے۔ یعنی دِل کا زنگار دُور کیا جائے حتیٰ کہ دِل نورِ توحید اور صفات (الٰہیہ) سے زندہ ہو جائے پھر ہر وقت وطن اصلی کی یاد میں رہے۔ اور اس کی طرف رجوع کرے۔ وطن حقیقی کی محبت

وَالصِّفَاتِ فَيَذْكُرُ وَطْنَهُ الْاَصْلِيَّ وَيَرْجِعُ وَيَشْتَاقُ
اِلٰى وَطْنِهِ الْحَقِيْقِيِّ فَيَصِلُ بِعِنَايَةِ الرَّحْمٰنِ جَلَّ جَلَالُهُ
وَبَعْدَ ارْتِفَاعِ هٰذِهِ الْحُجُبِ الظُّلْمَانِيَّةِ فَتَبْقَى
النُّوْرَانِيَّةُ وَيَصِيْرُ بَصِيْرًا بِبَصَرِ الرُّوْحِ وَمُتَنَوِّرًا
بِنُوْرِ اَسْمَاءِ الصِّفَاتِ حَتّٰى تُرْفَعَ حُجُبُ النُّوْرَانِيَّةِ
تَدْرِيْجًا فَيَتَنَوَّرُ بِنُوْرِ الذَّاتِ ؛

وَاعْلَمْ اَنَّ لِلْقَلْبِ عَيْنَانِ عَيْنُ الصُّغْرٰى وَ عَيْنُ
الْكُبْرٰى فَالصُّغْرٰى تُشَاهِدُ تَجَلِّيَاتِ الصِّفَاتِ بِنُوْرِ
اَسْمَاءِ الصِّفَاتِ اِلٰى اِنْتِهَاءِ عَالَمِ الدَّرَجَاتِ وَالْكُبْرٰى
تُشَاهِدُ اَنْوَارَ تَجَلِّيَاتِ الذَّاتِ بِنُوْرِ التَّوْحِيْدِ الْاَحَدِيَّةِ
فِيْ عَالَمِ اللَّاهُوْتِ وَعَالَمِ الْقُرْبَةِ وَحُصُوْلُ هٰذِهِ
الْمَرَاتِبِ لِلْاِنْسَانِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ مِنَ الْبَشَرِيَّةِ
النَّفْسَانِيَّةِ وَوُصُوْلُ الْعَبْدِ اِلٰى ذٰلِكَ الْعَالَمِ بِقَدْرِ
اِنْقِطَاعِ النَّفْسَانِيَّةِ وَلَيْسَ الْوُصُوْلُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
كَوُصُوْلِ الْجِسْمِ اِلَى الْجِسْمِ وَلَا الْعِلْمِ بِالْمَعْلُوْمِ وَلَا الْعَقْلِ

اور شوق دل میں پیدا کرے تو اللہ جلّ شانہٗ کی عنایت سے منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ حجابِ ظلمانی اُٹھنے کے بعد نورانیت باقی رہ جاتی ہے۔ اور بندہ روحانی بینائی حاصل ہونے سے صاحب بصیرت اور (اللہ تعالیٰ کے) اسماءِ صفاتی کے نُور سے روشن دل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ پردہائے نورانی تدریج اُٹھ جاتے ہیں۔ تو نور ذاتِ الٰہی سے منّور ہو جاتا ہے۔

اور جان لے کہ دل کی دو آنکھیں ہیں۔ عین صغرےٰ (چھوٹی آنکھ) اور عین کبرےٰ (بڑی آنکھ) عین صغریٰ بالواسطہ نُورِ اسماءِ صفاتی عالم درجات کے انتہائی مقام تک باری تعالیٰ کی صفاتِ تجلیّات کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اور عین کبرےٰ شانِ یکتائی کے نُورِ توحید کے واسطہ سے عالم لاہوت اور عالم قربِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلّیات کے انوار کا نظارہ کرتی ہے۔ انسان کو یہ مراتب موت اور وجود نفسانی کے فنا ہونے سے پہلے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور بندے کو اس عالم میں رسائی بقدرِ انقطاعِ نفسانیت ہے۔ (یعنی انسان کی نفسانیت جسقدر منقطع ہو جائے گی۔ اسی کے مطابق اس کو عالم لاہوت میں قرب الٰہی حاصل ہو جائے گا) اور وصول اِلی اللہ (اللہ تک رسائی) اس طرح نہیں جس طرح جسم اور مجسّم (جسم دار) علم اور معلوم (جو جانا گیا)، عقل اور

بِالْمَعْقُوْلِ وَلَا الْوَهْمِ بِالْمَوْهُوْمِ بَلْ مَعْنَاهُ يَصِلُ بِقَدْرِ الْاِنْقِطَاعِ مِنْ غَيْرِهٖ بِلَا قُرْبٍ وَّلَا بُعْدٍ وَّلَا جِهَةٍ وَّلَا مُقَابَلَةٍ وَّلَا اِتِّصَالٍ وَلَا اِنْفِصَالٍ فَسُبْحَانَ مَنْ اِلٰهُ فِيْ خِفَاءِ ظُهُوْرِهٖ وَفِيْ تَجْلِيَةِ اسْتِتَارِهٖ وَفِيْ مَعْرِفَتِهٖ نَكِرَتُهٗ فَمَنْ حَصَلَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى فِي الدُّنْيَا وَحَاسَبَ نَفْسَهٗ قَبْلَ اَنْ يُحَاسَبَ فَهُوَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ وَاِلَّا فَمُسْتَقْبِلُهٗ عَقَبَاتُ كَيْدٍ اَیْ صَعْبَةٌ كَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْحِسَابِ فِي الْمَحْشَرِ وَالْمِيْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَهْوَالِ الْاٰخِرَةِ ✧

الفصل الحادی عشر فِيْ بَيَانِ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ

اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ لَا يَخْلُوْا مِنْ هٰذَيْنِ الْقِسْمَيْنِ وَكَذَا هُمَا يَعْنِي الْقِسْمَيْنِ يُوْجَدَانِ فِيْ اِنْسَانٍ وَّاحِدٍ فَاِذَا غَلَبَتْ حَسَنَاتُهٗ وَاِخْلَاصُهٗ اَیْ اَنْ تَبَدَّلَ النَّفْسَانِيَّةُ اِلَى الرُّوْحَانِيَّةِ تَبَدَّلَتْ جِهَةُ شَقَاوَتِهٖ اِلَى السَّعَادَةِ فَاِذَا

معقول (جو عقل میں لایا گیا) وہم اور موہوم میں باطل ہے۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ جس حد تک ترک ماسوی اللہ کرنے سے درجہ فنا حاصل کر لیتا ہے اسی کے مطابق اس کو ایسا مقام وصال نصیب ہو جاتا ہے جو قرب و بُعد۔ جہات و اطراف۔ مقابلہ (آمنے سامنے ہونا) اتصال (وصل) اور انفصال (جدائی) سے مبرا و منزا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی پنہانی میں اس کا ظہور ہے جو اپنی تجلّی میں مستتر ہے اور جس کی آشنائی میں ناآشنائی ہے۔ جس شخص نے دنیا میں اس حقیقت کو پا لیا اور اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔ قبل اس کے کہ عالم عقبےٰ میں اس سے باز پرس کی جائے تو وہی رہائی پانے والوں میں سے ہے۔ نہیں تو زمانہ مستقبل میں (یعنی آخرت میں) نفس کے مکروفریب کا انجام کار انتہائی دشواریاں اور مشکلات ہیں۔ مثلاً عذاب قبر، حساب محشر، میزان (ترازوئے عدل جس میں قیامت کے دن اعمال جانچے جائیں گے) خوف پلصراط اور اُن کے علاوہ دیگر ہولناک مناظر کا سامنا۔

گیارھویں فصل ۔ سعادت اور شقاوت کے بیان میں (یعنی نیک بختی اور بدبختی کے بارے میں)

جان لو کہ لوگ اِن ہر دو قسم کی صفات سے خالی نہیں ہیں (یعنی وہ اہلِ سعادت ہیں یا شقی) اور ایسے ہی یہ دونوں علامات کبھی ایک ہی شخص میں پائی جاتی ہیں۔ جب اس آدمی کا اخلاص اور نیکیاں بڑھ جاتی ہیں یعنی نفسانیت روحانیت سے بدل جاتی ہے تو سعادت اس کی شقاوت کی جگہ لے لیتی ہے۔ جب

اَتَّبَعَ هَوَاهُ اِنْعَكَسَ الْاَمْرُ وَاِذَا اسْتَوَى الْجِهَتَيْنِ فَالرَّجَاءُ
اِلَى الْخَيْرِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ
عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَزِيَادَةٌ مِنْهُ وَوُضِعَ الْمِيْزَانُ لِاَجْلِهٖ
لِاَنَّ مَنْ تَبَدَّلَ نَفْسَانِيَّتُهٗ اِلٰى رُوْحَانِيَّتِهٖ بِالْكُلِّيَّةِ
فَلَا حَاجَةَ لَهٗ اِلَى الْمِيْزَانِ لِاَنَّهٗ يَجِيْئُ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّ
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَكَذَا عَكْسُهٗ وَيَدْخُلُ
النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَاَمَّا مَنْ تَرَجَّحَ حَسَنَاتُهٗ يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَمَّا مَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَمَنْ تَرَجَّحَ
سَيِّئَاتُهٗ يُعَذَّبُ بِقَدْرِ جِنَايَتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
اِنْ كَانَ لَهٗ اِيْمَانٌ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَمُرَادُنَا مِنَ
السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ مَعْنَى الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ يُبَدَّلُ
اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَلشَّقِيُّ قَدْ يَسْعَدُ وَالسَّعِيْدُ قَدْ يَشْقٰى فَاِذَا غَلَبَتِ
الْحَسَنَاتُ يَكُوْنُ سَعِيْدًا وَاِذَا غَلَبَتِ السَّيِّئَاتُ يَكُوْنُ

حرص وہوا کے تابع ہو جاتا ہے تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ جب ہر دو جہات کے لحاظ سے یعنی از روئے شقاوت و سعادت برابر ہوتا ہے۔ پھر بھی نیکی کا پلہ بھاری ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے "جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں"۔ اور اس سے بھی زیادہ اور اس کی خاطر ترازو رکھی جاتی ہے کیونکہ جس کی نفسانیّت قطعی طور پر روحانیّت سے بدل جاتی ہے اس کے لئے ترازو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ حساب کے بغیر آئے گا اور بغیر حساب کتاب جنّت میں داخل ہوگا۔ اور اسی طرح وہ شخص جس کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا بغیر حساب دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور جس کی نیکیاں زیادہ ہونگی وہ بغیر حساب جنّت میں داخل ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جسکی تولیں بھاری ہوئیں یعنی نیکیاں زیادہ ہوئیں وہ پسندیدہ زندگی میں ہیں"۔ اور جس کی برائیاں زیادہ ہوئیں تو اسے اسکے گناہوں کے مطابق سزا دی جائیگی۔ پھر وہ دوزخ سے نکالا جائیگا اگر وہ ایماندار ہوگا اور جنّت میں داخل ہوگا۔ سعادت اور شقاوت سے مراد نیکیاں اور برائیاں ہیں جب ان میں سے ایک دوسری سے تبدیل ہو جائے (یعنی جب نیکیوں کا غلبہ ہو تو انسان سعید ہے۔ اور اگر برائیوں کا پلّہ بھاری ہو تو شقی ہے) جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد عالی ہے "شقی کبھی سعید ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح سعید بھی شقی ہو سکتا ہے"۔ جب نیکیاں غالب آجائیں تو سعید ہو جاتا ہے اور جب برائیوں کا غلبہ ہو جائے تو شقی۔ پس جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے اس کی شقاوت سعادت سے بدل دی جاتی ہے۔ اور جو

شَقِيًّا فَمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا يُبَدِّلُ شَقَاوَتُهُ
إِلَى السَّعَادَةِ وَاَمَّا الْمُقَدَّرُ فِي الْاَزَلِ مِنَ السَّعَادَةِ
وَالشَّقَاوَةِ لِكُلِّ اَحَدٍ جَامِعٍ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ
الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلسَّعِيْدُ سَعِيْدٌ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالشَّقِيُّ
شَقِيٌّ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَبْحَثَ فِيْ هٰذَا
الْمَبْحَثِ لِاَنَّ الْمَبْحَثَ فِيْ سِرِّ الْقَدَرِ يُوْرِثُ الزَّنْدَقَةَ وَلَا
يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَحْتَجَّ مِنْ سِرِّ الْقَدَرِ بِاَنْ يَتْرُكَ
الْاَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَيَقُوْلَ اِنْ كَانَ اَنَا
مَكْتُوْبٌ فِي الْاَزَلِ شَقِيًّا فَلَا يَنْفَعُنِي الْعَمَلُ
الصَّالِحُ وَاِنْ كُنْتُ سَعِيْدًا فَمَا يَضُرُّنِي
الْعَمَلُ الْفَاسِدُ - اَنَّ اِبْلِيْسَ
لَمَّا اَحَالَ اَمْرَهٗ اِلٰى سِرِّ الْقَدَرِ كَفَرَ وَطُرِدَ وَ
اٰدَمُ عَلَيْهِ وَعَلٰى نَبِيِّنَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ
لَمَّا اَضَافَ عِصْيَانَهٗ اِلٰى نَفْسِهٖ اَفْلَحَ وَرَحِمَ فَالْوَاجِبُ
عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ لَا يَتَفَكَّرَ فِيْ سِرِّ الْقَدَرِ لِاَنْ

سعادت و شقاوت روزِ ازل سے ہر ایک کے مقدر میں لکھی ہوئی ہے وہ ضرور اس کے شامل حال ہو گی۔ جیسا کہ حضور علیہ افضل الصّلوٰۃُ وَالسّلام کا اِرشاد پاک ہے "سعید ماں کے پیٹ میں ہی سعید ہے اور شقی ماں کے پیٹ میں ہی شقی ہے"۔ اس بحث میں اُلجھنا کسی کے لئے مناسب نہیں۔ کیونکہ تقدیر کے اسرار میں بحث کرنے کا نتیجہ بے دینی ہے۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ نوشتہ تقدیر کا بہانہ یا عذر پیش کر کے نیک اعمال ترک کر دے۔ اور یوں کہنا شروع کر دے "اگر میں ازل سے شقی (بدبخت) ہوں تو مجھے نیک عمل فائدہ نہیں دے گا۔ اور اگر میں سعید (نیک بخت) ہوں تو بُرا عمل مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ شیطان نے جب اپنے فعل کو تقدیر الٰہی کی طرف منسوب کیا۔ (یعنی جب یہ خیال کیا کہ قدرت نے میرے مقدر میں یونہی لکھا تھا) تو کافر و مرتد ہو گیا۔ اور حضرت آدم (علیہ وعلیٰ نبینا افضل الصّلوٰۃ والمکمل السّلام) نے جب اپنے قصور کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا تو فلاح پا گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان پر رحم فرمایا۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ تقدیر کے راز میں غور و فکر نہ کرے۔ ایسا نہ ہو

لَا يَتَشَوَّشُ عَلَيْهِ الْاَمْرُ وَيَخَافُ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَقَعَ فِي
الزَّنْدَقَةِ وَلٰكِنْ يَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِ الْمُؤْمِنِ اَنْ
يَّعْتَقِدَ اَنَّ الْبَارِئَ عَزَّ اِسْمُهٗ حَكِيْمٌ وَجَمِيْعُ هٰذِهِ
الْاَحْوَالُ الَّتِيْ يَرَاهَا الْاِنْسَانُ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا كَالْكُفْرِ
وَالنِّفَاقِ وَالْفِسْقِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ حُكْمٌ يُرِيْدُ الْبَارِئُ
جَلَّ جَلَالُهٗ اِظْهَارَ قُدْرَتِهٖ وَحِكْمَتِهٖ بِهَا وَلَهَا سِرٌّ عَظِيْمٌ
لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْبَشَرِ سِوَى الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حُكِيَ اَنَّ بَعْضَ الْعَارِفِيْنَ نَاجَا رَبَّهٗ وَ
قَالَ اِلٰهِيْ اَنْتَ قَدَّرْتَ وَاَنْتَ اَرَدْتَّ وَاَنْتَ خَلَقْتَ
الْمَعْصِيَةَ فِيْ نَفْسِيْ فَهَتَفَ بِهٖ هَاتِفٌ يَا عَبْدِيْ هٰذَا
شَرْطُ التَّوْحِيْدِ فَمَا شَرْطُ الْعُبُوْدِيَّةِ فَعَادَ الْعَارِفُ وَ
قَالَ اَنَا اَخْطَأْتُ وَاَنَا اَذْنَبْتُ وَاَنَا ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَنَادَ
الْهَاتِفُ وَقَالَ اَنَا غَفَرْتُ وَاَنَا عَفَوْتُ وَاَنَا رَحِمْتُ
فَاللَّازِمُ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ يَّرٰى عَمَلَ الْخَيْرِ مِنْ
تَوْفِيْقِ الْبَارِئِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَمَلَ الشَّرِّ مِنْ نَفْسِهٖ حَتّٰى

کہ پراگندہ حال ہو جائے۔ اس بات سے ڈرتا رہے کہ کہیں زندقہ اور بے دینی کے گڑھے میں نہ گر جائے (زندیق اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہ ہو۔ ظاہر میں مومن اور باطن میں کافر ہو) ایماندار مسلمان کے لئے یہ عقیدہ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ دانا اور حکمت والا ہے۔ اور یہ جملہ احوال اور کیفیتیں مثلاً کفر۔ نفاق اور فسق و فجور وغیرہ جو انسان اس دارِ فانی میں دیکھتا ہے حکم کے ماتحت ہیں۔ اور اللہ جل جلالہٗ کی منشا ان سے اپنی قدرت اور حکمت کا ظاہر کرنا ہے۔ اور ان میں ایک رازِ عظیم پوشیدہ ہے جس پر جناب حبیب کبریا سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات بابرکات کے سوای کوئی فردِ بشر مطلع نہیں۔ حکایت بیان کی گئی ہے کہ کسی عارف نے راز و نیاز کی گفتگو کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: "الٰہی! تو نے اندازہ کیا، تو نے ہی ارادہ کیا اور تو نے ہی میرے نفس میں معصیت کو پیدا کیا" ہاتف غیبی نے ندا دی "اے میرے بندے یہ شرط توحید ہے۔ عبودیّت کے لئے یہ شرط نہیں ہے (یعنی بندے کو اس قسم کی باتیں کرنا زیبا نہیں) عارف نے دوبارہ عرض کی "الٰہی میں نے خطا کی میں نے گناہ کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا۔ غیب سے پھر آواز آئی "فرمایا۔ میں نے بخش دیا، معاف فرما دیا اور میں نے رحم کیا" ہر ایماندار پر لازم ہے کہ نیکی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے اور برائی کو اپنی شامتِ نفس کے سبب سے سمجھے۔ حتیٰ کہ اس کا شمار ان بندگان میں ہو جائے جن کے متعلق ارشادِ باری ہے "اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کا کام کریں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کی یاد کرکے

يَكُوْنَ مِنْ عِبَادِ اللهِ الَّذِيْنَ ذَكَرَهُمُ اللهُ تَعَالٰى
بِقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللهُ فَاِذَا اَضَافَ الْعَبْدُ خَلْقَ الْمَعْصِيَةِ
اِلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَحَ وَاَنْجَحَ لَهٗ مِنْ اَنْ يُّضِيْفَهَا اِلَى الْبَارِيْ
عَزَّ اِسْمُهٗ وَلَوْ اَنَّهٗ هُوَ الْخَالِقُ الْحَقِيْقِيُّ وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلشَّقِيُّ وَالسَّعِيْدُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ فَالْمُرَادُ
مِنَ الْاُمِّ مَجْمَعُ الْعَنَاصِرِ الْاَرْبَعَةِ الَّتِيْ يَتَوَلَّدُ
مِنْهَا الْقُوَى الْبَشَرِيَّةُ فَالتُّرَابُ وَالْمَاءُ مَظْهَرُ السَّعَادَةِ
لِاَنَّهُمَا مُحْيِيَانِ وَمُنْبِتَانِ الْاِيْمَانَ وَالْعِلْمَ وَالتَّوَاضُعَ
فِي الْقَلْبِ وَاَمَّا جُزْءُ النَّارِ وَالرِّيْحِ فَبِالْعَكْسِ لِاَنَّهُمَا
مُحْرِقَانِ وَمُمِيْتَانِ فَسُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ هٰذِهِ الْاَضْدَادِ
فِيْ جِسْمٍ وَّاحِدٍ كَمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالنَّارِ وَكَمَا يَجْمَعُ بَيْنَ
النُّوْرِ وَالظُّلْمَةِ فِي السَّحَابِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى هُوَ
الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ

اپنے گناہوں کی معافی چاہیں - اللہ تعالےٰ کے سوا کون گناہ بخشتا ہے "۔ بندے کی بہتری اور بہبودی اسی میں ہے کہ (بر سبیل ادب) گناہوں کا پیدا کیا جانا اپنے نفس کی طرف منسوب کرے - اللہ تعالےٰ کی طرف نسبت نہ کرے - اگرچہ حقیقی خالق الافعال اسی کی ذاتِ پاک ہے - اور وہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے "اَلشَّقِیُّ وَالسَّعِیْدُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ (شقی اور سعید اپنی ماں کے پیٹ میں ہی شقی اور سعید ہے۔) تو اس میں لفظ اُمّ (یعنی ماں) سے مراد اربع عناصر (یعنی مٹی پانی۔ آگ۔ ہوا) ہے جس سے قوائے بشری پیدا ہوتے ہیں۔ مٹی اور پانی مظہر سعادت ہیں کیونکہ یہ دونوں اجزا دل میں ایمان و علم اور تواضع کو زندہ کرنے والے اور ان کی نشو ونما کا باعث ہیں۔ ان کے برعکس آگ اور ہوا ہر دو اجزا جلا دینے والے اور ہلاکت کا موجب ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ایک دوسرے کے مخالف اجزا کو ایک ہی جسم میں اکٹھا کر دیا ہے۔ جس طرح بادلوں میں پانی اور آگ۔ روشنی اور تاریکی کو جمع فرما دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے "وہ ہے خدائے تعالےٰ جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی کہ اس میں ڈر اور امید ہے۔ (ڈر اس لئے کہ گر کر نقصان نہ پہنچائے اور اُمید اس لئے کہ وہ مینہ کی نشانی ہے۔ اور بارش سے نفع اٹھانے کی امید ہوا کرتی ہے) اور بھاری بدلیاں (یعنی مینہ کی بھری ہوئی) اٹھاتا ہے

الَّذِي قَالَ وَسُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعَاذٍ الرَّازِيُّ بِمَا عَرَفْتَ اللّٰهَ
فَقَالَ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ وَلِذَالِكَ كَانَ الْاِنْسَانُ مِرْاٰةَ
الْحَقِّ جَلَّ وَعَلَا جَمَالًا وَجَلَالًا وَمَجْمُوْعَةَ الْكَوْنِ وَ
يُسَمّٰى كَوْنًا جَامِعًا وَّعَالِمًا كُبْرٰى لِاَنَّ اللّٰهَ خَلَقَهٗ بِيَدَيْهِ
اَىْ بِصِفَتَيِ الْقَهْرِ وَاللُّطْفِ فَاِنَّهٗ لَابُدَّ لِلْمِرْاٰةِ مِنْ
جِهَتَيْنِ يَعْنِي الْكَثَافَةَ وَاللَّطَافَةَ فَيَكُوْنُ مَظْهَرَ
الْاِسْمِ الْجَامِعِ بِخِلَافِ سَائِرِ الْاَشْيَاءِ فَاِنَّمَا خُلِقَتْ
بِيَدٍ وَّاحِدَةٍ اِمَّا بِصِفَةِ اللُّطْفِ فَقَطْ كَالْمَلَائِكَةِ هُمْ
مَظْهَرُ اِسْمِ السُّبُّوْحِ الْقُدُّوْسِ فَقَطْ وَاِمَّا صِفَةِ الْقَهْرِ
كَاِبْلِيْسَ وَذُرِّيَّتِهٖ هُمْ مَظْهَرُ اِسْمِ الْجَبَّارِ وَلِذَالِكَ
تَجَبَّرُوْا وَتَكَبَّرُوْا عَنِ السُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا
كَانَ الْاِنْسَانُ جَامِعًا لِخَوَاصِ جَمِيْعِ الْكَائِنَاتِ عُلُوًّا وَّ
سِفْلًا لَمْ يَخْلُوا الْاَنْبِيَاءُ وَالْاَوْلِيَاءُ مِنَ الزَّلَّةِ فَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ
مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْكَبَائِرِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ دُوْنَ
الصَّغَائِرِ وَالْاَوْلِيَاءُ لَيْسُوْا مَعْصُوْمِيْنَ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّ

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا: "آپ نے اللہ تعالیٰ
کو کس چیز سے پہچانا۔" فرمایا: "اجتماعِ اضداد سے۔" (یعنی قدرت کاملہ کا یہ
وصف دیکھ کر کہ مخالف اشیاء اور اجزاء مثلاً آگ و پانی وغیرہ کو باہم
جمع کر دیا ہے) اس لئے انسان کو اللہ تعالےٰ کے جمال وجلال کا آئینہ
اور مجموعہ کون (یعنی خلاصہ عالم موجودات) کہا گیا ہے اور اس کو
کونِ جامع (یعنی خلاصہ کائنات) اور عالم کبریٰ (یعنی سب سے بڑا
جہان) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے
اس کو اپنے دونوں ہاتھوں یعنی صفاتِ جلالی اور جمالی سے پیدا کیا
ہے۔ آئینہ میں کثافت اور لطافت دونوں صفات کا ہونا لازمی
ہے۔ اس لئے یہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر اتم ہے۔ بخلاف
باقی اشیاء کے جن کو اللہ تعالےٰ نے ایک ہاتھ یعنی صرف ایک
صفت لطف (یعنی صفت جمالی) سے پیدا فرمایا ہے۔ مثلاً فرشتے جو
صرف اسم سبوح قدوس کے مظہر ہیں (یعنی ہر وقت باری تعالیٰ کی تسبیح اور
تقدیس میں مشغول ہیں) اور صفت قہر سے ابلیس اور اس کی اولاد کو پیدا کیا
وہ مظہر اسم جبار ہیں۔ اسی لئے انہوں نے سرکشی کی اور حضرت آدم علیہ
السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ چونکہ انسان تمام کائنات کی عُلوی اور سفلی
صفات کا جامع ہے (یعنی اسمیں تنزل اور ترقی کرنیکی دونو صفات موجود ہیں)
اسلئے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی لغزش سے خالی نہیں رہے۔ لیکن انبیاء
علیہم السلام منصب نبوت اور رسالت پر فائز ہونے کے بعد معمولی لغزشوں کو
نظر انداز کر کے باقی تمام کبیرہ گناہوں سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں مگر اولیاء معصوم

الْأَوْلِيَاءُ مَحْفُوظُونَ بَعْدَ كَمَالِ الْوِلَايَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ؛

قَالَ الشَّيْخُ شَقِيقُ الْبَلْخِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَلَامَةُ السَّعَادَةِ خَمْسَةٌ :- لِينُ الْقَلْبِ وَكَثْرَةُ الْبُكَاءِ وَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا وَقِصَرُ الْأَمَلِ وَكَثْرَةُ الْحَيَاءِ؛

وَعَلَامَةُ الشَّقَاوَةِ خَمْسَةٌ : قَسْوَةُ الْقَلْبِ وَجُمُودُ الْعَيْنِ وَالرَّغْبَةُ فِي الدُّنْيَا وَطُولُ الْأَمَلِ وَقِلَّةُ الْحَيَاءِ۔

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَامَةُ السَّعِيدِ أَرْبَعَةٌ إِذَا ائْتُمِنَ عَدَلَ وَإِذَا عَاهَدَ وَفَىٰ وَإِذَا تَكَلَّمَ صَدَقَ وَإِذَا خَاصَمَ لَمْ يَشْتِمْ۔

وَعَلَامَةُ الشَّقِيِّ أَرْبَعَةٌ إِذَا ائْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا عَاهَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا تَكَلَّمَ كَذَبَ وَإِذَا خَاصَمَ شَتَمَ وَلَا يَعْفُوا عَنْ زَلَّةِ إِخْوَانِهِ لِأَنَّ الْعَفْوَ هُوَ أَجَلُّ خَصَائِلِ الدِّينِ وَقَدْ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَفْوِ بِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَلَيْسَ الْأَمْرُ ...

نہیں ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ کمالِ ولایت کو پہنچ کر (یعنی ولایت کا انتہائی مقام
حاصل کرنے کے بعد) اولیاء بھی کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ شیخ
شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سعادت (یعنی نیک بختی) کی پانچ
علامات ہیں (۱) دل کا نرم ہونا (۲) کثرت سے گریہ زاری کرنا (۳) دنیا
کی لذتوں سے کنارہ کرنا (۴) امیدوں کا کوتاہ ہونا اور (۵) بکثرت حیا
کرنا اور شقاوت (یعنی بدبختی) کی بھی پانچ علامات ہیں (۱) قساوت قلبی
یعنی دل کا سخت ہونا (۲) جمود العین یعنی آنکھ سے آنسوؤں کا جاری
نہ ہونا (۳) دنیا کی رغبت (۴) دراز امیدیں اور (۵) قلتِ حیا۔ حضور پرنور
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ سعید ہونے کی چار علامات ہیں (۱) جب
اسکو امین بنایا جاتا ہے تو عدل کرتا ہے (۲) جب عہد کرتا ہے تو اس کو پورا
کرتا ہے۔ (۳) کلام کرتا ہے تو سچ بولتا ہے (۴) کسی سے باہمی جھگڑا ہو جائے
تو گالی گلوچ سے احتراز کرتا ہے۔ اور شقی کی بھی چار علامات ہیں (۱) جب امین
بنایا جائے تو خیانت کرتا ہے (۲) وعدہ خلافی کرتا ہے (۳) جب کلام کرتا ہے تو جھوٹ
بولتا ہے (۴) کسی کیساتھ جھگڑا کرتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ اور اپنے بھائیوں کی
لغزش سے درگذر نہیں کرتا۔ علاوہ عفو (یعنی کسی کی خطا سے درگذر کرنا۔ اسکا گناہ معاف
کر دینا) دین اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے آقا و مولا
نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کو عفو کا حکم دیا۔ "اے محبوب پاک!
معاف کرنا اختیار کیجئے اور بھلائی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض فرمائیے
یعنی اُن سے روگردانی کیجئے اور اُن سے جھگڑا نہ کیجئے"۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ

بقولِهٖ تعالیٰ خُذِ العفوَ لِلنّبیِّ صلَّى اللّٰهُ عليهِ وسلَّمَ فقط
بَلْ اِنّما هٰذَا الأمرُ عامٌّ لِلْأُمّةِ المُحمّدِيَّةِ لِأنَّ الأمرَ اِذَا
يَصْدُرُ مِنَ السُّلطانِ اِلىٰ عامِلٍ مِّنْ عُمّالِهٖ اَنْ
اِفْعَلْ كَذَا فَهٰذَا الأمرُ يَخْتَصُّ بِهٖ مِنْ جَمِيعِ اَهْلِ
المِصْرِ الَّذِيْنَ هُمْ تَحْتَ يَدِ ذٰلِكَ العامِلِ وَلَوْكَانَ
الخِطابُ لِلعامِلِ شَرَحَ الفقيرُ خُذِ العفوَ وَالمُرادُ
بِقَوْلِهٖ خُذْ اَیْ تَخَلَّقْ بِهٖ دائمًا فَمَنْ تَخَلَّقَ بِالعفوِ عَنْ
هَفَواتِ النّاسِ فقد تَخَلَّقَ بِاِسْمٍ مِّنْ اَسْماءِ البارِیْ
عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ العَفُوُّ اِنَّهٗ تبارَكَ وتعالىٰ قالَ فَمَنْ
عَفىٰ وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اِعْلَمْ اَنَّ الشَّقاوةَ تَتَبَدَّلُ بِالسَّعادةِ وَالسَّعادةُ
تَتَبَدَّلُ بِالشَّقاوةِ بِالتَّرْبِيَةِ كَما قالَ عليهِ الصَّلوٰةُ
وَالسَّلامُ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الفِطْرَةِ الاِسْلامِ وَلٰكِنْ
اَبَواهُ يُهَوِّدانِهٖ اَوْ يُنَصِّرانِهٖ اَوْ يُمَجِّسانِهٖ اِلىٰ آخِرِ الحَدِيْثِ
وَالدَّلِيْلُ مِنْ هٰذَا الحَدِيْثِ اَنَّ كُلَّ واحِدٍ لَهٗ قابِلِيَّةٌ

ہیں نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی کو لوگوں
کے گناہوں سے درگذر کرنے کا حکم دیا ہے۔ بلکہ تمام اُمتِ
محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے یہ ایک اعلانِ عام ہے۔
کیونکہ جب کسی کام کے لیے بادشاہ کی طرف سے کسی حاکم
کے نام کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو اس کے زیرِ فرمان
تمام اہلیانِ شہر بھی اس حکم میں شامل ہوتے ہیں اگرچہ
مخاطب صرف حاکمِ علاقہ ہوتا ہے۔ اس فقیر نے جو
خُذِ العَفْوَ کی شرح کی ہے تو اس میں خُذْ سے مُراد
یہ لی ہے کہ اپنے اندر عَفْو کی دائمی عادت پیدا کر
لو۔ چنانچہ لوگوں کی لغزشوں سے درگذر کرنا جس کی
عادت میں داخل ہو گیا وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کے
اسم عَفُوّ کے رنگ میں رنگا گیا۔ اللہ تبارک و
تعالیٰ کا ارشاد ہے "پس جس نے معاف کیا اور کام سنوارا
تو اس کا اَجر اللہ پر ہے" جان لو کہ تربیت کے اثر سے
شقاوت سعادت سے اور سعادت شقاوت سے بدل جاتی
ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے۔
"ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس
کے والدین چاہے اسے یہودی بنا لیں یا نصرانی
یا آتش پرست الخ۔ یہ حدیث شریف اس بات کی دلیل ہے کہ ہر شخص میں

السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ هٰذَا الرَّجُلُ سَعِيْدٌ مَحْضٌ وَلَا شَقِيٌّ مَحْضٌ بَلْ يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ هٰذَا سَعِيْدٌ اِذَا غَلَبَتْ حَسَنَاتُهُ عَلٰى سَيِّئَاتِهٖ وَكَذَا عَكْسُهُ وَمَنْ قَالَ غَيْرَ هٰذَا فَقَدْ ضَلَّ لِاَنَّهُ اِعْتَقَدَ اَنَّ الْاِنْسَانَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِلَا عَمَلٍ وَتَوْبَةٍ وَيَدْخُلُ النَّارَ بِلَا مَعْصِيَةٍ فَهٰذَا الْقَوْلُ خِلَافُ النُّصُوْصِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَعَدَ الْجَنَّةَ لِاَهْلِ الْحَسَنَاتِ وَالْاِيْمَانِ وَوَعَدَ النَّارَ لِاَهْلِ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْمَعَاصِيْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَقَالَ جَلَّ مَنْ قَائِلٌ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ وَقَالَ عَزَّ شَانُهُ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

الفصل الثانی عشر فِی الْفُقَرَاءِ

سعادت اور شقاوت کی قابلیت موجود ہے۔ کسی کے حق میں یہ کہنا درست نہیں کہ فلاں شخص قطعی سعید یعنی خوش بخت یا شقی (بدبخت) ازلی ہے۔ بلکہ جب کسی شخص کی نیکیاں برائیوں پر غالب ہوں تو اس کو سعید کہنا درست ہے۔ اسی طرح جس کی برائیاں زیادہ ہوں اس کو شقی کہنا جائز ہے۔ اس کے سوا اگر کوئی شخص غیر کلمہ کہتا ہے تو وہ گمراہ ہے۔ کیونکہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ انسان بغیر عمل اور توبہ کے جنت میں اور بغیر جرم و خطا کے دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور یہ عقیدہ صریحاً آیاتِ قرآنی کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیکوکاروں اور اہلِ ایمان کو جنت کا وعدہ دیا ہے۔ اور کافروں، مشرکوں اور گنہگاروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو اور جو برائی کرے تو اپنے برے کو۔" نیز فرمایا کہ آج کے دن ہر نفس اپنے کئے کا (یعنی نیک اپنی نیکی کا اور بد اپنی بدی کا) بدلا پائیگا۔ آج کسی پر زیادتی نہیں۔ پھر فرمایا "آدمی کے لئے اتنا ہی صلہ ہے جتنی اس نے کوشش کی۔" نیز ارشاد باری ہے۔ "اور جو بھلائی اپنی جانوں کیلئے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔"

بارھویں فصل ۔ فقرا کے بارے میں

وَلِمَاذَا سُمُّوْا صُوْفِيَةً قَالَ بَعْضُهُمْ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ اَوْ لِاَنَّهُمْ صَفُوْا قُلُوْبَهُمْ مِنَ الْكُدُوْرَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ اَوْ لِاَنَّهُمْ صَفَوْا قُلُوْبَهُمْ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِاَنَّهُمْ قَائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ صَفِّ الْاَوَّلِ فِيْ عَالَمِ الْقُرْبَةِ (لِاَنَّ الْعَالَمَ اَرْبَعَةٌ) عَالَمُ الْمُلْكِ وَعَالَمُ الْمَلَكُوْتِ وَعَالَمُ الْجَبَرُوْتِ وَعَالَمُ اللَّاهُوْتِ وَهُوَ عَالَمُ الْحَقِيْقَةِ۔

وَكَذَا الْعُلُوْمُ اَرْبَعَةٌ:۔ عِلْمُ الشَّرِيْعَةِ وَعِلْمُ الطَّرِيْقَةِ وَعِلْمُ الْمَعْرِفَةِ وَعِلْمُ الْحَقِيْقَةِ۔

وَكَذَا الْاَرْوَاحُ اَرْبَعَةٌ:۔ رُوْحٌ جِسْمَانِيٌّ وَرُوْحٌ نُوْرَانِيٌّ وَرُوْحٌ سُلْطَانِيٌّ وَرُوْحٌ قُدْسِيٌّ۔

وَكَذَا التَّجَلِّيَاتُ اَرْبَعَةٌ:۔ تَجَلِّيُ الْاٰثَارِ وَتَجَلِّيُ الْاَفْعَالِ وَتَجَلِّيُ الصِّفَاتِ وَتَجَلِّيُ الذَّاتِ۔

وَكَذَا الْعُقُوْلُ اَرْبَعَةٌ:۔ عَقْلُ الْمَعَاشِ وَعَقْلُ الْمَعَادِ وَعَقْلُ الرُّوْحَانِيِّ وَعَقْلُ الْكُلِّ ۞

فقراء کو جو صوفیا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے تو بعض کے نزدیک اس کی چند ایک وجوہات ہیں (۱) یہ کہ وہ صوف یعنی پشم کا لباس پہنتے تھے یا (۲) انہوں نے اپنے دِلوں کو دنیوی آلائشوں سے پاک و صاف کر لیا یا (۳) اللہ تعالےٰ کے سِوا ہر غیر کے خیال سے ان کا دل خالی ہو گیا۔ اور ایک گروہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ بروز قیامت فقرا عالم قرب میں پہلی صف میں کھڑے ہوں گے۔ (اس لئے ان کو صوفیہ کا لقب دیا گیا ہے) کیونکہ عالم بلحاظ تعداد چار ہیں (۱) عالم ملک (۲) عالم ملکوت (۳) عالم جبروت (۴) عالم لاہوت یعنی عالمِ حقیقت۔ اسی طرح علوم بھی چار ہیں (۱) علم شریعت (۲) علم طریقت (۳) علم معرفت (۴) عِلم حقیقت اور ارواح کی بھی چار اقسام ہیں (۱) روح جسمانی (۲) روح نورانی (۳) روح سلطانی (۴) روح قدسی اور اسی طرح تجلیات بھی چار قسم کی ہیں۔ (۱) تجلیٔ آثار (۲) تجلیٔ افعال (۳) تجلیٔ صفات۔ اور (۴) تجلیٔ ذات اور عقل کی بھی چار قسمیں ہیں (۱) عقل معاش (۲) عقل معاد (۳) عقل روحانی (۴) عقلِ کل

وَفِي مُقَابَلَةِ الْعَالَمِ الْأَرْبَعَةِ الْمَذْكُورَةِ وَالْعُلُومِ وَالْأَرْوَاحِ وَالتَّجَلِّيَاتِ وَالْعُقُولِ فَبَعْضُ النَّاسِ مُقَيَّدُونَ بِالْعِلْمِ الْأَوَّلِ وَبِالرُّوحِ الْأَوَّلِ وَبِالتَّجَلِّي الْأَوَّلِ وَبِالْعَقْلِ الْأَوَّلِ فِي الْجَنَّةِ الْأُولَى وَهِيَ جَنَّةُ الْمَأْوٰى وَبَعْضُهُمْ مُقَيَّدُونَ فِي الثَّانِي وَهُمْ فِي الْجَنَّةِ الثَّانِيَةِ وَهِيَ جَنَّةُ النَّعِيْمِ وَبَعْضُهُمْ مُقَيَّدُونَ بِالثَّالِثِ وَهُمْ فِي الْجَنَّةِ الثَّالِثَةِ وَهِيَ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ وَقَدْ غَفَلُوا عَنْ حَقِيقَةِ هٰؤُلَاءِ الْأَشْيَاءِ وَأَهْلُ الْحَقِّ مِنَ الْفُقَرَاءِ الْعَارِفِيْنَ فَرُّوا مِنْ كُلِّهَا وَوَصَلُوا إِلَى الْحَقِيقَةِ وَالْقُرْبَةِ وَلَمْ يَتَقَيَّدُوا بِشَيْءٍ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاتَّبَعُوا قَوْلَهُ تَعَالٰى فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ وَكَمَا قَالَ عَلَيْهِ أَكْمَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلٰى أَهْلِ اللّٰهِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْحَرَامِ هَاهُنَا لَيْسَتَا أَنَّهُمَا حَرَامَانِ قَدْ حُرِّمَا عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ هُمْ قَدْ حَرَّمُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَنْ

اور بمقابلہ ہر چہار عالم مذکورہ اور علوم ، ارواح، تجلیات اور عقول لوگوں میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو دائرہ علم اول (یعنی علم شریعت) روح اول (یعنی روح جسمانی)، تجلی اول (یعنی تجلی آثار - آثار کے معنی علامات یا نشانات ہے)، اور عقل اول (یعنی عقل معاش - معاش کے معنی جائے زلیست یعنی دنیا ہے)، کے اندر محصور ہے (یعنی یہ لوگ اس سے آگے ترقی نہیں کر سکے)، ان کا مقام پہلی جنت یعنی جنت الماوی میں ہے۔ فریقِ ثانی میں وہ لوگ شامل ہیں جو حدود علم ثانی (یعنی علم طریقت) روح ثانی (روح نورانی)، تجلی ثانی (یعنی تجلی افعال) اور عقل ثانی (یعنی عقل معاد جس کا تعلق معاد یعنی آخرت سے ہے)، سے تجاوز نہیں کر سکے۔ ان کا مقام دوسری جنت یعنی جنت النعیم میں ہے اور تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کی استعداد علم معرفت روح سلطانی، تجلیٔ صفات اور عقل روحانی تک محدود ہے۔ ان کا مقام تیسری جنت یعنی جنت الفردوس میں ہے۔ یہ سب لوگ ان اشیاء کی حقیقت سے بیخبر رہے ہیں اور فقرا عارفین میں سے اہل حق نے ان سب مقامات سے روگردانی کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کی اور مقام حقیقت قرب کو پالیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی محبت میں گرفتار نہ ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی "فَفِرُّوٓا اِلَى اللّٰهِ" یعنی اللہ تعالیٰ کیطرف بھاگو، اور جیسا کہ ارشاد حضور رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ کہ " دنیا اور آخرت اہل اللہ پر حرام ہے۔ تو حرام سے مراد یہ ہے کہ اہل اللہ نے خود اپنے نفسوں پر ان کی طلب اور محبت حرام کر دی ہے

لَا تَطْلُبُهَا وَلَا تَتَعَلَّقُ بِمَحَبَّتِهَا لِاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اَنَّا مُحْدَثُوْنَ
وَهُمَا حَادِثَانِ فَكَيْفَ الْحَادِثُ يَطْلُبُ حَادِثًا بَلِ الْوَاجِبُ
عَلَى الْحَادِثِ اَنْ يَطْلُبَ الْمُحْدِثَ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ
مَحَبَّتِيْ مَحَبَّةُ الْفُقَرَاءِ. وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَاَنَا اَفْتَخِرُ بِهٖ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِالْفَقْرِ
اَلْفَقْرُ الْمَعْلُوْمُ وَلٰكِنَّ الْمُرَادَ بِالْفَقْرِ الْاِفْتِقَارُ اِلَى اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَتَرْكُ مَا سِوَاهُ مِنَ التَّنَعُّمَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ
وَالْاُخْرَوِيَّةِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْفَنَاءُ فِي اللّٰهِ كَمَا لَا يَبْقٰى
فِيْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ شَيْءٌ وَلَا يَسَعُ فِيْ قَلْبِهٖ سِوَى اللّٰهِ
تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ
وَلَا سَمَائِيْ بَلْ يَسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ وَالْمُرَادُ
بِالْمُؤْمِنِ الَّذِيْ صَفَا قَلْبُهٗ مِنْ صِفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ
وَخَلَا مِنَ الْاَغْيَارِ فَوَسِعَ الْحَقَّ قَلْبُهٗ بِالْعَكْسِيَّةِ قَالَ
اَبُوْ يَزِيْدَ الْبُسْطَامِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْ اَنَّ الْعَرْشَ
وَمَا حَوْلَهٗ اُلْقِيَ فِيْ زَاوِيَةٍ مِّنْ زَوَايَا قَلْبِ الْعَارِفِ

ورنہ فی الحقیقت یہ ہر دو مقام نہ تو حرام ہیں اور نہ ہی ان پر حرام کیے گئے ہیں۔
ان کا کہنا ہے کہ ہم محدث (یعنی نو پیدا) ہیں اور دنیا و آخرت بھی حادث (یعنی نئی پیدا شدہ چیزیں۔ حادث قدیم کی ضد ہے) لہٰذا حادث کس طرح حادث کا طالب ہو سکتا ہے بلکہ حادث پر واجب ہے کہ وہ مُحدث (یعنی پیدا کرنے والے) کی طلب کرے اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے "فقراء سے محبت رکھنا میرے ساتھ محبت رکھنا ہے" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے "فقر میرا فخر ہے اور میرے لئے باعثِ ناز ہے" اس فقر سے وہ فقر مراد نہیں جو عوام میں مشہور ہے بلکہ فقرِ حقیقی سے مراد افتقار الی اللہ ہے (یعنی محض اللہ عزوجل کے فضل و کرم کا محتاج ہونا) اور اس کی ذات کے سوا دنیا اور آخرت کی تمام لذتوں اور نعمتوں کو ترک کر دینا ہے یعنی انسان کو فنافی اللہ کا وہ مقام حاصل ہو جائے کہ اس کے نفس میں اس کے نفس کے لئے کوئی شے باقی نہ رہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی حقیقت اور معرفت میں اس کو مکمل استغراق حاصل ہو جائے) اور اس کے دل میں سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کی سمائی نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میری زمین و آسمان میں سمائی نہیں ہے لیکن میں اپنے مومن بندے کے قلب میں سما جاتا ہوں" اور مومن سے مراد وہ شخص ہے جس کا دل بشری آلائشوں سے پاک صاف ہو گیا اور اغیار کے خیال سے خالی ہو گیا تو اُسکے شفاف آئینہ قلب میں ذات حق یعنی عکس جمال ذات کی سمائی ہو جاتی ہے حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "عرش اور جو اس کے گرد و پیش ہے اگر گوشہ ہائے دل عارف کے کسی کونہ میں ڈال دیئے جائیں۔

مَا اَحَسَّ بِهٖ مِمَّنْ اَحَبَّ هٰٓؤُلَآءِ الْمُحِبِّيْنَ فَهُوَ مَعَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ وَعَلَامَةُ حُبِّهِمْ حُبُّ صُحْبَتِهِمْ وَالْاِشْتِيَاقُ
اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِقَآئِهٖ كَمَا قَالَ جَلَّ جَلَالُهٗ فِي
الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَآئِيْ وَاِنِّيْ
لَاَشَدُّ شَوْقًا اِلَيْهِمْ وَاَمَّا لِبَاسُهُمْ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَنْوَاعٍ
كَمَا ذَكَرْنَا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ وَاَمَّا اَعْمَالُهُمْ فَعَمَلُ
الْمُبْتَدِئِ مُتَلَوِّنٌ بِالْحَمِيْدَةِ وَالذَّمِيْمَةِ وَعَمَلُ الْمُتَوَسِّطِ
مُتَلَوِّنٌ بِاَلْوَانِ الْحَمِيْدَةِ مِثْلُ اَنْوَارِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ
وَالْمَعْرِفَةِ وَلِبَاسُهُمْ مُتَلَوِّنٌ كَذٰلِكَ مِثْلُ الْبَيَاضِ
وَالزُّرْقَةِ وَالْخُضْرَةِ وَعَمَلُ الْمُنْتَهٰى خَالٍ عَنِ الْاَلْوَانِ
كُلِّهَا مِثْلُ نُوْرِ الشَّمْسِ فَنُوْرُهَا لَا يَقْبَلُ الْاَلْوَانَ
فَكَذَا لِبَاسُهٗ لَا يَقْبَلُ الْاَلْوَانَ مِثْلُ السَّوَادِ لَا يَقْبَلُ
الْاَلْوَانَ وَهُوَ عَلَامَةُ الْفَنَاءِ وَهُوَ نِقَابُ نُوْرِ مَعْرِفَتِهِمْ
كَمَا اَنَّ اللَّيْلَ نِقَابُ نُوْرِ الشَّمْسِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا فِيْهِ اِشَارَةٌ

تو اس کو ان کا احساس تک نہ ہو۔ جس نے اللہ کے دوستوں کو دوست رکھا
تو آخرت میں وہ ان کے ساتھ ہوگا ان سے محبت کی نشانی یہ ہے کہ ان کی صحبت
میں بیٹھنے کا اشتیاق اور جذبۂ شوقِ لقاءِ باری دل میں موجزن ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے "نیکوکار میری ملاقات کیلئے بے تاب رہتے ہیں اور
حقیقت یہ ہے کہ میں ان کا اشد مشتاق ہوں (یعنی مجھے ان سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر
ان کو ملنے کا اشتیاق رہتا ہے) اور وہ جو لباس پہنتے ہیں وہ تین قسم کا ہے
جیسا کہ ہم تیسری فصل میں ذکر کر چکے ہیں اور ان کے اعمال کی یہ کیفیت ہے کہ
مبتدی (جو ابھی فقر کی ابتدائی منزل میں ہے) کے عمل میں نیکی اور بدی کے دونوں
رنگ پائے جاتے ہیں اور متوسط درجہ کے فقراء) کے عمل میں (صرف
نیکی کے مختلف رنگ پائے جاتے ہیں مثل انوارِ شریعت، طریقت اور معرفت اور
اسی طرح ان کے باطنی لباس مختلف رنگوں کے ہیں مثل سفید نیلگوں اور سبز کے منتہی
(جو فقر کی منزلیں طے کر چکا ہے) اس کا عمل سورج کے نور کی مانند (یعنی جس طرح
سورج کی روشنی کوئی رنگ قبول نہیں کرتی) تمام رنگوں سے خالی ہوتا ہے اور
اسی طرح اس کا لباس بھی سیاہ رنگ کی مانند (جس پر کوئی دوسرا رنگ نہیں چڑھ
سکتا) تمام رنگوں سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ علامت ہے اس کے نورِ معرفت کا
نقاب یعنی حجاب اٹھ جانے کی۔ یہ نقاب نورِ معرفت اسی طرح ہے جس طرح رات
نورِ شمس کا نقاب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ہم نے رات کو پردہ پوش
بنایا (یعنی اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی ہے) اور
دن کو روزگار کے لئے بنایا۔ اس قول میں

لَطِيفَةٌ لِمَنْ لَهُ لُبُّ الْعَقْلِ وَالْعِلْمِ وَاَيْضًا يَكُونُ اَهْلُ
الْقُرْبَةِ فِي الدُّنْيَا فِي سِجْنٍ وَّغُرْبَةٍ وَّغَمٍّ وَّغُصَّةٍ وَّمِحْنَةٍ
وَشِدَّةٍ وَّظُلْمَةٍ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ
السَّلَامِ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ فَيَلِيقُ بِالظُّلْمَةِ هٰهُنَا
لِبَاسُ الظُّلْمَانِيَّةِ وَقَدْ صَحَّ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَ
الْاَوْلِيَاءِ فَالْاَمْثَلُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ وَلُبْسُ السَّوَادِ وَتَعَمُّمُ
بِعِمَامَةٍ السَّوْدَاءِ وَهٰذَا اللِّبَاسُ لِبَاسُ الْبَلَاءِ وَلِبَاسُ
الْمُتَعَزِّيْنَ الْمُصَابِيْنَ لِفَوْتِ الْقَابِلِيَّةِ مِثْلُ الْمُكَاشَفَةِ
وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ وَبِمَوْتِ حَيَاتِ الْاَبَدِيَّةِ وَ
مِثْلُ الشَّوْقِ وَالذَّوْقِ وَالْعِشْقِ وَالرُّوْحِ الْقُدْسِيِّ وَ
مَرْتَبَةِ الْقُرْبَةِ وَالْوُصْلَةِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ
وَلَابُدَّ مِنْ لِبَاسِ الْمُتَعَزِّيْنَ فِي مُدَّةِ عُمْرِهٖ لِاَنَّهُ
فَاتَتْهُ مَنْفَعَةُ الْاُخْرَوِيَّةِ وَهِيَ كَالْمَرَاتِبِ الَّتِي اِذَا
مَاتَ زَوْجُ الْمَرْاَةِ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِلِبَاسِ الْعَزَا اَرْبَعَةَ

صاحب عقل سلیم اور عالم علم حقیقت کے لئے ایک لطیف اشارہ
ہے اور نیز اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں مقبولانِ بارگاہ کی زندگی
قیدخانہ غربت، غم والم، محنت و شدت اور ظلمتِ رنج میں گذرجاتی ہے
جیسا کہ حضور پرنور (علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام) کا ارشاد عالی ہے "دنیا
مومن کے لئے قید خانہ ہے۔" اس ظلمت کدہ میں ظلمانی لباس (سیاہ یا ماتمی
لباس) ہی موزوں ہے۔ صحیح حدیث شریف میں ہے: "انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء کرام بڑی آزمائشوں میں ڈالے گئے" (بلا ان پر مسلط کردی گئی)
جتنا کوئی زیادہ مرتبے والا ہوا اتنا ہی زیادہ کڑی آزمائش میں آیا۔ سیاہ لباس
پہننا اور کالے رنگ کا عمامہ باندھنا مصیبت اور آزمائش کی علامت ہے اور
ان سوگواروں اور مصیبت زدوں کا لباس ہے جن میں حصولِ مراتب (مثلاً مکاشفہ
مشاہدہ۔ معاینہ) کی قابلیت جاتی رہی جو اپنی مردہ دلی کے باعث حیات
ابدی سے محروم ہوگئے۔ جن کے جذباتِ ذوق و شوق، عشقِ الٰہی۔ روح
قدسی مردہ ہوگئے اور مرتبہ قرب و وصال حاصل نہ کرسکے اور یہ امور عظیم
ترین مصائب سے ہیں (یعنی سب سے بڑی مصیبتیں ہیں) ایسے شخص کے لئے عمر بھر ماتمی
لباس پہننا نہایت لازمی ہے کیونکہ وہ اخروی منفعت کھو بیٹھا (آخرت میں جو فائدہ
اٹھانا تھا مثلاً مراتب قرب الٰہی دیدار جمال ذات اور حیات ابدی وغیرہ ان
سب سے ہاتھ دھو بیٹھا) یہ سلسلہ ایسے ہی ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند
مرجائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ چار ماہ اور دس دن
(یعنی اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے) ماتمی لباس پہنے

أَشْهُرٍ وَعَشَرَةَ أَيَّامٍ بِفَوْتِ الْمَنْفَعَةِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَ
أَمَّا مُدَّةُ عَنِ الْأُخْرَوِيَّةِ غَيْرُ مُتَنَاهِيَةٍ كَمَا قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمُخْلَصُوْنَ عَلىٰ خَطَرٍ عَظِيْمٍ فَهٰذِهٖ
كُلُّهَا مِنْ صِفَةِ الْفَقْرِ وَالْفَنَآءِ وَفِي الْخَبَرِ اَلْفَقْرُ
سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَا يَقْبَلُ
الْأَلْوَانَ غَيْرَ نُوْرِ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَالسَّوَادُ بِمَنْزِلَةِ
خَالٍ عَلىٰ وَجْهٍ جَمِيْلٍ يَزِيْدُ جَمَالَهُ وَمَلَاحَتَهُ وَإِذَا
نَظَرَ أَهْلُ الْقُرْبَةِ إِلىٰ جَمَالِ اللّٰهِ تَعَالىٰ لَا يَقْبَلُ
نُوْرُ أَعْيُنِهِمْ بَعْدَ ذٰلِكَ غَيْرَ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَلَا يَنْظُرُوْنَ
إِلىٰ سِوَاهُ بِالْمَحَبَّةِ بَلْ يَكُوْنُ مَحْبُوْبُهُمْ وَمَطْلُوْبُهُمْ
هُوَ اللّٰهُ تَعَالىٰ فِي الدَّارَيْنِ وَلَا يَقْصُدُوْنَ غَيْرَ
اللّٰهِ تَعَالىٰ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ خَلَقَ الْإِنْسَانَ
لِمَعْرِفَتِهٖ وَوُصْلَتِهٖ فَالْوَاجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ
يَّطْلُبَ مَا خُلِقَ لِأَجْلِهٖ فِي الدَّارَيْنِ كَيْلَا يَضِيْعَ عُمُرُهُ
بِمَا لَا يَعْنِيْهِ وَلَا يَنْدَمُ أَبَدًا بَعْدَ الْمَوْتِ لِتَضْيِيْعِ عُمُرِهٖ

بسبب اس دنیوی منفعت کے فوت ہو جانے کے (جو اس کو خاندانی زندگی میں نصیب تھی) اور جس کی اخروی منفعت فوت ہو جائے تو اس کے لئے مدتِ ماتم غیر متناہی ہے (یعنی انسان کو پھر ہمیشہ کے بے ماتمی لباس اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ عاقبت کا کھو جانا فی الحقیقت دائمی افسوس کا باعث ہے) جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے مخلص بندوں کو خطرۂ عظیم در پیش رہتا ہے اور یہ فقر اور فنا کی صفت ہے اور حدیث شریف میں جو آیا ہے۔
اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْن (یعنی فقر دونوں جہان میں رو سیاہی کا نام ہے) تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ فقر سوائے نورِ ذات باری تعالیٰ کے کوئی رنگ قبول نہیں کرتا ہے (جس طرح سیاہ رنگ پر کوئی دوسرا رنگ نہیں چڑھ سکتا) اور سیاہی بمنزلہ خال (تل) رخِ جمیل (محبوب) ہے۔ اس کی خوبصورتی اور حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔ جب مقربین خدا جمالِ الٰہی کا نظارہ کر لیتے ہیں تو اس کے بعد ان کی آنکھوں کا نور کسی غیر اللہ کو دیکھنا پسند نہیں کرتا اور اس کی ذات کے سوا وہ کسی کو نگاہِ محبت سے نہیں دیکھتے بلکہ دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ ہی ان کا محبوب و مطلوب ہوتا ہے اور ان کے دلوں سے غیر اللہ کی طلب مٹ جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس ذات پاک کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ لہٰذا انسان کے لئے نہایت ضروری ہے کہ دونوں عالم میں اس ذات کی تلاش کرے جس کی طلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کی عمر بے سود اور بیہودہ کاموں میں ضائع ہو جائے اور اسے اس دنیا سے کوچ کرنے کے بعد اپنی عمر رائگاں جانے کے باعث ہمیشہ کیلئے بارِ ندامت اٹھانا پڑے۔

الفصل الثالث عشر فِي بيانِ الطَّهارَةِ

وَهِيَ عَلٰى نَوْعَيْنِ طَهارَةُ الظَّاهِرِ وَهِيَ تَحْصُلُ بِماءِ الشَّرِيْعَةِ وَطَهارَةُ الْباطِنِ وَهِيَ تَحْصُلُ اَيْضًا بِالتَّوْبَةِ وَالتَّلْقِيْنِ وَ التَّصْفِيَةِ وَسُلُوْكِ الطَّرِيْقَةِ فَاِذَا انْتَقَضَ وُضُوْءُ الشَّرِيْعَةِ بِخُرُوْجِ نَجَسٍ يَجِبُ تَجْدِيْدُهُ بِالْماءِ كَما قالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ جَدَّدَ الْوُضُوْءَ جَدَّدَ اللّٰهُ اِلَيْهِ اِيْمانَهُ وَكَما قالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلْوُضُوْءُ عَلَى الْوُضُوْءِ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ فَاِذَا انْتَقَضَ وُضُوْءُ الْباطِنِ بِالْاَفْعالِ الذَّمِيْمَةِ وَالْاَخْلَاقِ الرَّدِّيَةِ كَالْكِبْرِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْبُهْتانِ وَالْكِذْبِ وَكَمِثْلِ خِيانَةِ الْعَيْنِ وَالْاُذُنِ وَالْيَدِ وَالرِّجْلِ كَما قالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْعَيْنانِ تَزْنِيانِ اِلٰى اٰخِرِهٖ تَجْدِيْدُهُ بِاِخْلَاصِ التَّوْبَةِ عَنْ هٰذِهٖ

تیرھویں فصل۔ طہارت کے بیان میں ۔ طہارت بھی دو قسم کی ہے (۱) طہارت ظاہری جس کے حصول کے لیئے شریعت کے پانی کی ضرورت ہے اور (۲) طہارت باطنی جو توبہ بتلقین (مرشد)، تصفیہ (صفائی قلب) اور اہل طریقت کی راہ اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے ۔ جب نجاست وغیرہ کے خارج ہونے سے وضو شریعت ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازمی ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ہے ۔ "جس نے تازہ وضو کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کو تازہ کیا" اور جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا "وضو پر وضو نورٌ علیٰ نورٍ (نورٌ پر نورٌ) ہے ۔ (یعنی نہایت مفید اور افضل فعل ہے) جب برے افعال اور رذیلہ اخلاق {شلاً تکبر۔ غرور ۔ حسد ۔ کینہ ۔ غیبت ۔ بہتان ۔ جھوٹ اور مثل آنکھ ۔ کان ۔ ہاتھ اور پاؤں کی خیانت کے ۔ جیسا کہ ارشاد حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہے کہ دونوں آنکھیں زنا کاری کا ارتکاب کرتی ہیں ۔ الخ} کے باعث باطنی وضو فاسد ہو جائے تو اس کی تجدید کا طریقہ یہ ہے کہ ان

الْمُفْسِدَاتِ وَتَجْدِيْدُ الْاِنَابَةِ بِالنَّدَمِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَ الْاِشْتِغَالِ بِقَمْعِهَا مِنَ الْبَاطِلِ وَيَنْبَغِيْ لِلْعَارِفِ اَنْ يَّحْفَظَ تَوْبَتَهُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰفَاتِ لِتَكُوْنَ صَلٰوتُهُ تَامَّةً كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ فَوُضُوْءُ الظَّاهِرِ مُوَقَّتٌ لِكُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَ وُضُوْءُ الْبَاطِنِ مُؤَبَّدٌ اِلٰى نِهَايَةِ الْعُمْرِ وَالْمُرَادُ بِالْعُمْرِ عُمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لِاَنَّ عُمْرَ الْبَاطِنِ لَانِهَايَةَ لَهٗ ؞

الفصل الرابع عشر فِيْ بَيَانِ صَلٰوةِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ

فَاَمَّا صَلٰوةُ الشَّرِيْعَةِ فَقَدْ عُلِمَتْ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَالْمُرَادُ مِنْ صَلٰوةِ الشَّرِيْعَةِ اَرْكَانُ الْجَوَارِحِ الظَّاهِرِ بِحَرَكَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ مِنَ الْقِيَامِ وَالْقِرَاْةِ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ الْقُعُوْدِ وَالصَّوْتِ وَالْاَلْفَاظِ وَلِذَا جَمَعَهَا بِلَفْظِ الْجَمْعِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَاَمَّا صَلٰوةُ الطَّرِيْقَةِ

مفسدات (باطنی وضو) یعنی مذکورہ گناہوں سے سچی توبہ کرے۔ ان
سے استغفار کرے اور اپنی معصیت پر نادم ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف
رجوع کرے اور اعمال فاسدہ و اعتقادات باطلہ کا قلع قمع کرے۔
عارف کے لئے نہایت لازمی ہے کہ ان آفات سے اپنی توبہ کی نگہداشت
کرے (یعنی اپنے آپ کو ان گناہوں سے محفوظ رکھے) تاکہ اس کی نماز کامل
اور مکمل ہو جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "یہ وہ ہے جس کا تم
وعدہ دیئے جاتے ہو ہر رجوع لانے والے (یعنی معصیت کو چھوڑ کر طاعت
کرنے والے) نگہداشت (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کا لحاظ رکھنے) والے
کے لئے" ہر دن اور رات کے لئے ظاہری وضو کا وقت مقرر ہے
اور باطنی وضو دائمی انتہائے عمر تک ہے۔ عمر سے مراد مدت حیات
دنیوی اور اخروی ہے (حیات ظاہری اگرچہ ایک وقت معین تک ہے) مگر
عمر باطنی ابدی ہے جس کی انتہا نہیں۔

چودھویں فصل۔ نماز شریعت اور طریقت کے بیان میں۔

وہ جو نماز شریعت ہے تو اس کا علم تمہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول حَافِظُوا
عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى (نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور درمیانی نماز کی)
سے ہوگیا۔ نماز شریعت سے مراد اعضائے ظاہری (مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ) اور
حرکات جسمانی سے نماز کے ارکان۔ قیام۔ قرأت۔ رکوع۔ سجود۔ قعود۔ آلنہ اور الفاظ وغیرہ
کی ادائیگی ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ میں جمع کا لفظ فرمایا
ہے یعنی صلوات کا لفظ جس کے معنی نمازیں ہیں صلوٰۃ کی جمع ہے) وہ جو نماز طریقت ہے

فَهِيَ صَلٰوةُ الْقَلْبِ مُؤَبَّدًا فَقَدْ عُلِمَتْ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى هِيَ صَلٰوةُ الْقَلْبِ لِاَنَّ الْقَلْبَ خُلِقَ فِيْ وَسْطِ الْجَسَدِ بَيْنَ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ وَبَيْنَ الْعُلٰى وَالسُّفْلٰى وَبَيْنَ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ وَالْمُرَادُ مِنَ الْاِصْبَعَيْنِ صِفَتَيِ الْقَهْرِ وَاللُّطْفِ فَبِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالْحَدِيْثِ يُعْلَمُ اَنَّ الْاَصْلَ صَلٰوةُ الْقَلْبِ فَاِذَا غَفَلَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَسَدَتْ صَلٰوتُهُ وَاِذَا فَسَدَتْ صَلٰوتُهُ فَسَدَتْ صَلٰوةُ جَوَارِحِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ لِاَنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ وَمَحَلُّ الْمُنَاجَاتِ الْقَلْبُ فَاِذَا غَفَلَ الْقَلْبُ بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ وَصَلٰوةُ الْجَوَارِحِ لِاَنَّ الْقَلْبَ اَصْلٌ وَالْبَاقِيْ تَابِعٌ لَهٗ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ فِيْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً فَاِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ

تو وہ دائمی قلبی نماز ہے جو اس آیۂ کریمہ مذکورہ میں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ قلب سے تعبیر کی گئی ہے کیونکہ دل جسم کے وسط میں پیدا کیا گیا ہے یعنی دائیں اور بائیں پہلوؤں کے درمیان میں جسم کے بالائی اور نچلے حصے کے مابین، سعادت اور شقاوت کے درمیان۔ جیساکہ ارشادِ جنابِ رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے بتحقیق اولادِ آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہتا ہے دلوں کو پھیر دیتا ہے دو انگلیوں سے اللہ تعالیٰ کی قہر و لطف کی دو صفات مراد ہیں (یعنی صفت غضب اور صفتِ لطف و کرم) آیۂ کریمہ اور حدیث مذکورہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حقیقی نماز قلبی نماز ہے۔ جب انسان اس نماز سے غافل ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور جب قلبی نماز فاسد ہو گئی تو اس کی ظاہری نماز بھی خراب ہو گئی۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے "حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی کیونکہ نمازی (نماز میں) اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کر کے دعا اور التجا کرتا ہے اور مناجات کا مقام دل ہے۔ جب قلب غافل ہو تو اس کی باطنی نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ظاہری نماز بھی کیونکہ دل اصل (بنیاد) ہے اور باقی اعضا اس کے تابع ہیں جیساکہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "انسان کے جسم کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ جب وہ بگڑ جائے تو سارے کا سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ؛

فَاَمَّا صَلٰوةُ الشَّرِيْعَةِ مُؤَقَّتَةٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ وَالسُّنَّةُ اَنْ يُّصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ بِالْجَمَاعَةِ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْكَعْبَةِ وَتَابِعًا بِالْاِمَامِ بِلَا رِيَاءٍ وَّلَا سُمْعَةٍ ؛

وَاَمَّا صَلٰوةُ الطَّرِيْقَةِ فَهِيَ مُؤَبَّدَةٌ فِيْ مُدَّةِ عُمْرِهٖ ؛ وَمَسْجِدُهَا الْقَلْبُ وَجَمَاعَتُهَا اِجْتِمَاعُ قُوَى الْبَاطِنِ بِالْاِشْتِغَالِ عَلٰى اَسْمَاءِ التَّوْحِيْدِ بِلِسَانِ الْبَاطِنِ وَاِمَامُهَا الشَّوْقُ فِي الْفُؤَادِ وَقِبْلَتُهَا الْحَضْرَةُ الْاَحَدِيَّةُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَجَمَالُ الصَّمَدِيَّةِ وَهِيَ الْقِبْلَةُ الْحَقِيْقَةُ وَ الْقَلْبُ وَالرُّوْحُ مَشْغُوْلَانِ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّوَامِ فَالْقَلْبُ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ بَلْ مَشْغُوْلٌ فِي النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ وَالصَّلٰوةُ الْقَلْبِ بِحَيَاتِ الْقَلْبِ بِلَا صَوْتٍ وَلَا قِيَامٍ وَلَا قُعُوْدٍ فَهُوَ يُخَاطِبُ اللّٰهَ تَعَالٰى بِقَوْلِهٖ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مُتَابِعًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سن لو وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ نمازِ شریعت کیلئے
دن اور رات میں پانچ اوقات مقرر ہیں اور سُنت
طریقہ یہ ہے کہ یہ نماز بلا ریا یا تصنع مسجد میں قبلہ رخ ہو کر
امام کے پیچھے باجماعت اَدا کی جائے اور نمازِ طریقت دائمی
نماز ہے (یعنی اس کے لئے کوئی خاص وقت معین نہیں
اس کی فرضیت ہمیشہ کے لئے ہے) اِس کیلئے تمام عمر درکار
ہے اس کی مسجد قلب ہے اور اس کی جماعت تمام قوائے
باطنی کا مل کر باطنی زبان سے اسمائے توحید کے ذکر میں مشغول
ہونا ہے۔ اس کا اِمام دل کے اندر جذبۂ شوق ہے اور
اس کا قبلہ حضرت احدیت (جل جلالہٗ) اور جمالِ صمدیت یعنی
قبلۃ الحقیقت ہے دل اور روح دونوں علی الدوام اس نماز
میں مشغول ہیں۔ دل نہ سوتا ہے اور نہ ہی اس کو موت ہے بلکہ نیند
اور بیداری میں (یعنی ہر وقت اس نماز میں) مشغول ہے اور
قلبی نماز دل زندہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔
اس میں نہ آواز ہے اور نہ قیام و قعود۔ اپنے
نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اتباع کرتے ہوئے دل
اللہ تعالیٰ کو ان کلمات (یعنی اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ) سے مخاطب کرتا ہے۔

وَسَلَّمَ قَالَ فِي تَفْسِيرِ الْقَاضِي فِي هٰذِهِ الْآيَةِ إِشَارَةٌ إِلَى حَالِ الْعَارِفِ وَ إِنْتِقَالِهِ مِنْ حَالَةِ الْغَيْبَةِ إِلَى الْحَضْرَةِ الْأَحَدِيَّةِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى فَاسْتَحَقَّ بِمِثْلِ هٰذَا الْخِطَابِ مَا قَالَهُ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ يُصَلُّوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ كَمَا يُصَلُّوْنَ فِي بُيُوْتِهِمْ أَيْ مَشْغُوْلُوْنَ بِاللّٰهِ تَعَالَى وَمُنَاجَاتِهِ بِحَيَاةِ قُلُوْبِهِمْ فَإِذَا اجْتَمَعَ الصَّلَاتَيْنِ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا فَقَدْ تَمَّتِ الصَّلٰوةُ وَأَجْرُهَا عَظِيْمٌ فِي الْقُرْبَةِ رُوْحَانِيَّتِهِ وَالدَّرَجَةِ جِسْمَانِيَّتِهِ فَيَكُوْنُ هٰذَا الْمُصَلِّيْ عَابِدًا فِي الظَّاهِرِ وَ عَارِفًا فِي الْبَاطِنِ وَإِذَا لَمْ يَجْتَمِعْ صَلٰوةُ الطَّرِيْقَةِ مَعَ صَلٰوةِ الشَّرِيْعَةِ بِحَيَاةِ الْقَلْبِ فَهُوَ نَاقِصٌ وَأَجْرُهُ يَكُوْنُ مِنَ الدَّرَجَاتِ لَا مِنَ الْقُرُبَاتِ ::

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ عَشَرَ فِي بَيَانِ طَهَارَةِ

الْمَعْرِفَةِ فِي عَالَمِ التَّجْرِيْدِ وَهِيَ عَلَى نَوْعَيْنِ طَهَارَةٌ

تفسیر قاضی میں آیا ہے اس آیۂ کریمہ میں عارف کے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی حجابی کیفیت اٹھ جاتی ہے اور بارگاہِ یکتا (جل شانہٗ) میں اُسے حضوری کا شرف حاصل ہوجاتا ہے (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی ذات کا مشاہدہ کرتے ہوئے زبانِ حال سے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے)۔ پھر وہ اِن مقربانِ الٰہ کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے جن کے حق میں حضور سرورِ دوجہاں مالک کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے انبیاءؑ (علیہم السلام) اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں ہیں" یعنی اپنے زندہ دلوں سے اللہ تعالیٰ کیساتھ اس کی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ جب ظاہری اور باطنی دونوں نمازیں جمع ہوجائیں تو نماز مکمل ہوجاتی ہے اور اس کا اجرِ عظیم اللہ تعالیٰ کی جناب میں روحانی قرب اور جنت میں درجات جسمانی ہیں اس قسم کا نمازی ظاہراً عابد ہوتا ہے اور باطناً عارف اور اگر حیات قلب حاصل نہ ہونے کے باعث نماز طریقت اور نماز شریعت کی یکجائی کسی نمازی کو نصیب نہ ہو تو وہ ناقص ہے اس کا اجر درجات سے ہے، قربات سے نہیں (یعنی اس کو جنت میں درجات مل سکتے ہیں۔ قرب الٰہی سے محروم رہتا ہے)۔

پندرھویں فصل۔ عالم تجرید میں طہارت معرفت کا بیان :-

طہارتِ معرفت دو قسم کی ہے (۱) وہ طہارت

لِمَعْرِفَةِ الصِّفَاتِ وَطَهَارَةٌ لِمَعْرِفَةِ الذَّاتِ ؛

فَطَهَارَةُ مَعْرِفَةِ الصِّفَاتِ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِالتَّلْقِيْنِ وَتَصْفِيَةِ مِرْأَةِ الْقَلْبِ بِالْاَسْمَاءِ مِنَ النُّقُوْشِ الْبَشَرِيَّةِ وَالْحَيَوَانِيَّةِ ثُمَّ يَحْصُلُ النَّظْرُ لِعَيْنِ الْقَلْبِ مِنْ نُوْرِ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی يَنْظُرُ بِهٖ اِلٰی عَكْسِ جَمَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ مِرْاٰةِ الْقَلْبِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلْمُؤْمِنُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْقَلْبِ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْعَالِمُ يُنَقِّشُ وَالْعَارِفُ يُصَقِّلُ فَاِذَا تَمَّتِ التَّصْفِيَةُ بِمُلَازَمَةِ الْاَسْمَاءِ حَصَلَ مَعْرِفَةُ الصِّفَاتِ بِمُشَاهَدَةٍ فِیْ مِرْاٰةِ الْقَلْبِ ؛

وَاَمَّا طَهَارَةُ مَعْرِفَةِ الذَّاتِ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِمُلَازَمَةِ اَسْمَاءِ التَّوْحِيْدِ الثَّلَاثَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْاِثْنٰی عَشَرَ فِیْ عَيْنِ السِّرِّ ثُمَّ يَحْصُلُ النَّظْرُ بِعَيْنِ السِّرِّ مِنْ نُوْرِ التَّوْحِيْدِ فَاِذَا تَجَلّٰی اَنْوَارُ الذَّاتِ ذَابَتِ الْبَشَرِيَّةُ وَفَنِيَتْ بِالْكُلِّيَّةِ فَهٰذَا مَقَامُ الْاِسْتِهْلَاكِ

جس سے معرفت صفات الٰہیہ حاصل ہو جائے (۲) وہ طہارت جس سے معرفت ذات باری حاصل ہو جائے۔ طہارت معرفت صفات الٰہیہ بلقین (مرشد) اور آئینۂ قلب کو بالواسطہ ذکر اسماء توحید نقوشِ بشریت اور حیوانیت سے صاف کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی (یعنی جب دل کا آئینہ بشری نقش و نگار کے اثرات اور اخلاقِ ذمیمہ سے پاک ہو جاتا ہے) تو چشم دل کو اللہ تعالیٰ کے صفاتی نور سے ایسی بصیرت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ آئینہ دل میں اللہ تعالیٰ کے جمال کا عکس دیکھتا ہے جیسا کہ حضور سیدالانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے "مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے"۔ نیز فرمایا "مومن آئینہ قلب ہے"۔ (کیونکہ اس آئینہ میں عکس جمال الٰہی جلوہ گر ہوتا ہے)، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "عالم نقش و نگار کرتا ہے اور عارف صیقل کرتا ہے"۔ اسماء توحید کے دائمی ذکر و شغل سے جب آئینہ قلب بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں معرفت صفات الٰہیہ کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ جو طہارت معرفت ذات ہے اس کا حصول مقام سر میں بارہ اسماء الاصول میں سے تین آخری اسماء توحید کے دائمی ذکر و شغل سے ہے اس اشتغال دائمی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ (دل کے اندر) مقام سر میں جو باطنی آنکھ ہے اس کو نورِ توحید سے بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب انوار الٰہی جلوہ فرماتے ہیں تو بشریت وحدتِ انوارِ الٰہی سے برف یا گھی کی طرح پگھل جاتی ہے اور بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ پس یہ فنا

وَفَنَاءُ الْفَنَاءِ وَهٰذَا التَّجَلِّی یَمْحُو جَمِیْعَ الْاَنْوَارِ کَمَا قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰی کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ وَقَالَ تَعَالٰی یَمْحُو
اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَابِ کَمَا تَبْقَی الرُّوْحُ
الْقُدُسِیُّ بِنُوْرِ اللّٰهِ نَاظِرًا اِلَیْهِ مِنْهُ مَعَهٗ فِیْهِ لَهٗ
بِلَا کَیْفِیَّةٍ وَّلَا تَشْبِیْهٍ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَیْسَ
کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ فَبَقِیَ النُّوْرُ الْمُطْلَقُ مَحْضًا وَلَا یُمْکِنُ
الْاِخْبَارُ عَمَّا وَرَاءَ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ عَالَمُ الْمَحْوِ فَلَا یَبْقٰی ثَمَّةَ
عَقْلٌ یُخْبِرُ عَنْهُ وَلَا مَحْرَمٌ ثَمَّةَ غَیْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی کَمَا
قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْهِ مَلَكٌ
مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ فَهٰذَا عَالَمُ التَّجْرِیْدِ مِنْ
غَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی کَمَا قَالَ تَعَالٰی تَجَرَّدْ[1] تَصِلْ اِلَیَّ وَالْمُرَادُ
مِنَ التَّجْرِیْدِ فَنَاءُ الْکُلِّ مِنْ صِفَاتِ الْبَشَرِیَّةِ
فَیَبْقٰی فِیْ عَالَمِهٖ مُتَّصِفًا بِصِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی کَمَا قَالَ عَلَیْهِ
السَّلَامُ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَیْ اتَّصِفُوْا بِصِفَتِهٖ۔

[1] انما هذه لیست بایة بل الحدیث القدسی ۱۲

اور فناء الفناء کا مقام ہے اور یہ تجلی تمام قسم کے انوار کو مٹا دیتی ہے (جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔ نیز فرمایا " اللہ جو چاہے مٹاتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے"۔ پس روح قدسی (یعنی روح الٰہی) جو اسی ذات سے ہے، اسی کے ساتھ۔ اسی میں اور اسی کے لئے باقی رہ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور سے اسی ذات کا مشاہدہ بلا کیفیت اور تشبیہہ کرتا رہتا ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ " اس جیسا کوئی نہیں ہے") اس وقت محض نور مطلق باقی رہ جاتا ہے اس سے آگے جو معاملہ ہے اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ عالم فنا ہے وہاں نہ عقل باقی رہتی ہے جو اس کی بابت آگاہ کرے اور نہ وہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محرم اسرار ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا " میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کسی فرشتہ مقرب اور نہ کسی نبی مرسل کو گنجائش ہے"۔ پس یہ عالم تجرید (یعنی تنہائی) ہے جس میں کسی غیر اللہ کو گنجائش نہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، " تنہائی اختیار کر اور مجھے پالے"۔ (یعنی تمام چیزوں سے فارغ ہو کر حتیٰ کہ اپنی ہستی کو بھی مٹا کر میری طرف آ تو تو مجھے پا لیگا)۔ تجرید سے مراد صفاتِ بشری کا کلیتہً فنا ہونا اور عالم الٰہی میں متصف بصفات الٰہیہ ہو کر مقام بقا کا حاصل ہونا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ " اپنے اندر اخلاق الٰہیہ یعنی اس کی صفات پیدا کرو"۔

الفصل السادس عشر في بيان

زكوة الشريعة والطريقة فاما زكوة الشريعة
ان يعطى من كسب الدنيا الى مصرفة موقتة معينة
في كل سنة من نصاب معين واما زكوة الطريقة
فهي ان يعطى من كسب الاخروية الى فقراء الدين
والمساكين الاخروية وانما سميت الزكوة صدقة
في القران كما قال الله تعالى انما الصدقات
للفقراء لانها تصل في يد الله تعالى قبل ان تصل
بيد الفقير والمراد منه قبول الله تعالى وهي مؤبدة
وهي ان يعطى الثواب فاذا اعطى كسب الاخروية للعاصين
لرضاء الله تعالى فيغفر الله لهم مثل ذنوب
الصدقة والصلوة والصوم والحج والتسبيح و
التهليل وتلاوة القران والسخاء وغير ذلك من
الحسنات فلا يبقى لنفسه شئ من ثواب حسناته

سولھویں فصل ۔ زکواۃ شریعت اور طریقت کے بیان میں

زکواۃِ شریعت سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کمائی کرے جب وہ حدِّ نصاب (یعنی وہ مال جس پر زکواۃ واجب ہو جاتی ہے) کو پہنچے تو اس میں سے ہر سال وقت معینہ پر جو مال از روئے شرح نصاب جمع ہو اس کو شریعت کے احکام کے مطابق مستحقین میں تقسیم کرے زکواۃِ طریقت یہ ہے کہ اخروی کمائی (یعنی اعمال جو آخرت کے لئے کئے ہیں) فقرائے دین اور مساکین اخروی (جن کے پاس آخرت کے لئے زاد عمل نہیں) میں تقسیم کیا جائے۔ قرآن مجید میں اس زکواۃ کو صدقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "صدقات تو فقرا کے لئے ہی ہیں"۔ کیونکہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کے دست قدرت میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کو قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ زکواۃ دائمی ہے۔ (یعنی اس کے لئے وقت یا سال معیّن نہیں ہے) اور اس سے مراد ایصال ثواب کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے گنہگاروں کو اخروی کمائی کا ثواب بخش دیا جاتا ہے تو انکے گناہ (مثلاً صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ نماز روزہ اور حج۔ تسبیح و تحلیل۔ تلاوتِ قرآن مجید اور سخاوت وغیرہ اور دیگر اعمال صالح کرنے میں جو کوتاہیاں کی ہیں) اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اور اس کی اپنی نیکیوں سے اسکی ذات کے لئے کوئی ثواب باقی نہیں رہتا

فَيَبْقٰى مُفْلِسًا فَاللّٰهُ تَعَالٰى يُحِبُّ السَّخَاوَةَ وَالْاِفْلَاسَ كَمَا

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمُفْلِسُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِى الدَّارَيْنِ

وَقَالَتْ رَابِعَةُ الْعَدَوِيَّةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰهِىْ مَا

كَانَ نَصِيْبِىْ مِنَ الدُّنْيَا فَاَعْطِهٗ لِلْكَافِرِيْنَ وَمَا كَانَ

نَصِيْبِىْ مِنَ الْعُقْبٰى فَاَعْطِهٗ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَا اُرِيْدُ

مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا ذِكْرَكَ وَلَا مِنَ الْعُقْبٰى اِلَّا رُؤْيَتَكَ

فَالْعَبْدُ وَمَا فِىْ يَدِهٖ لِمَوْلَاهُ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا كَمَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

وَفِىْ مَعْنَى الزَّكٰوةِ اَيْضًا تَزْكِيَةُ الْقَلْبِ مِنْ صِفَاتِ

النَّفْسَانِيَّةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَ

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَالْمُرَادُ

مِنَ الْقَرْضِ فِىْ هٰذِهِ الدَّائِرَةِ اَنْ يُعْطِىَ مَا لَا مِنَ

الْحَسَنَاتِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِحْسَانًا اِلٰى خَلْقِهٖ

چنانچہ (نیکیوں کے لحاظ سے) وہ بالکل مفلس بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے "مفلس دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے"۔ اور رابعہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے "الٰہی دنیا سے جو میرا حصہ ہے وہ کافروں کو عطا کر دے اور عاقبت سے جو میرا نصیبہ ہے وہ مومنین کو عطا فرما دے۔ میں دنیا سے سوائے تیرے ذکر کے کچھ نہیں چاہتی اور عاقبت سے صرف تیرے دیدار کی طلب گار ہوں"۔ پس جس بندے کی جان اور مال اپنے مولا کے لئے وقف ہے جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو ایک نیکی کے بدلے ویسی دس نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں"۔ اور زکوٰۃ (یعنی زکوٰۃ طریقت) کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قلب کو نفسانی صفات سے پاک کیا جائے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ "ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے"۔ نیز فرمایا "بیشک وہ مراد کو پہنچا۔ جس نے اس کو ستھرا کیا"۔ (یعنی نفس کو برائیوں سے پاک کیا) اس دائرہ میں قرض سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی ذات کریم کی خاطر، بلامنت (یعنی بغیر احسان جتانے کے)، بلکہ شفقت و مروت کرتے ہوئے دولت

لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَشَفَقَةً بِلَا مِنَّةٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى لَا طَالِبًا
عِوَضَ الدُّنْيَا فَهٰذَا قِسْمُ الْاِنْفَاقِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا
قَالَ جَلَّ وَعَلَا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

الفصل لسابع عشر فِيْ بَيَانِ صَوْمِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ

فَاَمَّا صَوْمُ الشَّرِيْعَةِ اَنْ يُمْسِكَ عَنِ الْمَاكُوْلَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ
وَعَنِ الْوِقَاعِ فِي النَّهَارِ وَاَمَّا صَوْمُ الطَّرِيْقَةِ فَهُوَ اَنْ
يُمْسِكَ جَمِيْعَ اَعْضَائِهِ عَنِ الْمُحَرَّمَاتِ وَالْمَنَاهِيْ وَالذَّمَائِمِ
مِثْلُ الْعُجْبِ وَغَيْرِهٖ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا لَيْلًا وَّنَهَارًا فَاِذَا
فَعَلَ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الْفِعَالِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا بَطَلَ
صَوْمُ الطَّرِيْقَةِ فَصَوْمُ الشَّرِيْعَةِ مُوَقَّتٌ وَصَوْمُ الطَّرِيْقَةِ
مُؤَبَّدٌ فِيْ جَمِيْعِ عُمْرِهٖ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرُبَّ
صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ
فَلِذٰلِكَ قِيْلَ كَمْ مِّنْ صَائِمٍ مُفْطِرٌ وَّكَمْ مِّنْ مُفْطِرٍ

اعمالِ صالحہ سے اس کی مخلوق میں خیرات کرتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے "تم اپنے صدقے احسان
جتلا کر اور ایذا دے کر باطل نہ کرو" یعنی اپنے صدقات کے عوض میں دنیا طلب نہ کرو
(ورنہ تمہارے صدقات ضائع ہو جائیں گے) پس اس قسم کا اِنفاق (یعنی جو مال اللہ کی
راہ میں خرچ کیا جائے اور اس میں ریاکاری اور دنیا طلبی مقصود نہ ہو) وہ فی الحقیقت
رضائے الٰہی کیلئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "تم ہرگز بھلائی کو نہ
پہنچو گے جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی محبوب اور مرغوب چیز خرچ نہ کرو"

سترھویں فصل: شریعت اور طریقت کے روزے کے

بیان میں۔ روزۂ شریعت یہ ہے کہ دن میں (یعنی صبح صادق سے لے کر
شام تک) کھانے۔ پینے اور جماع کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ اور روزۂ طریقت
یہ ہے کہ انسان ظاہر اور باطن میں اپنے اعضا کو شب و روز محرمات اور مناہی
(یعنی شریعت میں جو باتیں حرام اور ممنوع ہیں) اور دیگر برائیوں مثلاً تکبر
وغیرہ سے باز رکھے۔ اگر وہ مذکورہ افعال ذمیمہ میں سے کسی ایک گناہ کا
مرتکب ہوگا تو اس کا روزۂ طریقت باطل ہو جائے گا۔ شریعت میں جو روزہ
فرض ہے اس کا وقت معین ہے۔ اور روزۂ طریقت دائمی تمام عمر کے لئے
ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے "بہت سے روزے دار ایسے
ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں (یعنی ان
کے ذمّہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن روزے کا ثواب نہیں
ملتا) اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کتنے ہی روزے دار ہیں جو افطار
کرنے والے ہیں۔ اور کتنے ہی افطار کرنے والے ہیں جو روزے

صَائِمٌ اَیْ یُمْسِكُ اَعْضَائَهٗ عَنِ الْمَنَاهِیْ وَاِیْذَاءِ النَّاسِ بِالْجَوَارِحِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰی اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ رُؤْیَتِهٖ رَزَقَنَا اللهُ تَعَالٰی بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ وَقَالَ اَهْلُ الشَّرِیْعَةِ اَلْمُرَادُ مِنَ الْاِفْطَارِ اَلْاَكْلُ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَمِنَ الرُّؤْیَةِ رُؤْیَةُ الْهِلَالِ لَیْلَةَ الْعِیْدِ وَقَالَ اَهْلُ الطَّرِیْقَةِ اَلْاِفْطَارُ عِنْدَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ بِالْاَكْلِ بِمَا فِیْهَا مِنَ النَّعِیْمِ رَزَقَنَا اللهُ وَاِیَّاكُمْ مِنْ تِلْكَ النِّعَمِ وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْیَةِ وَهِیَ رُؤْیَةُ اللهِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِنَظَرِ السِّرِّ مُعَایَنَةً رَزَقَنَا اللهُ وَاِیَّاكُمْ رُؤْیَتَهٗ بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ ؁

وَاَمَّا صَوْمُ الْحَقِیْقَةِ فَهُوَ اِمْسَاكُ الْفُؤَادِ مِمَّا سِوَی اللهِ تَعَالٰی وَاِمْسَاكُ السِّرِّ عَنْ مَحَبَّةِ مُشَاهَدَةِ غَیْرِ اللهِ تَعَالٰی كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰی اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا

دار ہیں یعنی اپنے اعضاء کو برائیوں نیز لوگوں کو ایذا پہنچانے سے باز رکھتے ہیں۔ (یعنی کتنے ہی روزے دار ہیں جو کھانے پینے سے پرہیز رکھتے ہیں۔ لیکن برائیوں سے باز نہیں آتے۔ ان کے روزوں کا کوئی ثواب نہیں۔ حقیقتاً روزے دار وہی ہیں جو بُرے کاموں سے بچتے ہیں۔ اور کسی کو اذیت نہیں پہنچاتے) جیسا کہ حدیث قُدسی میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوں گا" حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد عالی ہے "روزہ دار کے لئے دو فرحتیں (خوشیاں) ہیں۔ ایک خوشی بوقت افطار (یعنی روزہ کھولنے کے وقت) اور دوسری خوشی بوقت دیدارِ جمال باری تعالیٰ۔ خدا کرے کہ اس کے فضل و کرم سے ہمارے نصیب ہو جائے اہل شریعت نے افطار سے مراد سورج غروب ہونے کے وقت کھانے سے اور رویت سے مراد رویتِ ہلال عید کی ہے۔ اور اہل طریقت نے فرمایا ہے کہ افطار سے مراد جنت میں داخل ہونے کے وقت اس کی نعمت سے روزہ طریقت افطار کرنا ہے۔ یعنی اس کی نعمت کا مزہ چکھنا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور آپ کو ان نعمتوں سے سرفراز فرمادے۔ اور رویت سے مراد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے جمال پاک کا نظارہ اس آنکھ سے کرنا ہے جو مقام سِر میں ہے (اللہ تعالےٰ ہمیں اور آپ کو اپنے فضل و کرم سے اپنے دیدار سے مشرف فرمائے)۔ اور روزۂ حقیقت سے مُراد دل کا ماسوی اللہ کو ترک کرنا اور سِر کا غیر اللہ کے مشاہدہ کی محبت سے پاک ہونا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "الانسان میرا سِر (راز)

سِرَّہٗ فَالسِّرُّ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلَا یَمِیْلُ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَیْسَ لَہٗ سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَحْبُوْبٌ وَلَا مَرْغُوْبٌ وَلَا مَطْلُوْبٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ فَاِذَا وَقَعَ فِیْ مُحَبَّۃِ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَسَدَ صَوْمُ الْحَقِیْقَۃِ فَلَہٗ قَضَاءُ صَوْمِہٖ وَھُوَ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی مَحَبَّتِہٖ وَلِقَائِہٖ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِءُ بِہٖ ؏

الفصل الثامن عشر فِیْ بَیَانِ حَجِّ الشَّرِیْعَۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ

فَحَجُّ الشَّرِیْعَۃِ اَنْ یَّحُجَّ بَیْتَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِشَرَائِطِہٖ وَ اَرْکَانِہٖ حَتّٰی یَحْصُلَ ثَوَابُ الْحَجِّ فَاِذَا نَقَصَ شَیْءٌ مِّنْ شَرَائِطِ یَنْقُصُ ثَوَابُ الْحَجِّ وَیَبْطُلُہٗ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَنَا بِتَمَامِہٖ بِقَوْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ فَمِنْ شَرَائِطِہٖ الْاِحْرَامُ اَوَّلًا ثُمَّ دُخُوْلُ مَکَّۃَ ثُمَّ طَوَافُ الْقُدُوْمِ ثُمَّ الْوُقُوْفُ بِعَرَفَۃَ ثُمَّ الْمَبِیْتُ

اور میں اس کا سر ہوں۔ پس سِرّ جو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے اس کا میلان کسی غیر اللہ کی طرف نہیں ہوتا ہے (جیسا کہ مثل مشہور ہے الجنس یمیلُ اِلی جنسہٖ) اس کے لئے دنیا اور آخرت میں سوائے ذاتِ باری کے کوئی محبوب مرغوب، اور مطلوب نہیں ہے۔ اگر غیر اللہ کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو روزۂ حقیقت فاسد ہو جاتا ہے۔ اس روزے کی قضا یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں (محبت غیر اللہ ترک کر کے) پھر اسی ذات باری تعالیٰ کی محبت اور شوقِ لقا کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا"

اٹھارہویں فصل۔ حج شریعت اور طریقت کے بیان میں

حج شریعت یہ ہے کہ شرائط و فرائض کے ساتھ حج بیت اللہ کیا جائے۔ حتیٰ کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے۔ اگر شرائط کی ادائیگی میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو ثواب حج میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور حج فاسد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ہمیں حج کو (بلا سُستی اور نقصان) کامل کرنے کا حکم دیا ہے وَاَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمرَۃَ لِلّٰہِ (اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو) اس حج کی شرائط یہ ہیں:- (۱) احرام باندھنا (۲) مکہ معظمہ میں داخلہ (۳) طواف قدوم (یعنی مسجد حرام میں داخل ہونے کے وقت کا طواف)۔ (۴) عرفہ میں وقوف (۵) مُزدلفہ میں رات گزارنا (۶) منیٰ میں قربانی کرنا (۷)

بِمُزْدَلِفَةَ ثُمَّ ذِبْحُ الْاُضْحِيَةِ بِمِنًی ثُمَّ دُخُولُ الْحَرَمِ

ثُمَّ طَوَافُ الْکَعْبَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ ثُمَّ شُرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ

ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ لِلطَّوَافِ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ ثُمَّ

یَحِلُّ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ مِنَ الْاِحْرَامِ وَغَیْرِهٖ فَجَزَاءُ

هٰذَا الْحَجِّ الْعِتْقُ مِنَ الْجَحِیْمِ وَالْاَمْنُ مِنْ قَهْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی

کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ثُمَّ طَوَافُ

الصَّدْرِ ثُمَّ الرُّجُوْعُ اِلٰی وَطَنِهٖ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ

وَاَمَّا بَیَانُ حَجِّ الطَّرِیْقَةِ فَزَادُهٗ وَرَاحِلَتُهٗ اَوَّلًا اَلْمَیْلُ

اِلٰی صَاحِبِ التَّلْقِیْنِ وَاَخْذُهٗ مِنْهُ ثُمَّ مُلَازَمَةُ الذِّکْرِ

بِاللِّسَانِ مَعَ مُلَاحَظَةِ مَعْنَاهُ وَالْمُرَادُ بِالذِّکْرِ وَهُوَ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِاللِّسَانِ ثُمَّ یَحْصُلُ حَیَاةُ الْقَلْبِ

لَهٗ ثُمَّ یَشْتَغِلُ بِذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْبَاطِنِ حَتّٰی

یُصَفِّیَهٗ اَوَّلًا بِالْتِزَامِ اَسْمَاءِ الصِّفَاتِ لِیَظْهَرَ کَعْبَةُ

السِّرِّ بِاَنْوَارِ صِفَاتِ الْجَمَالِ کَمَا اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِبْرٰهِیْمَ

وَاِسْمٰعِیْلَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ

بیت الحرام میں داخلہ (۸) طواف کعبہ، خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا (۹) آبِ زمزم پینا (۱۰) مقام ابراہیم خلیل اللہ پر دو رکعت واجب الطواف پڑھنا۔(ان شرائط کے ساتھ حج سے فارغ ہونے کے بعد) وہ باتیں حلال ہو جاتی ہیں جن کا احرام کی حالت میں کرنا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے۔ (اس حج کی جزا دوزخ سے رہائی اور اللہ کے قہر سے امان پانا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "جو حرم میں داخل ہوا امان میں ہوا") سب سے آخر طواف صدر (یعنی بیت اللہ شریف سے رخصت ہونے کے وقت کا طواف جس کو طوافِ رخصت بھی کہتے ہیں) اور پھر وطن کو مراجعت۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ **بیان حج طریقت** اس حج کے لئے زادِ راہ اور سواری یعنی سامان سفر یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی صاحبِ تلقین (یعنی قابل مرشد) کے ساتھ نسبت پیدا کر کے اس سے تلقین (تعلیم سلوک) حاصل کرے پھر زبان کے ساتھ دائمی ذِکر کرے اور اسکی حقیقت اور مقصد کو مدّنظر رکھے (یعنی ذکر کے ساتھ فکر بھی شامل ہو) اور ذکر سے مراد کلمہ توحید (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) کا زبانی ذکر ہے۔ اس کے بعد جب دل زندہ ہو جائے تو باطنی ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو حتیٰ کہ پہلے صفاتی اسماء کے دائمی ذکر سے تصفیہ باطن کرے تاکہ کعبۂ سِر اللہ تعالیٰ کے جمالِ صفاتی کے انوار کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور

إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَكَعْبَةُ الظَّاهِرِ تَطْهِيرُهَا لِلطَّائِفِينَ مِنَ
الْمَخْلُوقَاتِ وَكَعْبَةُ الْبَاطِنِ تَطْهِيرُهَا لِنَظَرِ الْخَالِقِ
فَمَا أَلْيَقَ وَأَجْدَرَ هٰذَا التَّطْهِيرُ مِمَّا سِوَاهُ ثُمَّ الْإِحْرَامُ
بِنُورِ الرُّوحِ الْقُدُسِيِّ ثُمَّ دُخُولُ كَعْبَةِ الْقَلْبِ ثُمَّ
طَوَافُ الْقُدُومِ بِمُلَازَمَةِ اسْمِ الثَّانِي وَهُوَ اللهُ ثُمَّ
الذَّهَابُ إِلَى عَرَفَاتِ الْقَلْبِ وَهُوَ مَوْضِعُ الْمُنَاجَاتِ فَوَقَفَ
فِيهَا بِمُلَازَمَةِ الثَّالِثِ وَهُوَ هُوَ وَالرَّابِعِ وَهُوَ حَقٌّ
ثُمَّ يَذْهَبُ إِلَى مُزْدَلِفَةِ الْفُؤَادِ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْخَامِسِ
وَهُوَ حَيٌّ وَبَيْنَ السَّادِسِ وَهُوَ قَيُّومٌ ثُمَّ يَذْهَبُ إِلَى
مِنَى السِّرِّ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَالْوُقُوفُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ
يَذْبَحُ النَّفْسَ الْمُطْمَئِنَّةَ بِمُلَازَمَةِ اسْمِ السَّابِعِ وَهُوَ
قَهَّارٌ لِأَنَّهُ اسْمُ الْفَنَاءِ وَرَافِعُ لِحِجَابِ الْكُفْرِ كَمَا قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكُفْرُ وَالْإِيمَانُ مَقَامَانِ مِنْ وَرَاءِ
الْعَرْشِ وَهُمَا حِجَابَانِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَرَبِّهِ عَزَّ شَانُهُ
أَحَدُهُمَا أَسْوَدُ وَالْآخَرُ أَبْيَضُ ثُمَّ حَلْقُ رَأْسِ الرُّوحِ

اِعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود والوں کے لیے"۔ ظاہری کعبہ کا صاف وستھرا کرنا مخلوقات میں سے ان لوگوں کے لئے ہے جو طواف کرنے والے ہیں اور باطنی کعبہ کی صفائی خالق کے قرب کے لئے ہے۔ اس ذات پاک کا جلوہ دیکھنے کے لئے بہترین اور نہایت موزوں طریقۂ تطہیر یہ ہے کہ کعبۂ باطن کو ماسویٰ اللہ سے پاک و صاف کیا جائے۔ بعدہٗ (جس طرح حج شریعت کے لئے احرام باندھتے ہیں اسی طرح حج طریقت کا) اِحرام روح قدسی کے نور سے ہے۔ پھر کعبۂ قلب میں داخلہ۔ اس کے بعد طواف قدوم اسم ثانی یعنی "اسم اللہ" کا دائمی ذکر ہے۔ پھر عرفات قلب (جو موضع مناجات ہے) کی طرف روانگی اور اس میں وقوف اس طریقہ سے کہ تیسرا اسم یعنی "ھُوْ" اور چوتھا اسم یعنی حقؔ کا ذکر بالالتزام کیا جائے۔ پھر مزدلفہ میں آئے جس سے مراد فواد (یعنی باطنی دل) ہے۔ اور پانچویں چھٹے دو اسماء یعنی حییؔ اور قیومؔ کو جمع کرے۔ پھر منیٰ یعنی مقام سر کی طرف توجہ کرے جو مابین حرمین ہے اور ان دونوں کے مابین وقوف کرے پھر ساتویں اسم یعنی "قہارؔ" کے دائمی ذکر سے نفس مطمئنہ کی قربانی کرے۔ کیونکہ یہ اسم باعث فنا اور حجاب کفر کو دور کرنے والا ہے۔ (جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلّام نے فرمایا ہے۔ "کفر اور ایمان عرش کے درے دو مقام ہیں۔ جو بندے اور اس کے پروردگار عزّ شانہٗ کے درمیان حجاب ہیں۔ ایک ان میں سے سیاہ ہے۔ اور دوسرا سفید۔") نفس مطمئنہ کی قربانی کرنے کے بعد حلق اس

الْقُدُسِيِّ مِنْ صِفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ بِمُلَازَمَةِ الْاِسْمِ الثَّامِنِ
ثُمَّ دُخُولُ حَرَمِ السِّرِّ بِمُلَازَمَةِ اِسْمِ التَّاسِعِ ثُمَّ الْوُصُولُ
إِلَى رُؤْيَةِ الْعَاكِفِينَ فَيَعْتَكِفُ فِي بِسَاطِ الْقُرْبَةِ وَالْأُنْسِ
بِمُلَازَمَةِ الْاِسْمِ الْعَاشِرِ ثُمَّ يَرٰى جَمَالَ الصَّمَدِيَّةِ
سُبْحَانَهُ مَا أَعْظَمَ شَانُهُ بِلَا كَيْفٍ وَلَا تَشْبِيهٍ ثُمَّ
طَوَافُ سَبْعَةِ أَشْوَاطٍ بِمُلَازَمَةِ اِسْمِ الْحَادِيْ عَشَرَ وَ
مَعَهُ سِتَّةُ أَسْمَاءٍ مِنَ الْفُرُوعَاتِ ثُمَّ الشُّرْبُ مِنْ
يَدِي الْقُرْبَةِ شَرَابًا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ
شَرَابًا طَهُورًا مِنْ قَدَحِ اِسْمِ الثَّانِيْ عَشَرَ ثُمَّ الْبُرْقَعُ
مِنْ وَجْهِ الْبَاقِي الْمُقَدَّسِ مِنَ التَّشْبِيهِ فَيَنْظُرُ بِنُورِهٖ
إِلَيْهِ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ
سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ يَعْنِيْ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى
بِلَا وَاسِطَةِ الْحُرُوفِ وَالصَّوْتِ وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ وَلَا خَطَرَ
عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ يَعْنِيْ ذَوْقُ الرُّؤْيَةِ وَالْخِطَابُ ثُمَّ
يَحِلُّ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِتَبْدِيْلِ السَّيِّئَاتِ مِنْ

یعنی سر منڈانے کا عمل ہے۔ حج طریقت میں اس سے مراد روح قدسی (یعنی روح الٰہی) کو آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ صفات بشری سے پاک و صاف کرنا ہے۔ اس کے بعد نویں اسم کو لازم پکڑے اور حرم سِر میں داخل ہو۔ پھر اس مقام میں رسائی حاصل کرے جہاں اعتکاف والوں کو اپنی بصیرت سے دیکھے اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ مقام قرب اور انس میں اعتکاف کرے پھر بلا کیف و تشبیہ اس بے نیاز پاک اور بلند شان والے پروردگار کے جمال کا نظارہ کرے۔ اس کے بعد اسمار الاصول سے گیارہواں اسم اور چھ اسمار فروعات یعنی سات اسمار کو لازم پکڑے اور ان کے دائمی ذکر سے حج طریقت کا وہ طواف مکمل ہو گیا جو بمنزلہ اس طواف کے ہے جو حج شریعت میں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے سے ادا ہوتا ہے۔ پھر مقام قرب میں بارھویں اسم کے پیالے سے بدست قدرت شراب (طہور) پیتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اور ان کو ان کے پروردگار نے پاکیزہ شراب پلائی"۔ اس کے بعد حجاب (ورق) اٹھ جاتا ہے تو اس ذات غیر فانی کو (جو تشبیہ سے پاک ہے) اسی کے نور کے واسطہ سے بے حجابانہ دیکھتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے اس قول کا معنیٰ ہے جو حدیث قدسی میں فرمایا "اہل قرب کو وہ بات حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی اس کا خیال کبھی بشر کے دل میں آیا" یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام بلا واسطہ حرف اور آواز۔ اور وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (کسی بشر کے دل میں اسکا خیال بھی نہیں گذرا) سے مراد ذوق دیدار الٰہی اور خطاب ہے (خطاب کے معنی روبرو کلام کرنا ہے) اسمار توحید کے تکرار سے برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں۔

الحسنات بتكرار اسماء التوحيد كما قال الله تعالى
ومن تاب وآمن وعمل صالحا فاولئك يبدل الله
سيئاتهم حسنات ثم العتق من التصريفات
النفسانية ثم الامن من الخوف والحزن كما قال
الله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم
يحزنون رزقنا الله واياكم بفضله وجوده وكرمه
ثم طوان الصدر بتكرار الاسماء كلها ثم الرجوع الى
وطنه الاصلي الذي في عالم القدس وعالم احسن
التقويم بملازمة اسم الثاني عشر وهو متعلق
بعالم اليقين وهذه التاويلات في دائرة اللسان او
العقل واما ما وراء ذلك فلا يمكن الاخبار عنها
لانها لا تدركها الافهام والاذهان ولا يسع
الحواصل لذلك كما قال عليه السلام ان من العلوم
كهيئة المكنون لا يعلمها الا العلماء بالله فاذا
نطقوا بها ما انكرها اهل العزة فالعارف يقول ما دونه

پھر جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا تھا وہ حلال ہو جاتی ہیں (جس طرح حج شریعت سے فارغ ہونے کے بعد وہ باتیں حلال ہو جاتی ہیں جن کا احرام کی حالت میں کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا عمل کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالےٰ بھلائیوں سے بدل دے گا" پھر تصریفات نفسانیہ سے آزاد ہو کر خوف وغم سے امان مل جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "سن لو! اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم" اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور جود و کرم سے ہمارے اور آپ کے نصیبے میں بھی کرے۔ اِس کے بعد طواف صدر (حج شریعت میں بیت اللہ سے رخصت ہونے کے وقت جو آخری طواف کیا جاتا ہے۔ اس کو طواف صدر کہتے ہیں) یہ مقام جملہ اسماء کے تکرار (یعنی بار بار دہرانے) سے حاصل ہوتا ہے پھر (حج شریعت کی طرح) اصلی وطن کی طرف مراجعت ہے۔ جو عالم قدس (یعنی عالم باری تعالیٰ) اور عالم احسن التقویم (یعنی جس عالم میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا) میں ہے یہ مقام بارھویں اسم (جس کا تعلق عالم یقین کے ساتھ ہے) کے دائمی ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ تاویلاتِ مذکورہ تو دائرہ زبان اور عقل کے اندر ہیں (یعنی زبان سے اظہار بھی کر سکتے ہیں اور عقل میں بھی آسکتی ہیں) لیکن جو معاملہ اس سے آگے ہے وہ بیان سے باہر ہے اسکے متعلق اطلاع کرنا ناممکن ہے کیونکہ وہ عقل و فہم سے بالا ہے۔ حوصلے اسکی گنجائش نہیں رکھتے اور مخازن میں اسکی سمائی نہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ بلاشبہ علوم میں سے ایک علم ایسا ہے جو بہئیت مکنون ہے (یعنی پوشیدہ ہے۔ اس سے مراد علم باطنی ہے) جسکو اللہ والے علماء کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب وہ اس کے

وَالْعَالِمُ يَقُولُ مَا فَوْقَهُ فَإِنَّ عِلْمَ الْعَارِفِ سِرُّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ الْآيَةَ أَيِ الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰى اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ؂

الفصل التاسع عشر فِي بَيَانِ الْوَجْدِ وَالصَّفَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَالَ تَعَالٰى فَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِيْمَانِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِنْ رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَذْبَةٌ مِّنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِنُ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ وَقَالَ أَيْضًا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ لَّا وَجْدَ لَهُ لَا حَيٰوةَ لَهُ قَالَ الْجُنَيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْوَجْدُ إِذَا صَادَفَ فِي الْبَاطِنِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

ساتھ کلام کرنے میں تو اہلِ عزت (یعنی اہل ایمان) اسکا انکار نہیں کرتے۔ عارف علم کی تہ کو پہنچا ہے (یعنی حقیقت علم کو پہنچا ہے اور اصل مطلب پالیتا ہے) اسکا کلام اسکے حال کے مطابق ہوتا ہے اور عالم کو صرف سطحی علم حاصل ہوتا ہے (یعنی اس نے صرف ظاہری علم حاصل کیا ہے۔ علم کی کنہ اور مقصد کو نہیں پہنچا) لہٰذا وہ اپنے علم کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔ عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا راز ہے جسکو اسکا غیر نہیں جانتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے مگر جتنا وہ چاہے" یعنی وہ انبیاء اور اولیاء ہیں جنکو اپنے علم کے ساتھ نوازا ہے۔ بلاشک اللہ تعالیٰ بھید کو جانتا ہے اور اسکو بھی جانتا ہے جو اس سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے ہیں اچھے نام اور وہی بہتر جاننے والا ہے۔

انیسویں فصل

۔ وجد اور صفائی کے بیان میں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اس سے بال کھڑے ہو جاتے ہیں انکے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر یاد خدا کی طرف رغبت میں انکی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں" (حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الٰہی سے انکے بال کھڑے ہو جاتے ہیں جسم لرزتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں) نیز فرمایا "تو کیا وہ جسکا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔ اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے۔ پس خرابی ہے انکے لئے جنکے دل یاد خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں" (یعنی جس کے دل میں نور داخل ہونے سے وسعت ہو جاتی ہے وہ دنیا سے دور رہتا ہے۔ اور عالم عقبیٰ کی طرف ہمیشہ متوجہ ہوتا ہے۔ ذکر خدا سے مومنین کے دل نرم ہو جاتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھ جاتی ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "جذبات حقانی سے ایک جذبہ دونوں جہان کے عمل کے برابر ہے" نیز فرمایا ہے جس کو وجد (یعنی غلبۂ ذوق و شوق) حاصل نہیں۔ اس کی زندگی کالعدم ہے۔" حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "وجد جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں دخل پاتا ہے

يُوْرِثُ سُرُوْرًا اَوْ حُزْنًا ❁

فَالْوَجْدُ عَلٰى نَوْعَيْنِ جِسْمَانِيٍّ وَرُوْحَانِيٍّ فَالْجِسْمَانِيُّ وَهُوَ وَجْدُ النَّفْسَانِيَّةِ وَوَجْدُهُ بِقُوَّةِ الْجِسْمِ بِغَيْرِ قُوَّةِ الْجَذْبَةِ الْغَالِبَةِ الرُّوْحَانِيَّةِ مِثْلُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ وَالشُّهْرَةِ فَهٰذَا النَّوْعُ كُلُّهٗ بَاطِلٌ لِاَنَّ اِخْتِيَارَهٗ غَيْرُ مَغْلُوْبٍ وَلَا مَسْلُوْبٍ وَلَا يَجُوْزُ الْمُوَافَقَةُ بِمِثْلِ هٰذَا الْوَجْدِ ❁

وَاَمَّا الرُّوْحَانِيَّةُ فَهُوَ اَنْ يَتَقَوَّى الرُّوْحَانِيَّةُ بِقُوَّةِ الْجَذْبَةِ بِمِثْلِ قِرَاْءَةِ الْقُرْاٰنِ بِصَوْتٍ حَسَنٍ اَوْ شِعْرٍ مَوْزُوْنٍ اَوْ ذِكْرٍ مُؤَثِّرٍ فَلَا يَبْقٰى لِلْجِسْمِ قُوَّةٌ وَاِخْتِيَارٌ وَهٰذَا الرُّحْمَانِيُّ مُسْتَحَبٌّ مُوَافَقَتُهٗ وَاِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَبَشِّرْ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ وَكَذَا اَصْوَاتُ الْعُشَّاقِ وَالطُّيُوْرِ وَالْاَلْحَانِ الْمَعَانِيْ فَكُلُّ ذٰلِكَ قُوَّةُ الرُّوْحِ وَلَا مَدْخَلَ لِلنَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْوَجْدِ لِاَنَّ

تو موجب خوشی یا غم ہوتا ہے۔" وجد دو قسم کا ہے (۱) جسمانی اور (۲) روحانی
جسمانی وجد نفسانی ہے اور یہ قوت جسمانی کے ساتھ ہے۔ اس میں روحانی
غلبۂ ذوق و شوق کو مطلقاً دخل نہیں۔ محض لوگوں کو دکھانے سنانے
اور شہرت پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اس قسم کا وجد بالکل باطل ہے۔
کیونکہ اس کا اختیار کرنا غیر مغلوب اور غیر مسلوب ہے (اختیاری وجد میں
نہ تو جذبۂ ذوق و شوق کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اختیار سلب کیا جاتا
ہے۔ سلب کے معنی زبردستی چھین لینا ہے) اس قسم کے وجد کی موافقت
ناجائز ہے۔ وجد روحانی ایک جذبہ یا جوشِ دل ہے جو قراءتِ قرآن مجید
پسندیدہ اور خوش آواز، شعر موزوں یا ذکرِ مؤثر سننے سے پیدا ہوتا
ہے۔ اور اس جذبہ کے اندر ایسی قوت ہوتی ہے جو روحانیت کو
تقویت پہنچاتی ہے۔ جسم میں قوت اور اختیار باقی نہیں رہتے
یہ وجد رحمانی ہے۔ اس کی موافقت مستحب ہے۔ اور اسی کے متعلق
اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اشارہ فرمایا ہے "پس خوشخبری
دیجئے میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں۔ پھر
اس کے بہتر پر چلیں" اور اسی طرح عشاق اور پُردرد دل
کی (دلکش) صدائیں، خوش الحانی اور پُر معانی آوازیں یہ سب
قوت روحانی کا موجب ہیں۔ اس قسم کے وجد
میں نفس اور شیطان کو دخل نہیں ہے۔ کیونکہ شیطان

الشَّيْطَانَ يَتَصَرَّفُ فِي ظُلْمَانِيَّةِ النَّفْسَانِيَّةِ لَا فِي نُورَانِيَّةِ
الرَّحْمَانِيَّةِ فَإِنَّهُ يَذُوبُ فِيهَا كَمَا يَذُوبُ مِنْ كَلِمَةِ الْحَوْقَلَةِ
وَهِيَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ كَالْمِلْحِ
فِي الْمَاءِ كَذَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ فَفِي قِرَاءَةِ الْآيَاتِ وَالْأَشْعَارِ
الْحِكْمَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَالْعِشْقِ وَالْأَصْوَاتِ الْحَزِينَةِ قُوَّةٌ نُورَانِيَّةٌ
لِلرُّوحِ فَالْوَاجِبُ أَنْ يَصِلَ النُّورُ إِلَى النُّورِ وَهُوَ الرُّوحُ
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَأَمَّا إِذَا كَانَ
الْوَجْدُ شَيْطَانِيًّا وَنَفْسَانِيًّا فَلَا يَكُونُ فِيهِ نُورٌ بَلْ ظُلْمَةٌ
وَكُفْرٌ وَضَلَالٌ فَالظُّلْمَةُ تَصِلُ إِلَى الظُّلْمَانِيَّةِ وَهِيَ
النَّفْسُ فَيَقْوَى بِجِنْسِهِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى الْخَبِيثَاتُ
لِلْخَبِيثِينَ وَلَيْسَ لِلرُّوحِ فِيهَا قُوَّةٌ ثُمَّ حَرَكَاتُ الْوَجْدِ
فَفِي وَجْدِ الرُّوحَانِيَّةِ نَوْعَيْنِ نَوْعٌ اِخْتِيَارِيٌّ وَنَوْعٌ
اِضْطِرَارِيٌّ۔ فَالْاِخْتِيَارِيُّ كَحَرَكَةِ الْإِنْسَانِ لَيْسَ فِي
جَسَدِهِ أَلَمٌ وَلَا مَرَضٌ وَلَا سُقْمٌ فَهٰذِهِ الْحَرَكَاتُ
كُلُّهَا غَيْرُ مَشْرُوعَةٍ وَأَمَّا الْاِضْطِرَارِيُّ وَهُوَ الَّذِي

ظلمانی نفسانیت کے اندر تصرف کر سکتا ہے۔ رحمانی نورانیت میں اس کو تصرف حاصل نہیں۔ کیونکہ اس نورانیت میں شیطان (پانی میں نمک کی طرح گھل جاتا ہے۔ جسطرح کلمہ حوقلہ یعنی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم سے پگھل جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "تلاوت آیات قرآنیہ اشعار حکمت، محبت اور عشق اور پرغم آوازوں میں روح کے لئے قوت نورانیہ ہے۔ پس لازماً نور (مذکورہ قوت نورانیہ) نور یعنی روح سے ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ستھریاں ستھروں کیلئے ہیں۔" جب وجد شیطانی اور نفسانی ہوتا ہے۔ ایمیں نورانیت نہیں ہوتی بلکہ تاریکی اور کفر اور گمراہی ہوتی ہے۔ پس ظلمت (یعنی تاریکی) ظلمانی وجہ تاریک اور منسوب ظلمت ہو) یعنی نفس سے ملتی ہے تو اتصال ہم جنس سے نفس کو تقویت پہنچتی ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "گندیاں گندوں کیلئے ہیں") لیکن اس میں روحانی غذا مفقود ہوتی ہے۔ پھر وجد روحانی میں دو قسم کی حرکات پائی جاتی ہیں۔ (۱) نوع اختیاری (۲) نوع اضطراری۔ اختیاری قسم کی حرکات اس شخص کی حرکات کی مانند ہیں جس کے وجود میں نہ تو کسی رنج والم اور دکھ درد کے آثار پائے جائیں۔ اور نہ وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو۔ (یعنی بغیر کسی تکلیف یا مرض یا غم کے بناوٹی حرکات کرے) تو یہ جملہ حرکات خلاف شرع ہیں۔ اور جو حرکاتِ اضطراری (یعنی بے اختیاری) ہیں ان کا حاصل ہونا کسی اور سبب سے ہے

يَحْصُلُ بِسَبَبٍ آخَرَ بِمِثْلِ قُوَّةِ الرُّوْحِ فَلَا تَقْدِرُ النَّفْسُ
عَلٰى صُنْعِهٖ لِاَنَّ هٰذِهِ الْحَرَكَاتُ غَالِبَةٌ عَلٰى حَرَكَاتِ
الْجِسْمَانِيَّةِ مِثْلُ حَرَكَاتِ الْحُمّٰى اِذَا غَلَبَتْ عَجَزَ الْاِنْسَانُ
عَنْ تَحَمُّلِهَا فَلَا اِخْتِيَارَ لَهَا حِيْنَئِذٍ فَالْوَجْدُ اِذَا غَلَبَ
الْحَرَكَاتُ الرُّوْحَانِيَّةُ يَكُوْنُ حَقِيْقِيًّا وَرُوْحَانِيًّا وَالْوَجْدُ
وَالسَّمَاعُ اِثْنَانِ مُحَرِّكَانِ كَمَا فِيْ قُلُوْبِ الْعُشَّاقِ وَ
الْعَارِفِيْنَ وَهُمَا طَعَامُ الْمُحِبِّيْنَ وَمُقَوِّيُ الطَّالِبِيْنَ وَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ السَّمَاعَ لِقَوْمٍ فَرْضٌ
وَلِقَوْمٍ سُنَّةٌ وَلِقَوْمٍ بِدْعَةٌ فَالْفَرْضُ لِلْخَوَاصِّ وَ
السُّنَّةُ لِلْمُحِبِّيْنَ وَالْبِدْعَةُ لِلْغَافِلِيْنَ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَنْ لَمْ يَتَحَرَّكْ بِالسَّمَاعِ وَاَشْعَارِهٖ وَالرَّبِيْعِ وَاَزْهَارِهٖ
وَالْعُوْدِ وَاَوْتَارِهٖ فَهٰذَا فَاسِدُ الْمِزَاجِ لَيْسَ لَهٗ عِلَاجٌ
فَهُوَ نَاقِصٌ عَنِ الْحِمَارِ وَالطُّيُوْرِ بَلْ عَنْ كُلِّ الْبَهَائِمِ
فَاِنَّ جَمِيْعَ ذٰلِكَ يَتَاَثَّرُ بِالنَّغَمَاتِ الْمَوْزُوْنَةِ وَلِذٰلِكَ
كَانَتِ الطُّيُوْرُ تَصْطَفُّ عَلٰى رَأْسِ دَاؤُدَ لِاِسْتِمَاعِ

مثل روحانی قوت کے۔ نفس ان کے پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ کیونکہ یہ حرکات
(اضطراری) جسمانی حرکات پر غالب ہیں۔ جس طرح بحالتِ بخار جب حرکات
غلبہ پا لیتی ہیں تو انسان ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت وہ حرکات
اس کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں (یعنی جب انسان پر بخار کا غلبہ ہوتا
ہے تو اس تکلیف کی حالت میں بے اختیار ہو کر کئی قسم کی حرکات کرتا ہے)
پس جب روحانی حرکات غالب آجاتی ہیں تو وجد حقیقی اور روحانی ہوتا
ہے۔ وجد اور سماع دو آلے ہیں۔ جو عاشقوں اور عارفوں کے دلی
جذبات کو متحرک کرتے ہیں اور وہ دونوں اہل محبت کی غذا اور
طالبانِ (حق) کو قوت بخشنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے "سماع ایک گروہ کے لئے فرض ہے اور
ایک جماعت کے لئے سنت اور ایک فریق کے لئے بدعت ہے"۔
پس خواص (یعنی اللہ کے خاص بندوں) کے لئے فرض، اہل محبت کے
لئے سنت اور غافلوں کے لئے بدعت ہے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا "جو شخص سماع اور اس کے اشعار، موسم بہار اور اسکے شگوفے، عود
(مشہور ساز موسیقی ہے) اور اسکی تاروں (یعنی نغموں) سے جنبش میں نہیں آتا
(یعنی اس کے اندر وجدانی کیفیت پیدا نہیں ہوتی) وہ فاسد المزاج ہے (اس کے
مزاج میں فساد واقع ہے) وہ گدھے اور جانوروں سے کیا بلکہ تمام حیوانوں سے کمتر ہے
کیونکہ جملہ وحوش وطیور نغمات اور موزوں اشعار سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ
تھی کہ پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کی (خوش اور سریلی) آواز
سننے کے لئے ان کے سر کے اوپر قطار در قطار جمع ہو جاتے تھے

صَوْتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا وَجْدَ لَهٗ لَا دِيْنَ لَهٗ وَالْوَجْدُ عَلٰى عَشْرَةِ اَوْجُهٍ بَعْضُهَا جَلِيٌّ وَيَظْهَرُ اَثَرُهٗ فِي الْحَرَكَاتِ وَبَعْضُهَا خَفِيٌّ لَا يَظْهَرُ اَثَرُهَا مِنَ الْجَسَدِ كَمَيْلِ الْقَلْبِ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ قِرَاءَتِهِ الْقُرْاٰنَ وَمِنْهَا الْبُكَاءُ وَالتَّاَلُّمُ وَمِنْهَا الْخَوْفُ وَالْحُزْنُ وَمِنْهَا التَّاَسُّفُ وَالْحَيْرَةُ عِنْدَ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْهَا التَّحَسُّرُ وَالنَّدَامَةُ وَمِنْهَا التَّغَيُّرُ فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَمِنْهَا الطَّلَبُ لِرِضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالشَّوْقُ وَ مِنْهَا الْحَرَارَةُ وَالْمَرَضُ وَالْعِرْقُ ؎

اَلْفَصْلُ الْعِشْرُوْن فِيْ بَيَانِ الْخَلْوَةِ وَالْعُزْلَةِ

وَهِيَ عَلٰى وَجْهَيْنِ ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ فَالْخَلْوَةُ الظَّاهِرِيَّةُ اَنْ يَعْزِلَ نَفْسَهٗ وَيَحْبِسَ بَدَنَهٗ عَنِ النَّاسِ لِئَلَّا يُؤْذِيْهِمْ بِاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ لِتَرْكِ النَّفْسِ مَا لُوْفَاتِهَا وَيَحْبِسُ حَوَاسَّهَا الظَّاهِرِيَّةَ لِيُفْتَحَ الْحَوَاسُّ الْبَاطِنِيَّةُ

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے "جسے وجد نصیب نہیں اسے دین بھی حاصل نہیں" وجد دس وجوہات پر مبنی ہے ان میں سے کوئی تو جلی (یعنی ظاہر) ہے۔ اس کا اثر بذریعہ حرکات ظاہر ہوتا ہے۔ اور کوئی خفی (پوشیدہ)۔ اس کا اثر وجود سے ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً دلی توجہ سے ذکر الٰہی کرنا اور قرآن مجید پڑھنا۔ رونا اور الم پانا (یعنی دردِ دل پانا) خوف اور غم میں مبتلا ہونا۔ اور انہیں وجوہات سے ہے بوقت ذکر الٰہی افسوس اور حیرانی کا لاحق ہونا۔ حسرت اور ندامت کا پیدا ہونا۔ اور ظاہر و باطن میں تغیّر ہونا۔ رضائے الٰہی کی طلب اور جذبۂ شوق نیز حدّت یا طپش، بیماری اور پسینہ کا جاری ہونا۔

بیسویں فصل :- خلوت اور گوشہ نشینی کے بیان میں۔

خلوت دو قسم کی ہے ظاہری اور باطنی۔ خلوت ظاہری یہ ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کو ترک کرنے کے لئے اپنے نفس اور وجود کو لوگوں سے علیحدہ رکھے۔ (یعنی گوشہ نشینی اختیار کرے اور اہل دنیا کے ساتھ میل جول نہ رکھے) تاکہ لوگ اسکی بُری عادات اور اخلاق ذمیمہ کے باعث اسکی ایذارسانی سے محفوظ رہیں۔ اور حواس ظاہری نفسانی کو بند کرے۔ تاکہ خلوص نیّت۔ ارادۂ موت اور دخول قبر کے تصورات سے حواس باطنی کھُل جائیں۔

بِنِيَّةِ الْإِخْلَاصِ وَالْمَوْتِ بِالْإِرَادَةِ وَدُخُولِ الْقَبْرِ
وَيَكُونُ نِيَّتُهُ فِي ذٰلِكَ رِضَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَدَفْعَ شَرِّ
نَفْسِهٖ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ يَدِهٖ وَلِسَانِهٖ وَكَفَّ
لِسَانَهٗ عَمَّا لَا يَعْنِيهِ وَكَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلَامَةُ
الْإِنْسَانِ مِنْ قِبَلِ اللِّسَانِ وَمَلَامَةُ الْإِنْسَانِ مِنْ
قِبَلِ اللِّسَانِ وَكَفَّ عَيْنَيْهِ عَنِ الْخِيَانَةِ وَالنَّظْرِ إِلَى
الْحَرَامِ وَكَذَا كَفَّ رِجْلَيْهِ وَأُذُنَيْهِ فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيْثِ وَيَحْصُلُ مِنْ زِنَا
هٰذِهِ الْأَعْضَاءِ شَخْصٌ قَبِيْحٌ بِصُوْرَةِ الْحَبْشِيِّ وَيَقُوْمُ
مَعَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَشْهَدُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَيَأْخُذُ
صَاحِبَهٗ وَيُعَذِّبُهٗ فِي النَّارِ فَإِذَا تَابَ مِنْهُ وَحَبَسَ
نَفْسَهٗ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى تَبَدَّلَ صُوْرَتُهٗ إِلٰى صُوْرَةِ
أَمْرَدَ مَلِيْحٍ مِّنْ غِلْمَانِ الْجَنَّةِ وَيَنْجُوْا مِنْ شَرِّهٖ وَكَانَ

(یعنی اس خلوت نشینی میں اپنی نیّت کو ریا وغیرہ سے صاف رکھے، موت کا دھیان ہروقت پیش نظر رہے۔ اور بمصداق مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا دل میں تصوّر کرلے کہ مر کر قبر میں داخل ہو چکا ہوں) ۔ گوشہ نشینی اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی مطلوب اور ایماندار دل اور مسلمانوں کو اپنے نفس کی شر سے بچانا مقصود ہو۔ (جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد عالی ہے: "مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور وہ اپنی زبان کو لایعنی اور بے ہودہ باتوں سے روکے"۔ اور جیسا کہ حضور رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے: "انسان کی سلامتی زبان کی طرف سے ہے اور ملامت بھی زبان کی جانب سے ہے۔ یعنی سلامتی اور ملامت کا باعث زبان ہی ہے")۔ اور اپنی آنکھوں کو خیانت اور نظرِ حرام سے باز رکھے اور اسی طرح اپنے پاؤں اور کانوں کو۔ حضور شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "دونوں آنکھیں زنا کا ارتکاب کرتی ہیں" الخ۔ اور اس زنا کا ماحصل ایک سیاہ فام غلام قبیح صورت انسان ہے۔ جو قیامت کے دن اسکے (یعنی زنا کار کے) ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے خلاف گواہی دے گا۔ اور اپنے مالک کو پکڑے گا۔ اور اس کو دوزخ میں عذاب دے گا۔ پس جب انسان اس گناہ سے توبہ کرے اور اپنے نفس کو روکے (جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور (جس نے) نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنّت ہی اسکا ٹھکانہ ہے) تو اس (بدشکل شخص) کی صورت غلمانِ جنّت کے ایک بے ریش حسین لڑکے کی صورت میں بدلجاتی ہے۔ تو وہ (توبہ کرنے والا) اس کی شرارت سے نجات پاجاتا ہے۔

الخلوة حصنة من المعاصي فيبقى عمله صالحاً ويكون محسناً كما قال الله تعالى فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه احدا ۞

واما خلوة الباطن فهي ان لايدخل في قلبه من تفكرات النفسانية والشيطانية مثل محبة المأكولات والمشروبات والملبوسات ومحبة الاهل والعيال والحيوانات كالفرس ونحوه ومثل الرياء والسمعة والشهرة كما قال عليه السلام الشهرة آفة وكل مايتمناها والخمول راحة وكل مايتوقاها و لايدخل في قلبه باختياره الكبر والعجب والبخل والحسد والغيبة والنميمة والحقد والقهر والغضب وغير ذلك من الذمائم فاذا دخل في قلب الخلوتي من هذه الذمائم فسدت خلوته وقلبه وما في قلبه من الاعمال الصالحات والاحسان فبقي القلب بلا منفعة كما قال الله تعالى ان الله لايصلح

خلوت گناہوں سے محفوظ رہنے کے لئے بمنزلہ ایک قلعہ ہے۔ (جب انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے) تو اس کا نیک عمل باقی رہ جاتا ہے اور وہ نیکوکار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے"!

خلوت باطنی یہ ہے کہ انسان کا دل نفسانی اور شیطانی تفکرات (مثلاً کھانے۔ پینے اور عمدہ لباس پہننے کی محبت، اہل وعیال اور جانوروں مثلاً گھوڑے وغیرہ سے بے حد پیار۔ دکھانے، سنانے اور شہرت کے لئے نیک کام کا اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ) سے خالی ہو۔ (جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "شہرت اور اس کے اسباب آفت ہیں اور گمنامی اور اس کے بواعث راحت ہیں"۔) اور بُرے اخلاق (مثلاً کبر، غرور، بخل، حسد، غیبت، چغلی کینہ، قہر اور غصّہ وغیرہ) انسان کی اپنی مرضی اور اختیار سے دل میں نہ آنے پائیں۔ جب اس قسم کی بُرائیاں خلوت پسند آدمی کے دل میں داخل ہو جائیں تو اس کی خلوت، اس کا دل اور قلب میں جو اعمال صالحہ اور نیکوئی سے ہے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اور دل کو کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "بیشک اللہ تعالیٰ فسادیوں کے عمل کی اصلاح

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَكُلُّ مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْمُفْسِدَاتِ
فَهُوَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَاِنْ كَانَ فِي الظَّاهِرِ صُوْرَةُ الْمُصْلِحِيْنَ
كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْكِبْرُ وَالْعُجْبُ يُفْسِدَانِ
الْاِيْمَانَ وَكَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ
الزِّنَا وَكَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْحَسَدُ يَاكُلُ
الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَكَمَا قَالَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَيْقَظَهَا وَقَالَ
اَيْضًا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْبَخِيْلُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَوْ
كَانَ عَابِدًا وَقَالَ اَيْضًا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلرِّيَاءُ شِرْكٌ
خَفِيٌّ وَشِرْكُهٗ كُفْرٌ وَقَالَ اَيْضًا عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ
الْوَارِدَةِ فِيْ ذَمِّ الْاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ فَهٰذَا مَحَلُّ الْاِحْتِيَاطِ
فَالْمَقْصُوْدُ اَوَّلًا مِنَ التَّصَوُّفِ تَصْفِيَةُ الْقَلْبِ مِنْهَا
وَقَمْعُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى عَنْهُ فَمَنْ اَصْلَحَهَا بِالْخَلْوَةِ
وَالرِّيَاضَةِ وَالصَّمْتِ وَالْمُلَازَمَةِ دَوَامِ الذِّكْرِ

نہیں ڈرتا"۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں اس قسم
کے مُفسدات ہوں وہی مفسدوں سے ہے، اگرچہ
ظاہر میں وہ مصلح صورت (اصلاح کرنے والا) نظر
آئے۔ چنانچہ احادیث شریفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے "تکبر اور غرور ایمان کو
خراب کرتے ہیں"۔ "غیبت زنا سے بھی سخت ہے"
"حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے (یعنی برباد
کر دیتا ہے) جس طرح آگ ایندھن کو"۔
"اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہے جو سوتے فتنے
کو جگائے"۔ "بخیل عابد ہی کیوں نہ ہو، جنّت
میں داخل نہیں ہو گا"۔ "ریا شرک خفی
ہے۔ اور اس کا شرک کفر ہے"۔ "چغلخور
جنّت میں داخل نہیں ہو گا"۔ اور بُرے
اخلاق کے بارے میں ان کے علاوہ اور
بہت سی احادیث آئی ہیں۔ پس یہ مقامِ احتیاط
ہے۔ سلسلہ تصوّف میں دل کو بُرے اخلاق سے پاک
و صاف کرنا اور نفس اور اس کی حرص و ہوا کا قلع
قمع کرنا مقصود اوّلین ہے۔ پس جو شخص بالواسطہ
خلوت، ریاضت، خاموشی اور دلی توجہ سے دائمی ذکر

بِالْإِرَادَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَالتَّوْبَةِ وَالْإِخْلَاصِ وَالْاِعْتِقَادِ
الصَّحِيحِ السُّنِّيِّ مُتَّبِعًا عَلَى آثَارِ السَّلَفِ الصَّالِحِينَ مِنَ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ
بِعِلْمِهِمْ فَإِذَا جَلَسَ الْمُؤْمِنُ فِي الْخَلْوَةِ بِالتَّوْبَةِ وَالتَّلْقِينِ
وَمَعَهُ هٰذِهِ الشُّرُوطُ الْمَذْكُورَةُ خَلَصَ لِلّٰهِ تَعَالَى
عِلْمُهُ وَعَمَلُهُ وَنُوِّرَ قَلْبُهُ وَلِيْنَ جِلْدُهُ وَطَهُرَ لِسَانُهُ
وَجَمِيعَ حَوَاسِّهِ مِنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَرُفِعَ عَمَلُهُ إِلَى
حَضْرَتِهِ وَقَبِلَهُ وَسَمِعَ دُعَاءَهُ كَمَا يُقَالُ سَمِعَ اللّٰهُ
لِمَنْ حَمِدَهُ أَيْ قَبِلَ اللّٰهُ دَعْوَتَهُ وَثَنَاءَهُ
وَتَضَرُّعَهُ وَأَنَالَ عَوْنَهُ إِلَى عَبْدِهِ مِنَ الْقُرْبَةِ وَ
الدَّرَجَاتِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ
الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالْمُرَادُ مِنَ الْكَلِمِ
الطَّيِّبِ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ مِنَ اللَّغْوِيَاتِ بَعْدَ كَوْنِهِ
آلَةً لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى وَتَوْحِيدِهِ وَكَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى
قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

محبت، توبہ، اخلاص، صحیح روشن اعتقاد اور صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے سلف صالحین کے قدم بقدم چل کر، نیز مشائخ تابعین اور علمائے عاملین کی اتباع کرتے ہوئے اپنے نفس اور دل کی اصلاح کر لیتا ہے اور بحیثیت مومن جب وہ توبہ و تلقین اور مذکورہ شرائط کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ تو اس کا علم و عمل اللہ کی ذات کے لئے خالص ہو جاتا ہے۔ اس کا دل روشن، اس کی جلد نرم اور اس کی زبان پاک ہو جاتی ہے۔ اس کے ظاہری اور باطنی حواس جمع کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے عمل صالح کو اللہ تعالیٰ رفعتِ قبول عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی دعا سنتا ہے۔ (جس طرح سمع اللہ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا جاتا ہے "اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو اس کی حمد کرے) یعنی اللہ تعالیٰ اس کی دعا، ثنا اور گریہ و زاری قبول فرماتا ہے اور اس کا صلہ اپنے بندے کو قرب و درجات عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا "اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام (یعنی اس کے محل قبول و رضا تک پہنچتا ہے) اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے (یعنی نیک کام عمل کرنے والے کا مرتبہ بلند کرتے ہیں) اور کَلِمُ الطَّیِّبُ" (یعنی پاکیزہ کلمات اور الفاظ) سے مراد یہ ہے کہ جب زبان اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کے ذکر کا آلہ بن جائے تو انسان کو چاہیئے کہ لغویات سے زبان کی حفاظت کرے یعنی لغو اور بیہودہ باتیں زبان پہ نہ لائے۔ اور جیسا کہ آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بے شک وہ ایمان والے فلاح پا گئے۔ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ اور جو بیہودہ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ الْاٰيَةَ فَيَرْفَعُ اللّٰهُ الْعِلْمَ
وَالْعَمَلَ وَالْعَامِلَ اِلٰى رَحْمَتِهٖ وَقُرْبِهٖ وَدَرَجَاتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ
وَالرِّضْوَانِ فَاِذَا حَصَلَ هٰذِهِ الْمَرَاتِبُ لِلْخَلْوَتِيِّ كَانَ
قَلْبُهٗ كَالْبَحْرِ لَا يَتَغَيَّرُ بِاِيْذَاءِ النَّاسِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كُنْ بَحْرًا لَا تَتَغَيَّرُ فَيَمُوْتُ بَرِّيَّاتُ النَّفْسَانِيَّةِ فِيْهِ
كَمَا غَرِقَ فِرْعَوْنُ وَاٰلُهٗ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَفِيْنَةُ
الشَّرِيْعَةِ سَلِيْمَةً جَارِيَةً عَلَيْهِ وَيَكُوْنُ رُوْحُهُ الْقُدْسِيُّ
غَوَّاصًا اِلٰى قَعْرِهٖ فَيَصِلُ اِلٰى دُرَّةِ الْحَقِيْقَةِ وَيُخْرِجُ مِنْ
لُؤْلُؤِ الْمَعْرِفَةِ وَمَرْجَانِ اللَّطَائِفِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ لِاَنَّ هٰذَا الْبَحْرَ حَصَلَ
لِمَنْ جَمَعَ بَحْرَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ فَلَا يَمْكُثُ بَعْدَهٗ
الْفَسَادُ فِيْ بَحْرِ الْقَلْبِ وَكَانَ تَوْبَتُهٗ نَاصِحًا وَّعِلْمُهٗ نَافِعًا
وَعَمَلُهٗ صَالِحًا وَّلَا يَمِيْلُ اِلَى الْمَنَاهِيْ قَصْدًا وَّيَكُوْنُ
السَّهْوُ وَالنِّسْيَانُ مَعْفُوًّا عَنْهُ بِالْاِسْتِغْفَارِ
وَالنَّدَمِ وَالْيَقِيْنِ ۔

بات سے اعراض کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ علم و عمل کو رفعتِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اور عامل کو از روئے بخشش و خوشنودی اپنی رحمت، قرب اور درجات سے سرفراز فرماتا ہے جب گوشہ نشین کو یہ مراتب حاصل ہو جاتے ہیں تو اس کا دل سمندر کی مانند ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی ایذا رسانی سے متغیر نہیں ہوتا (یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں نہیں جاتا) ۔(جیسا کہ ارشادِ مبارک حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو سمندر ہو جا۔ تغیر سے محفوظ ہو جائے گا) ۔ نفسانی جنگلات اور خشک زمینیں اس میں فنا ہو جاتی ہیں (کیونکہ بری بحری کی ضد ہے) جس طرح فرعون اور اس کی آل سمندر میں غرق ہو گئے۔ پھر اس میں شریعت کی کشتی سلامتی کے ساتھ رواں ہو جاتی ہے۔ اور روحِ قدسی اس سمندر کی تہ میں غوطہ لگا کر گوہرِ حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ اور معرفت کے موتی اور لطائف کے مونگے نکال لاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔" اور ان دو سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں"۔ یہ سمندر اس شخص کو ہی حاصل ہوا جس نے ہر دو ظاہری اور باطنی سمندروں کو جمع کیا۔ اس کے بعد دل کے سمندر میں کسی قسم کا طوفانِ فساد برپا نہیں ہوتا۔ اور اس (یعنی خلوت نشین) کی توبہ خالص اس کا علم نفع رساں اور اس کا عمل نیک ہو جاتا ہے۔ اور وہ عمداً مناہی (یعنی خلافِ شریعت کاموں) کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اگر اس سے کوئی بھول چوک ہو بھی جائے تو استغفار، توبہ اور یقین سے اس کی معافی ہو جاتی ہے۔

الفصل الحادی والعشرون

فِی بَیَانِ اَوْرَادِ الْخَلْوَتِیَّۃِ

یَنْبَغِیْ اَنْ یَّجْلِسَ فِیْھَا بِالصَّوْمِ اِذِ اسْتَطَاعَ وَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ الْخَمْسَ بِالْجَمَاعَۃِ فِی الْمَجْلِسِ بِاَوْقَاتِھَا مَعَ سُنَنِھَا وَ شَرَائِطِھَا وَ اَرْکَانِھَا عَلَی التَّعْدِیْلِ وَ یُصَلِّیْ اِثْنَیْ عَشَرَ رَکْعَۃً بَعْدَ نِصْفِ اللَّیْلِ وَ ھِیَ صَلٰوۃُ التَّھَجُّدِ کُلُّ رَکْعَتَیْنِ بِسَلَامٍ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَبَعْدَھَا یُصَلِّیْ ثَلَاثَ رَکْعَاتٍ صَلٰوۃَ الْوِتْرِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَھِیَ صَلٰوۃُ الْاِشْرَاقِ وَیُصَلِّیْ بَعْدَھَا رَکْعَتَیْنِ بِنِیَّۃِ الْاِسْتِعَاذَۃِ یَقْرَءُ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَفِیْ رَکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَیُصَلِّیْ بَعْدَھَا رَکْعَتَیْنِ

اکیسویں فصل - اوراد خلوت کے بیان میں۔

(اوراد ورد کی جمع ہے)۔ خلوت گزین کو چاہیئے کہ جب گوشۂ تنہائی میں بیٹھے اگر طاقت رکھتا ہو تو روزہ رکھے اور پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر لوگوں کے ساتھ باجماعت ادا کرے اور سنتیں اور شرائط و ارکان نماز (یعنی رکوع سجود وغیرہ) اطمینان قلب سے آہستہ آہستہ ٹھیک طور پر ادا کرے۔ نصف شب کے بعد تہجد کی بارہ رکعت پڑھے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے (یعنی دو دو رکعت کی نیت باندھے) کیونکہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد عالی ہے: نماز شب یعنی نماز تہجد دو دو رکعت کی نیت سے پڑھی جائے اور اس کے بعد تین رکعت نماز وتر ادا کی جائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو ساتھ قرآن کے۔ یہ خاص آپ کے لئے زیادہ ہے (جمہور کا یہی قول ہے کہ تہجد کی نماز حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر فرض تھی۔ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لئے سنت ہے) نیز ارشاد باری ہے: ان کی کروٹیں بستروں سے جدا ہوتی ہیں (یعنی مومنین اپنے راحت و آرام کو ترک کر کے خواب و استراحت کے بستروں سے اُٹھتے ہیں)۔ سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نماز اِشراق پڑھے اس کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت استعاذہ ادا کرے (استعاذہ کے معنی پناہ مانگنا) پہلی رکعت میں سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں سورۂ قل اعوذ برب الناس پڑھے - بعدہٗ دو رکعت

بِنِيَّةِ الْاِسْتِخَارَةِ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ اَلْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَّ

اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً وَّقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ

وَيُصَلِّيْ سِتَّ رَكْعَاتٍ صَلٰوةَ الضُّحٰى يَقْرَأُ فِيْهِمَا مِنَ

الْاٰيَاتِ وَالسُّوَرِ مَا شَاءَ وَيُصَلِّيْ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

بِنِيَّةِ كَفَّارَةِ الْبَوْلِ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ اَلْفَاتِحَةَ مَرَّةً

وَاِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَهٰذِهٖ تَكُوْنُ كَفَّارَةً

لِلْبَوْلِ وَمُنَجًّا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَدْ قَالَ نَبِيُّنَا عَلَيْهِ

اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَكْمَلُ التَّسْلِيْمَاتِ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ

الْبَوْلِ فَاِنَّ عَلَامَةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ وَيُصَلِّيْ اَرْبَعَ

رَكْعَاتٍ اِنْ كَانَ حَنَفِيًّا يُصَلِّي الْاَرْبَعَةَ جَمِيْعًا وَاِنْ كَانَ

شَافِعِيًّا يُصَلِّيْ كُلَّ رَكْعَتَيْنِ وَحْدَهَا هٰذَا اِذَا كَانَ

نَهَارًا وَاَمَّا اِذَا كَانَ لَيْلًا فَالْحَنَفِيُّ وَالشَّافِعِيُّ سَوَاءٌ

يُصَلُّوْنَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَهِيَ صَلٰوةُ التَّسْبِيْحِ وَصِفَتُهَا

عَلٰى مَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ اِنْ كَانَ فِي النَّهَارِ يَقُوْلُ نَوَيْتُ

اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ صَلٰوةَ التَّسَابِيْحِ

بہ نیت اِستخارہ ادا کرے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سُورۃ فاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی اور سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور چھ رکعتیں صلوٰۃ ضحیٰ (نماز چاشت) اَدا کرے ان میں اپنی مرضی کے مطابق آیات اور سُورتیں پڑھے۔ اس کے بعد دو رکعت بہ نیت کفّارہ بول اَدا کرے (بول کے معنی پیشاب ہے) ہر ایک رکعت میں ایک بار سُورۂ فاتحہ اور سات مرتبہ اِنّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھے۔ پس یہ کفّارۂ بول ہو جائے گا۔ اور عذابِ قبر سے رہائی مل جائے گی۔ حضور نبی کریم (علیہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات) نے ارشاد فرمایا ہے "پیشاب سے دُور رہو کیونکہ عذاب قبر کی علامت اسی سے ہے۔ (یعنی اپنے جسم کو پیشاب سے پاک رکھو۔ عذابِ قبر اسی کے باعث ہے)۔ اور چار رکعت نماز اَدا کرے۔ اگر دن کا وقت ہے۔ اور نمازی حنفی المذہب ہے تو چار رکعت اِکھٹی پڑھے۔ شافعی ہے تو دو رکعت فرداً فرداً پڑھے۔ اور اگر رات کا وقت ہو تو (اس نماز کی ادائیگی میں) حنفی اور شافعی برابر ہیں۔ یعنی دو دو رکعت کی نیّت سے پڑھیں۔ اِسے صلوٰۃ التسبیح کہتے ہیں۔ حنفی مذہب کے مطابق اگر دن کا وقت ہو تو نمازی اس طرح نیت کرے "اللہ تعالےٰ کے لئے میں نے چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیّت کی؛

ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةَ الْإِحْرَامِ ثُمَّ يَقْرَأُ التَّوَجُّهَ ثُمَّ يُسَبِّحُ بَعْدَ
التَّوَجُّهِ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالسُّوْرَةَ أَوْ مِنَ الْآيَاتِ
كَآخِرِ الْبَقَرَةِ أَوْ غَيْرِهَا ثُمَّ يُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَرْكَعُ
وَيَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيُسَبِّحُ بَعْدَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ
وَهُوَ فِي الرُّكُوْعِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ يَقْعُدُ الْقَعْدَةَ الْأُوْلٰى وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ
السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ وَيَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ يُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُوْمُ وَيُسَبِّحُ كَتَرْتِيْبِ الرَّكْعَةِ
الْأُوْلٰى وَيَقْرَءُ التَّحِيَّاتِ إِلَى التَّشَهُّدِ وَيَقُوْمُ إِلَى الثَّالِثِ
وَالرَّابِعِ فَيَكُوْنُ التَّسْبِيْحَاتُ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ
خَمْسَةً وَسَبْعِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ مِائَةً وَخَمْسِيْنَ
تَسْبِيْحَةً وَفِي الْأَرْبَعِ رَكْعَاتٍ ثَلَاثَ مِائَةِ تَسْبِيْحَةٍ
وَأَمَّا صِفَتُهَا عَلٰى مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فَهُوَ أَنْ

پھر تکبیر تحریمہ کہے ۔ اس کے بعد توجہ یعنی (اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ ....) پڑھ کر پندرہ مرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ) کہے ۔ پھر الحمد شریف اور کوئی سورۃ یا مثل سورۃ بقر کی آخری یا اُن کے علاوہ کوئی اور آیات پڑھ کر دس بار سبحان اللہ و الحمد للہ .... الخ پڑھے ۔ پھر رکوع کرے تین بار سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد رکوع میں دس مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ .... پڑھے ۔ پھر کھڑے ہو کر دس بار یہی کلمات پڑھے ۔ پھر پہلے سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد دس مرتبہ اور پہلا سجدہ کرنے کے بعد قعدہ اولیٰ میں دس مرتبہ بعدہٗ دوسرے سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد دس مرتبہ ۔ پھر قیام کرے اور پہلی رکعت کی ترتیب کے مطابق دوسری رکعت میں بھی تسبیحات کہتے ہوئے التحیات تا تشہد پڑھے ۔ اس کے بعد قیام کرے اور اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت ادا کرے ۔ پس ہر رکعت میں پچھتر ، دو رکعت میں ایک سو پچاس اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہونگی ۔

شافعی مذہب کی رُو سے (دن ہو یا رات) اس طرح

يَنْوِىَ إِنْ كَانَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا يَقُوْلُ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ
تَعَالٰى رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ التَّسْبِيْحِ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةَ الْاِحْرَامِ
ثُمَّ يَقْرَأُ التَّوَجُّهَ وَالْفَاتِحَةَ وَالسُّوْرَةَ ثُمَّ يُسَبِّحُ خَمْسَ
عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْكَعُ وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَعْتَدِلُ
وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ يَجْلِسُ الْجَلْسَةَ الْاُوْلٰى وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ
يَسْجُدُ وَيُسَبِّحُ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَجْلِسُ وَيُسَبِّحُ عَشْرَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقْرَأُ التَّحِيَّاتِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَيُسَلِّمُ وَكَذٰلِكَ
فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ كَذٰلِكَ فَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ يَجِبُ عَلَى
الْخَلُوْقِ اَنْ يُّصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ مَرَّةً وَاِنْ لَّمْ
يَسْتَطِعْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَفِيْ كُلِّ
شَهْرٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ
لَّمْ يَسْتَطِعْ فَفِيْ كُلِّ عُمْرِهٖ مَرَّةً فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِعَمِّهِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَرْضَاهُ مَنْ
صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ كُلَّهَا وَاِنْ

نیّت کرے "اللہ کے واسطے میں نے دو رکعت نماز سنّت التسبیح کی نیّت کی" تکبیر تحریمہ کہے پھر توجہ الحمد شریف اور کوئی سورۃ پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح کہے۔ پھر رکوع میں دس مرتبہ۔ پھر کھڑے ہو کر دس مرتبہ۔ پہلے سجدے میں دس مرتبہ۔ قعدہ اُولے میں دس مرتبہ۔ دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ پھر بیٹھ کر دس مرتبہ اس کے بعد اَلتحیات اَخیر تک پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور اسی طرح آخری رکعت میں۔ گوشہ نشین کے لئے واجب ہے کہ اوّل تو ایک بار روزانہ یہ نماز پڑھے۔ اگر ہر روز نہ پڑھ سکے تو ہر جمعہ ایک بار ضرور پڑھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ایک ماہ میں ایک بار۔ اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو سال میں ایک بار۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنی عمر میں ایک بار ضرور پڑھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ وَالسلام نے اپنے چچا حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کو فرمایا۔ "جو صلوٰۃ التسبیح پڑھے اللہ تعالےٰ اس کے سارے گناہ بخشدیگا اگرچہ

كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ الرَّمْلِ وَعَدَدِ النُّجُوْمِ الَّتِيْ فِي
السَّمَاءِ اَوْ عَدَدِ كُلِّ مَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَيَنْبَغِيْ
لِلسَّالِكِ اَنْ يَقْرَأَ الدُّعَاءَ السَّيْفِيَّ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ
وَيَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كُلَّ يَوْمٍ مِقْدَارَ مَا ئَتَيْ
اٰيَةٍ ثُمَّ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى كَثِيْرًا
اَمَّا جَهْرًا اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِهَا اَوْ خُفْيَةً اِنْ كَانَ
مِنْ اَهْلِهَا وَمَقَامُ الْخُفْيَةِ بَعْدَ حَيَاةِ الْقَلْبِ وَنُطْقِهٖ
بِلِسَانِ السِّرِّ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاذْكُرُوْهُ
كَمَا هَدٰكُمْ اَلْاٰيَةَ اَيْ اِلٰى مَرَاتِبِ ذِكْرِكُمْ ثُمَّ فِيْ كُلِّ
مَقَامٍ اِسْمٍ وَاٰدَابٌ يَعْرِفُهٗ اَهْلُهٗ وَيَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَقُوْلُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ مِمَّا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ
وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ
بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ

اس کے گناہوں کا شمار ریت کے ذرات، آسمان کے ستاروں اور روئے زمین پر تمام چیزوں کی تعداد سے بڑھ کر ہو سالک کے لئے ضروری ہے کہ دن میں ایک یا دو بار دعائے سیفی پڑھے اور قرآن مجید سے قریباً دو صد آیات روزانہ تلاوت کرے۔ اس کے بعد بکثرت اللہ تعالٰے کا ذکر کرے۔ اگر ذکر جہر کا اہل ہو تو ذکر جہر اور اگر ذکر خفی کی اہلیت رکھتا ہو تو ذکر خفی کرے۔ اخفا کا مقام دل زندہ ہونے کے بعد ہے۔ اور ذکر خفیہ زبان تر سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی" یعنی جس طرح تمہارے مراتب ذکر کی توضیح فرمائی۔ پھر ہر مقام میں اسم اور آداب ہیں جس کو اس کے اہل ہی جانتے پہچانتے ہیں) ہر روز سو مرتبہ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اور سو بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف بھیجے۔ اور سو مرتبہ یہ وظیفہ پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَيُّوْمُ مِمَّا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ

شَیْئٍ قَدِیْرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ اِنِ اسْتَطَاعَ زَادَ مَا شَاءَ مِنَ النَّوَافِلِ وَالتِّلَاوَةِ ؛

الفصل الثانی والعشرون

(فِیْ بَیَانِ الْوَاقِعَاتِ فِی النَّوْمِ وَالسِّنَةِ)

فَالْوَاقِعَاتُ الْمُعْتَبَرَةُ فِی النَّوْمِ وَالسِّنَةِ حَقٌّ مُفِیْدَةٌ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ الْاٰیَةَ وَکَمَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عَلٰی لِسَانِ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا۔ الْاٰیَةَ وَکَمَا قَالَ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ لَمْ یَبْقَ مِنْ بَعْدِیْ نُبُوَّةٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ یَرَاهَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰی لَهٗ وَالدَّلِیْلُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ الْاٰیَةَ وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ

شیئ قدیر ہے۔ اگر زیادہ نوافل اور تلاوت قرآنِ پاک کی توفیق و ہمت ہو تو زیادہ کرے۔

بائیسویں فصل خواب اور اونگھ میں جو واقعات پیش آتے ہیں، اُن کے بیان میں۔

خواب اور اونگھ میں قابل اعتبار واقعات برحق اور مفید مطلب ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے: "اللہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سچّا خواب سچ کر دیا۔ بیشک تم ضرور مسجد حرام میں امن و امان سے داخل ہو گے" اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بزبانِ حضرت یوسف علیہ السلام یہ کلمات فرمائے "بے شک میں نے گیارہ ستارے اور سُورج چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا" اور جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا اِرشاد عالی ہے "ہمارے بعد آثار نبوّت سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر مبشرات یعنی خوشخبری دینے والے اچھے خواب باقی رہیں گے۔ جو مومن دیکھتا ہے یا اس کیلئے دیکھے جاتے ہیں۔ (یعنی کوئی اور مسلمان اسکے واسطے دیکھے) [اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضور سیّد الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ گرامی کے بعد وحی منقطع ہو جائیگی اور ہونیوالے واقعات کی اطلاع مومنین کو بذریعہ خواب ہُوا کریگی۔ اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "ان کیلئے (یعنی ایماندار اور پرہیزگاروں کیلئے) خوشخبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت میں" حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا۔ جسنے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا۔ کیونکہ شیطان

لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ وَبِمَنِ اتَّبَعَنِيْ بِنُوْرِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ
وَالْمَعْرِفَةِ بِنُوْرِ الْحَقِيْقَةِ وَالْبَصِيْرَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰى اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ
الْاٰيَةَ فَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْاَنْوَارِ
اللَّطِيْفَةِ كُلِّهَا قَالَ صَاحِبُ الْمَظْهَرِ هٰذَا لَا يَخْتَصُّ
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَا يَتَمَثَّلُ بِكُلِّ مَا
هُوَ مَظْهَرُ الرَّحْمَةِ وَالشَّفَقَةِ وَاللُّطْفِ وَالْهِدَايَةِ
كَجَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكَعْبَةِ وَالشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَالسَّحَابِ الْاَبْيَضِ وَالْمُصْحَفِ وَاَمْثَالِ ذٰلِكَ
لِاَنَّ الشَّيْطَانَ مَظْهَرُ الْقَهْرِ فَلَا يَظْهَرُ اِلَّا فِيْ صُوْرَةِ
اِسْمِ الْمُضِلِّ فَمَنْ كَانَ مَظْهَرًا لِلْاِسْمِ الْهَادِيْ كَيْفَ
يَظْهَرُ بِاِسْمِ الْمُضِلِّ فَاِنَّ الضِّدَّ لَا يَظْهَرُ بِصُوْرَةِ
الضِّدِّ كَالنَّارِ وَالْمَاءِ فَلَا يُمْكِنُ النَّارُ اَنْ تَنْقَلِبَ
مَاءً وَلَا يُمْكِنُ الْمَاءُ اَنْ يَنْقَلِبَ نَارًا لِّمَا بَيْنَهُمَا مِنَ
التَّفَاوُتِ وَالتَّنَافُرِ وَالتَّبَاعُدِ وَلِيُمَيِّزَ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ

میری اور اس شخص کی شبیہ اختیار نہیں کر سکتا جس نے بالواسطہ نورِ شریعت، طریقت اور معرفت اور نورِ حقیقت و بصیرت میری اتباع کی۔ (جیسا کہ کلام پاک میں آیا ہے "میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور میرے قدم بقدم چلنے والے دل کی آنکھیں رکھتے ہیں") شیطان بصورت اُن جملہ انوارِ مذکورہ خواب میں نہیں آ سکتا۔ صاحبِ مظہر نے کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس کے علاوہ کسی اور ایسی صورت میں بھی نہیں آ سکتا جو مظہر رحمت و شفقت اور لطف و ہدایت ہو مثلاً بصورت جملہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، ملائکہ، کعبہ، سورج اور چاند، سفید بادل قرآن مجید وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ شیطان مظہرِ قہر ہے لہٰذا بصفاتِ اضلال و گمراہی ہی ظاہر ہو سکتا ہے۔ جو مظہرِ صفات رُشد و ہدایت ہے وہ کس طرح مظہر صفات ضلالت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہدایت اور ضلالت آگ اور پانی کی طرح ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ آگ پانی بن جائے۔ اور پانی آگ میں تبدیل ہو جائے۔ جبکہ دونوں کے درمیان فرق عظیم کا تضاد اور بعید فاصلہ ہے۔ حق و باطل میں فرق کرنے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ وَاَمَّا تَمْثِيْلُهٗ بِصُوْرَةِ الرَّبُوْبِيَّةِ وَ
دَعْوَى الرَّبُوْبِيَّةِ يَجِيُّ مِنْهُ لِاَنَّ صِفَةَ الْبَارِئِ عَزَّ اِسْمُهٗ
جَلَالٌ وَّجَمَالٌ فَاَمَّا الشَّيْطَانُ فَاِنَّهٗ يَتَمَثَّلُ بِصِفَةِ
الْجَلَالِ لِاَنَّهٗ مَظْهَرُ الْقَهْرِ وَظُهُوْرُهٗ تَمَثُّلُ الرَّبُوْبِيَّةِ
وَدَعْوَاهُ مِنْ اِسْمِ الْمُضِلِّ فَقَطْ كَمَا مَرَّ وَاِنَّمَا تَمَثُّلُهٗ
بِصُوْرَةِ الرَّبُوْبِيَّةِ مِنْهَا فَاِنَّمَا هِيَ مِنْ اِسْمِ الْمُضِلِّ
فَقَطْ كَمَا مَرَّ اٰنِفًا فَلَا يَظْهَرُ فِيْ صُوْرَةِ اِسْمِ الْجَامِعِ
لِمَا فِيْهِ مِنَ الْهِدَايَةِ وَفِيْهِ كَلَامٌ كَثِيْرٌ يَطُوْلُ شَرْحُهٗ
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ هُوَ اِشَارَةٌ
اِلَى الْوَارِثِ الْكَامِلِ الْمُرْشِدِ اَيِ الْاِرْشَادِ وَمِنْ
بَعْدِيْ لِمَنْ لَهٗ بَصِيْرَةٌ بَاطِنَةٌ مِثْلُ بَصِيْرَتِيْ مِنْ
وَجْهٍ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْوِلَايَةُ الْكَامِلَةُ كَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ
بِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الرُّؤْيَا عَلٰى نَوْعَيْنِ اٰفَاقِيٌّ اَوْ اَنْفُسِيٌّ

کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ (اسی طرح
اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بتاتا ہے)۔ شیطان بصورتِ حق تعالیٰ بن سکتا ہے
(یعنی دیکھنے والے کو وسواس میں ڈال سکتا ہے کہ یہ صورت حق تعالےٰ سبحانہ کی ہے)
اور دعوائے ربوبیت بھی کر سکتا ہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ جامع
صفات جلالی وجمالی ہے۔ اور شیطان (دھوکہ دینے کے لئے) صفت
جلالی کے ساتھ بصورت حق تعالےٰ ظاہر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مظہر صفات
قہر ہے۔ نیز اس روپ میں اسکا ظاہر ہونا اور دعویٰ ربوبیت کرنا صفات اضلال
کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔ شیطان چونکہ مظہر صفات ضلالت
ہے اس واسطے (صفاتِ جلالی کے ساتھ) اپنے تئیں بصورت حق ظاہر کرتا
ہے۔ جیسا ابھی بیان ہو چکا۔ ایسی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا جو جامع
تمام صفات ہو۔ کیونکہ اس میں صفاتِ ہدایت مفقود ہیں (جامع صفات
ہدایت واضلال صرف ذاتِ حق تعالےٰ ہے) اس موضوع پر کافی سے زیادہ
بحث وتحقیق ہو سکتی ہے اور اس کی شرح کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ
کے اس ارشاد پاک (عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ) میں وارث کامل مرشد کی
طرف اشارہ ہے (حدیث شریف میں ہے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ علماء یعنی
اولیاء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں) جو لائقِ ارشاد ہو اور میرے بعد ایک
طرح سے میری بصیرت کی مانند اس کو بصیرت باطنی حاصل ہو۔ اور اس سے مراد
ولایت کاملہ ہے جسکی طرف اللہ عزّوجل نے اپنے قول (ولیاً مرشداً) میں اشارہ فرمایا ہے کہ
پھر جان لے کہ خواب دو طرح کے ہیں آفاقی (عالم دنیا کے متعلق) یا انفسی (عالم

وَكُلٌّ وَّاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى نَوْعَيْنِ۔

فَالْاَنْفُسِيُّ اِمَّا مِنَ الْاَخْلَاقِ الْحَمِيْدَةِ اَوِ الذَّمِيْمَةِ فَالْحَمِيْدَةُ مِثْلُ رُؤْيَةِ الْجِنَانِ وَنَعِيْمِهَا وَمِثْلُ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَالْغِلْمَانِ وَالصَّحْرَاءِ النُّوْرَانِيِّ الْاَبْيَضِ وَمِثْلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُوْمِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ وَكُلُّ ذٰلِكَ يَتَعَلَّقُ بِصِفَةِ الْقَلْبِ وَاَمَّا مَا يَتَعَلَّقُ بِالنَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ مِنْهَا فَنَحْوُ مَاكُوْلُ اللَّحْمِ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ وَالطُّيُوْرِ لِاَنَّ مَعِيْشَةَ الْمُطْمَئِنَّةِ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ تَكُوْنُ مِنْ هٰذِهِ الْاَنْوَاعِ كَشِوَى الْغَنَمِ وَالطُّيُوْرِ وَاَمَّا الْبَقَرُ فَهُوَ اٰتٍى مِنَ الْجَنَّةِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَجْلِ الزِّرَاعَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْاِبِلُ اَيْضًا مِنَ الْجَنَّةِ لِاَجْلِ صَعْتَرِ الْكَعْبَةِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَالْخَيْلُ لِاٰلَاتِ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ وَالْاَكْبَرِ فَكُلُّ ذٰلِكَ لِلْاٰخِرَةِ وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّ الْغَنَمَ خُلِقَ مِنْ عَسَلِ الْجَنَّةِ وَالْبَقَرَ مِنْ زَعْفَرَانِهَا وَالْاِبِلَ مِنْ نُوْرِهَا وَالْخَيْلَ مِنْ رَيْحَانِهَا وَاَمَّا الْبَغْلُ

ارواح کے متعلق) اور ان دونوں میں سے ہر ایک مشتمل ہر دو قسم ہے۔
(النفسی کو لیجئے) اس قسم کے خواب (بلحاظ نیک و بد اخلاق اور اعمال) اچھی نوعیت کے ہوتے ہیں یا بری قسم کے۔ (نیک خواب) مثلاً خواب میں جنت اور اس کی نعمتیں، حور و قصور اور غلمان، سفید نورانی صحرا، سورج چاند اور ستارے، اور ان سے ملتی جلتی اشیاء کا دیکھنا۔ ان سب کا تعلق صفتِ دل سے ہے۔ اور خواب میں پرندوں اور حیوانوں کا گوشت کھانا اس قسم کی خوابیں نفس مطمئنہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ جنت میں مطمئنہ کی غذا اسی قسم کی ہو گی۔ مثلاً بکری اور پرندوں کا بھنا ہوا گوشت۔ اور جو گائے ہے تو وہ جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دنیا میں زراعت یعنی کھیتی باڑی کرنے کے لئے آئی ہے۔ اور اونٹ بھی ظاہری اور باطنی کعبہ کی زینت کے لئے جنت سے آیا ہے۔ اور گھوڑے جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر کے لئے۔ یہ سارا سلسلہ آخرت کی بہبودی کے لئے ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی ہے، گائے اس کے زعفران سے اونٹ اسکے شگوفہ سے اور گھوڑا اسکے خوشبودار پھول سے۔ اور خچر جو

فهو من أدنى صفة المطمئنة من راه في المنام
تفسيره أن يكون للرائي في العبادة كسل وثقلة
النفس ولا يكون لكسبه نتيجة إلا بالتوبة ويعمل
عملا صالحا فله جزاء الحسنى والحمير من حجارتها
خلقت لأجل مصلحة آدم عليه السلام وذريته
لكسب الآخرة في الدنيا وأما ما ينطق منها بالروح
خطاب الأمرد يتجلى عليه الأنوار الإلهية لأن
أهل الجنة كلهم على هذه الصورة كما قال عليه
أفضل الصلوة والسلام أهل الجنة جرد مرد مكحولون
وقال أيضا عليه أفضل الصلوة والسلام رأيت ربي
على صورة شاب أمرد قال بعضهم المراد من مثل
هذا التجلي وهو أن الحق عز اسمه يتجلى بصفة
الربوبية على مرآة الروح وهو الذي يسمونه طفل
المعاني لأن مرآة المربي الجسد والوسيلة بينه و
بين الرب سبحانه وتعالى قال علي كرم الله وجهه

ادنیٰ صفت مطمئنہ سے ہے اس کو جس نے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والا معاملہ عبادت میں سست و کاہل ہے۔ اور اس پر نفسانی ثقالت کا غلبہ ہے (یعنی اس کا نفس بوجھل اور نہایت آرام طلب ہے) اور اس کے اعمال کا ماحصل کچھ بھی نہیں۔ ہاں اگر توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو اس کا بدلہ بھلائی ہے۔ اور گدھا جنّت کے پتھروں سے حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کی بہتری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تاکہ دنیا میں آخرت کے واسطے نیک عمل کریں۔ اور وہ جو بے ریش خوبصورت نوجوان کا مخاطب ہو کر روح کے ساتھ کلام کرتا ہے اس پر انوار الٰہیہ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ (اِسکا اس صورت میں دیکھنا) اس لئے ہے کہ تمام اہلِ جنّت اسی صورت پر ہیں جیسا کہ حضور (علیہ افضل الصّلوٰۃ والسلام) کا ارشاد عالی ہے: "اہل جنت بے ریش نوعمر سُرمگیں آنکھوں والے ہیں"۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "میں نے اپنے پروردگار کو ایک نوجوان بے ریش کی صورت پر دیکھا۔ بعض نے کہا کہ اس طرح کی تجلّی سے مراد اللہ تعالیٰ کا بصفت ربوبیّت آئینۂ روح پر تجلّی فرمانا مراد ہے۔ اور اسی روح کا نام طفل المعانی ہے کیونکہ وجود مربّی (تربیت کرنے والے) کے لئے آئینہ اور اس کے اور پروردگار سبحانہٗ وتعالیٰ کے درمیان وسیلہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

لَوْلَا تَرْبِيَةُ رَبِّيْ لَمَا عَرَفْتُ رَبِّيْ وَهٰذَا الْمُرَبِّي الْبَاطِنُ

يَحْصُلُ بِسَبَبِ تَرْبِيَةِ الْمُرَبِّي الظَّاهِرِ وَهِيَ الثَّقَلَيْنِ

كَالْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ سِرَاجُ الْقَوَالِبِ وَالْقُلُوْبِ مَا يَحْصُلُ

مِنْ تَرْبِيَتِهِمْ مِنْ لِقَاءِ رُوْحٍ اٰخِرٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ

وَتَعَالٰى يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ

طَلَبَ الْمُرْشِدِ لَازِمٌ لِاَجْلِ هٰذَا الرُّوْحِ الَّذِيْ بِهٖ يَحْيَى

الْقُلُوْبُ وَيُعْرَفُ بِهٖ رَبُّهٗ فَافْهَمْ قَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَضِيَ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَجُوْزُ اَنْ يَّرٰى رَبَّهٗ تَعَالٰى فِي الْمَنَامِ عَلٰى صُوْرَةٍ

جَبْلَةٍ اُخْرٰى بِنَاءً عَلٰى هٰذَا التَّاوِيْلِ الْمَذْكُوْرِ قَالَ لِاَنَّ

هٰذَا الْمُرَبِّيْ مِثَالٌ يَخْلُقُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى قَدَرِ

اسْتِعْدَادِ الرَّائِيْ وَمُنَاسَبَتِهٖ وَلَيْسَ حَقِيْقَةَ الذَّاتِيَةِ

لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنِ الصُّوَرِ بِذَاتِهٖ وَكَذَا

رُؤْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ وَيَجُوْزُ

اَنْ يَّرٰى صُوْرَةً مُخْتَلِفَةً عَلٰى قَدَرِ مُنَاسَبَةِ الرَّائِيْ وَلَا يَرٰى

حَقِيْقَةَ الْمُحَمَّدِيَّةِ اِلَّا الْوَارِثُ الْكَامِلُ فِيْ عِلْمِهٖ وَعَمَلِهٖ حَالِهٖ

اگر میرے پروردگار کی تربیت نہ ہوتی تو مجھے اپنے پروردگار کی معرفت حاصل نہ ہوتی - اور
اس باطنی مربی (تربیت کرنے والے) کو پانے کا سبب ظاہری مربی دشمل
انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام) کی تربیت یعنی تلقین ہے۔ انکی تربیت
کا ماحصل آخری روح (یعنی روح قدسی) کے ملنے سے قوالب (وجود) اور
قلوب (دل)، منوّر اور روشن ہو جاتے ہیں ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
"اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح یعنی وحی ڈالتا ہے۔"
اس روح کو حاصل کرنے کے لئے (جو حیاتِ قلوب کا سبب اور اپنے پروردگار
کی معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے) مرشد (شیخ کامل) کی تلاش از بس
ضروری ہے۔ پس سمجھو۔ امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ مذکورہ تاویل
کی رو سے اللہ تعالیٰ کو خواب میں صورت جمیلہ اخرویہ (جس کا آخرت سے
تعلق ہے) پر دیکھنا درست ہے۔ کیونکہ ہر مربی ایک مثال (یعنی مثالی صورت)
ہے۔ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ خواب دیکھنے والے کی قابلیت
اور مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیدا فرماتا ہے نہ کہ حقیقتِ
ذات باری تعالیٰ - کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات
صورتوں سے پاک ہے۔ اسی قیاس پر حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی ذات انور کو خواب میں مختلف صورتوں میں
دیکھنے والے کی مناسبت کے مطابق دیکھنا جائز ہے۔ اور
حقیقت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وہی دیکھ سکتا ہے جو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عمل ، حال

وَبِصِيغَتِهِ وَصَلٰوتِهٖ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا فِيْ حَالَةٍ كَذَا
قَالَ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ يَجُوْزُ رُؤْيَةُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ
صُوْرَةِ الْبَشَرِيَّةِ وَالنُّوْرَانِيَّةِ عَلَى التَّاوِيْلِ الْمَذْكُوْرِ وَ
الْقِيَاسُ فِيْ تَجَلِّيْ كُلِّ صِفَةٍ عَلٰى هٰذَا النَّهْجِ كَمَا تَجَلّٰى
لِمُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْ صُوْرَةِ النَّارِ مِنْ شَجَرَةِ
الْعُنَّابِ وَمِنْ صِفَةِ الْكَلَامِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى وَكَانَتْ تِلْكَ النَّارُ نُوْرًا
لٰكِنْ سُمِّيَتْ نَارًا عَلٰى زَعْمِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
عَلٰى طَلَبِهٖ لِاَنَّهٗ طَلَبَ النَّارَ فِيْ ذٰلِكَ الْحِيْنِ وَلَيْسَ الْاِنْسَانِ
اَدْنٰى رُتْبَةً مِّنَ الشَّجَرَةِ فَلَا عَجَبَ اِذَا تَجَلّٰى بِصِفَةٍ مِّنْ
صِفَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ حَقِيْقَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ بَعْدَ
التَّصْفِيَةِ وَهِيَ مِنَ الصِّفَاتِ الْحَيْوَانِيَّةِ اِلَى الْاِنْسَانِيَّةِ كَمَا
تَجَلّٰى عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ۔

قَالَ اَبُوْ يَزِيْدُ الْبُسْطَامِيُّ حِيْنَ التَّجَلِّيْ سُبْحَانِيْ مَا
اَعْظَمَ شَانِيْ وَقَالَ الْجُنَيْدُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَيْسَ

بصیرت اور نماز میں نہ صرف ایک حالت (یعنی ظاہراً) بلکہ ظاہراً اور باطناً
(دونوں حالتوں میں) وارث کامل ہے۔ اسی طرح شرح مسلم
میں آیا ہے کہ مذکورہ تاویل کے مطابق اللہ تعالیٰ کو
بشری اور نورانی صورت میں دیکھنا جائز ہے۔ اور ہر صفاتی تجلّی کے
بارے میں قیاس بھی یہی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
لئے عتاب کے درخت سے آگ کی صورت میں تجلی فرمائی۔ اور یہ
اللہ تعالےٰ کے صفاتی کلام سے ہے جو موسےٰ علیہ السلام کو مخاطب
کرکے فرمایا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (اے موسےٰ علیہ السّلام آپ
کے دہنے ہاتھ میں یہ کیا ہے)۔ وہ آگ درحقیقت نور تھا۔ لیکن موسےٰ
علیہ السلام کے گمان اور تلاش کے لحاظ سے اس کو آگ سے موسوم کیا
گیا۔ کیونکہ موسےٰ علیہ السلام اس وقت آگ کی تلاش میں تھے جبکہ
انسان کسی صورت میں اس درخت سے کم مرتبہ نہیں ہے تو
یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں اگر بعد تصفیہ باطن یعنی
صفات حیوانیت ترک کرکے اخلاق انسانیت حاصل ہونے کے
بعد اللہ تبارک وتعالیٰ حقیقی انسان کی صورت میں اپنی صفات سے کسی صفت
میں تجلّی فرمائے۔ جیسا کہ اکثر اولیاء اللہ کو اس قسم کی تجلی سے
فیضیاب فرمایا ہے۔

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت تجلّی فرمایا۔ سُبْحَانِيْ مَا أَعْظَمَ
شَانِيْ (پاک ہے میری ذات میری شان کتنی بلند ہے) اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

فِيْ جُبَّتِيْ سِوَى اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَ نَحْوُ ذٰلِکَ وَفِیْ ھٰذَا
الْمُقَامِ لَطَائِفُ عَجِیْبَۃٌ لِاَھْلِ التَّصَوُّفِ یَطُوْلُ شَرْحُھَا
ثُمَّ فِی التَّرْبِیَۃِ لَابُدَّ مِنَ الْمُنَاسَبَۃِ فَالْمُبْتَدِیْ فِیْ
اَوَّلِ اَمْرِہٖ لَامُنَاسَبَۃَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَابَیْنَ
نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحْتَاجَ لَامُحَالَۃَ اِلٰی
تَرْبِیَۃِ الْوَلِیِّ اَوَّلًا لِاَنَّ بَیْنَھُمَا مُنَاسَبَۃً مِنْ جِھَۃِ
الْبَشَرِیَّۃِ کَمَاکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَالَ
حَیَاتِہٖ فَاِذَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا لَمَا احْتَاجَ لِاَحَدٍ غَیْرِہٖ وَبَعْدَ الْاِنْتِقَالِ اِلَی الْاٰخِرَۃِ
اِنْقَطَعَ مِنْ صِفَۃِ التَّعَلُّقِ وَوَصَلَ اِلٰی مَحْضِ التَّجَرُّدِ وَ
کَذٰلِکَ الْاَوْلِیَاءُ اِذَا تَعَلَّقُوْا اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَایَصِلُ اَحَدٌ
مِّنْھُمُ الْاِرْشَادَ اِلَی الْمَقْصُوْدِ فَافْھَمْ اِنْ کُنْتَ مِنْ اَھْلِ
الْفَھْمِ وَاِلَّا فَاطْلُبِ الْفَھْمَ بِالرِّیَاضَۃِ النُّوْرَانِیَّۃِ الْغَالِبَۃِ
عَلَی النَّفْسَانِیَّۃِ الظُّلْمَانِیَّۃِ لِاَنَّ الْفَھْمَ یَحْصُلُ بِالنُّوْرَانِیَّۃِ
لَابِضِدِّہٖ لِاَنَّ النُّوْرَ اِنَّمَا یَجِیْٔ بِمَوْضِعٍ یَکُوْنُ مُنَاسِبًا

لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ (میرے جبہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے) اور
ان کے اور بھی اقوال ہیں۔ اس مقام میں اہل تصوف کیلئے عجیب لطیفے ہیں جنکی شرح دراز ہے (یعنی انکی تشریح
کیلئے طول درکار ہے) پھر تربیت کیلئے مناسبت کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے چنانچہ مبتدی جو ابتدائی مرحلہ میں
ہے۔ اسکے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کسی قسم کی مناسبت (باہمی نسبت) نہیں۔ اور نہ ہی انبیاء علیہم
التحیۃ والتسلیم کے ساتھ باہمی لگاؤ ہے۔ اس کیلئے نہایت ضروری ہے کہ سب سے پہلے ولی (مرشد)
کی تربیت کرے۔ کیونکہ ان دونوں کے مابین از روئے بشریت باہمی نسبت ہے جیسا کہ حضور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں مناسبت کی غرض سے جامہ بشریت میں جلوہ گر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں آپکے سوا کسی دوسرے کی تلقین و تربیت کی ضرورت نہ تھی۔ آپکے عالم
بقا (یعنی اس دنیا سے عالم عقبےٰ میں انتقال فرمانے) کے بعد وہ ظاہری مناسبت اور تعلق کا سلسلہ
منقطع ہوگیا۔ اور دنیا کو ترک کر کے آپ خالص تنہائی کے مقام میں جلوہ فرما ہوئے۔ اسی طرح اولیاء
جب ان کا تعلق عالم عقبےٰ کے ساتھ ہوجاتا ہے (یعنی اس دنیا سے انتقال فرماجاتے ہیں) تو ان میں سے
کوئی کسی کو مقصود تک پہنچانے کے لئے ارشاد و تلقین نہیں کرتا۔

نوٹ:۔ کوئی ناقص العقیدہ کم فہم شخص اس عبارت کا مطالعہ کر کے یوں نہ سمجھ لے کہ مقبولان خدا کے روحانی
سلسلہ بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ اس عبارت کا مفہوم مقبول یہ ہے کہ جس طرح ظاہری حیات میں شیخ کامل
مرید کو سامنے بٹھا کر تلقین و ارشاد کرتا ہے اس قسم کی جسمانی مناسبت کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اور روحانی
اولیاء اللہ کے بعد ان کے روحانی ارشادات اور فیوضات جاری رہتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ
۲۱۳ پر سیدنا و مولانا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث شریف نقل فرمائی
ہے شہنشاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "ہمارے بعد آثار نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا سوا
مبشرات کے یعنی خوشخبری دینے والے اچھے خواب باقی رہیں گے۔ جو مومن دیکھتا ہے یا اس کیلئے کوئی اور
دیکھتا ہے۔ ہونیوالے واقعات کی اطلاع مومنین کو بذریعہ وحی نہیں بلکہ بذریعہ خواب ہوا کرے گی۔ اسی واسطے
دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا جسنے ہمیں خواب میں دیکھا اس نے فی الحقیقت ہمیں ہی دیکھا۔ شیطان کی
طاقت نہیں کہ ہماری شبیہہ اختیار کرسکے۔"

دراصل یہ سطور حضور قدس سرہٗ العزیز نے مبتدی کے بارے میں قلمبند فرمائی ہیں جو ابھی مکتب تصوف کی ابتدا میں
داخل ہوا ہے۔ چونکہ وہ روحانیت اور روحانی مدارج سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہے ایسے شخص کے لئے ابتدائی مقامات
میں مرشد کامل کی صحبت اور تلقین از بس ضروری ہے۔ تاکہ بالواسطہ جسمانی مناسبت روحانی فیوضات حاصل کرے
کسی کامل کے ساتھ روحانی مناسبت مکمل تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے بعد ہی نصیب ہوسکتی ہے جسکا اہل ہی ...

اگر تو اہل فہم سے ہے تو اس بات کو سمجھ۔ اور اگر نہیں تو بالواسطہ ریاضت نورانی (جو نفسانیت ظلمانی پر
غالب ہو) فہم حاصل کر۔ کیونکہ فہم روشنی سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ تاریکی سے
کیونکہ جس مقام پہ نور آتا ہے۔ وہ مزین اور مشرف

مُشَرَّنًا فَلَمْ يَبْقَ فِي الْمُبْتَدِیْ مُنَاسَبَةٌ لَّهٗ وَاَمَّا الْوَلِیُّ
الَّذِیْ كَانَ فِی الْحَیٰوةِ فَلَهٗ مِنْهُ مُنَاسَبَةٌ لِاَنَّ لَهٗ
جِهَتَیْنِ اَحَدُهُمَا تَعْلِیْقِیَّةٌ وَالثَّانِیَةُ تَجْرِیْدِیَّةٌ
مِنْ جِهَةِ الْوِرَاثَةِ الْكَامِلَةِ فَیَتَوَلَّى الَّذِیْ یَكُوْنُ
فِی الْحَیٰوةِ اِلَیْهِ مَدَدُ الْوَلَایَةِ الْعُبُوْدِیَّةِ النَّبَوِیَّةِ مِنَ
النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَتَصَرَّفُ بِهَا فِی الْخَلْقِ
فَافْهَمْ فَاِنَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ سِرًّا عَمِیْقًا یُدْرِكُهٗ اَهْلُهٗ كَمَا
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ؀

وَاَمَّا تَرْبِیَةُ الْاَرْوَاحِ فَرُوْحُ الْجِسْمَانِیَّةِ مُرَبِّیَةٌ
فِی الْجِسْمِ وَلِرُوْحِ الرَّوَانِ حَرْبٌ فِی الْقَلْبِ وَرُوْحُ السُّلْطَانِیِّ
حَرْبٌ فِی الْفُؤَادِ وَرُوْحُ الْقُدُسِ حَرْبٌ فِی السِّرِّ وَهُوَ
الْوَاسِطَةُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْحَقِّ وَمُتَرْجِمٌ مِنَ الْحَقِّ اِلَى
الْخَلْقِ لِاَنَّهٗ اَهْلُ اللّٰهِ وَمَحْرَمُهٗ وَاَمَّا الرُّؤْیَةُ الَّتِیْ
مِنَ الْاَخْلَاقِ الذَّمِیْمَةِ الَّتِیْ هِیَ مِنْ صِفَةِ الْاَمَّارَةِ
وَاللَّوَّامَةِ وَالْمُلْهِمَةِ فَهٰؤُلَاءِ یُرٰى مِنَ السِّبَاعِ كَالنَّمِرِ

موجب ہوتا ہے لیکن مبتدی ہیں اُس کیلئے مناسب نہیں رہتی (یعنی جو ولی اللہ دنیا سے رحلت فرما جاتا ہے مبتدی کی اُسکے ساتھ باہمی نسبت نہیں رہتی) اور جو ولی دنیا میں حیات ہو تو اس کو (یعنی مبتدی کو) اس کے ساتھ جسمانی مناسبت ہوتی ہے کیونکہ اس ولی کو بسبب وراثت کاملہ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وارث کامل ہونے کے لحاظ سے) تعلیقیہ (ایک شے کو دوسری شے سے متعلق کرنا) اور تجریدیہ (ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنا) دونوں قسم کے تصرفات حاصل ہوتے ہیں۔ (یعنی کامل شیخ جب مبتدی کو تلقین کرتا ہے تو آہستہ آہستہ اس مرید کو تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن حاصل ہو جاتا ہے۔ بالآخر وہ ولی مرشد اپنے تصرفات سے اس سے ترک ماسویٰ اللہ کروا کر ذات حق سے اس کا رشتہ قایم کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب) پس اس کو اس ظاہری حیات میں اعانت جناب مصطفےٰ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے الہی ولایت یا حکومت نصیب ہو جاتی ہے جسکو نسبت عبودیت (یعنی بندگی و فرمانبرداری) اور تائید بنوی حاصل ہوتی ہے تو وہ امور میں تصرف کرتا ہے اور اسی اعانت کے باعث خلقت میں اسکو صوفی کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے یعنی دل کو خواہشات کدورتوں اور آلائشوں سے پاک صاف کر کے خدا کی طرف دھیان لگاتا ہے۔ پس اس معاملہ کو سمجھ اس سے آگے ایک ایسا گہرا راز ہے جسکو اسکے اہل ہی جانتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے:" اور عزت تو اللہ تعالیٰ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے اور مومنوں کیلئے ہے"

اور جو ارواح کی تربیت کا سلسلہ ہے تو روح جسمانی کی تربیت جسم کے اندر ہوتی ہے روح روانی کی کشمکش قلب میں، روح سلطانی کی فواد (یعنی باطنی دل) میں اور روح قدسی کی مقام سترمیں اور یہ (یعنی روح قدسی) بندے اور ذات حق کے درمیان واسطہ اور خلقت کیطرف اللہ تعالیٰ کا ترجمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا اہل اور محرم ہے۔ وہ خواب جو اخلاق ذمیمہ سے ہیں۔ منسوب بصفت نفس امارہ، لوامہ اور نفس ملہمہ ہیں۔ پس جو دوزخی قسم کے جانور خواب میں دیکھے جاتے ہیں مثلاً

وَالْاَسَدِ وَالذِّئْبِ وَالدُّبِّ وَالْكَلْبِ وَالْخِنْزِيْرِ وَ
غَيْرِهَا مِثْلُ الْاَرْنَبِ وَالثَّعْلَبِ وَالْهِرَّةِ وَالْفَهْدِ
وَمِثْلُ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالزَّنْبُوْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ
الْمُؤْذِيَاتِ فَهٰذِهِ الصِّفَاتُ الذَّمِيْمَةُ الَّتِيْ يَجِبُ
الْاِحْتِرَازُ عَنْهَا وَاِمَاطَتُهَا عَنْ طَرِيْقِ الرُّوْحِ ؛
وَالنَّمِرُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الْعُجْبِ هُوَ الْكِبْرُ عَلَى اللّٰهِ
تَعَالٰى كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ
وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ
وَكَذٰلِكَ يُجْزٰى الْمُجْرِمُ الْمُتَكَبِّرُ عَلَى النَّاسِ ؛
وَالْاَسَدُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الْكِبْرِ وَالتَّعْظِيْمِ عَلَى الْخَلْقِ
وَالدُّبُّ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الْغَضَبِ وَالْغَلَبَةِ عَلٰى مَنْ فِيْ تَحْتَ
يَدِهٖ وَالذِّئْبُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ اَكْلِ الْحَرَامِ وَالشُّبُهَاتِ مِنْ
غَيْرِ تَمْيِيْزٍ وَالْكَلْبُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ حُبِّ الدُّنْيَا وَالْقَهْرِ
وَالْغَضَبِ لِاَجْلِهَا وَالْخِنْزِيْرُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الْحِقْدِ وَ

چیتا، شیر، بھیڑیا، ریچھ، کتا، اور خنزیر اور ان کے علاوہ مثلاً خرگوش، لومڑی
بلی، تمیندوا، سانپ، بچھو، بھڑ اور ان کے علاوہ دیگر موذی جانور تو یہ انسان
کے اندر بری صفات وعادات ہیں۔ (جو روحانی ترقی کے راستے میں حائل
ہوتی ہیں) ان کو ترک کر کے روحانی ترقی کا راستہ صاف کرنا از بس
ضروری ہے۔

(خواب میں چیتے کو دیکھنا) غرور اور خود بینی کی صفات سے ہے۔ اور
اللہ تعالےٰ کے مقابل تکبر کرنے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری
ہے۔ وہ جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا ان کے
لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنّت
میں داخل ہوں گے۔ جب تک سوئی کے ناکے اونٹ نہ
داخل ہو۔ (جس طرح سوئی کے ناکے میں اونٹ کا داخل ہونا
امر محال ہے اسی طرح کفّار کا جنّت میں داخل ہونا محال
ہے)۔ اور اسی طرح بدلا دیا جائے گا اس مجرم کو
جو لوگوں کے روبرو تکبّر کرتا ہے۔

(شیر کو خواب میں دیکھنا) مخلوق پر عظمت اور بڑائی کی
خاصیّت (ریچھ) اپنے محکوم اور زیردست پر غلبہ اور قہر و
غضب کا خاصہ (بھیڑیا) حرام اور مشتبہ چیزوں کو
بلا تمیز کھانے کی صفت (کتا) حبّ دنیا اور اس
کی خاطر غیض وغضب میں آنے کی صفت (خنزیر)۔ کینہ،

الحَسَدِ وَالحِرْصِ عَلَى الشَّهَوَاتِ وَالأَرْنَبُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الحِيْلَةِ وَالمَكْرِ فِي المُعَامَلَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالثَّعْلَبُ اَيْضًا كَالأَرْنَبِ لٰكِنَّ الغَفْلَةَ فِي الأَرْنَبِ غَالِبَةٌ وَالفَهْدُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الغَيْرَةِ الجَاهِلِيَّةِ وَحُبِّ الرِّيَاسَةِ وَالعِزَّةِ وَالهِرَّةُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ البُخْلِ وَالنِّفَاقِ وَالحَيَّةُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الإِيْذَاءِ بِاللِّسَانِ كَالشَّتْمِ وَالغِيْبَةِ وَالكِذْبِ وَيُرَى لِذٰلِكَ السِّبَاعَ المَعَانِي الحَقِيْقِيَّةَ يُدْرِكُهَا اَهْلُهَا بِالبَصِيْرَةِ وَالعَقْرَبُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الغَمْزِ وَالهَمْزِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالزَّنْبُوْرُ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ إِيْذَاءِ النَّاسِ بِاللِّسَانِ خَفِيًّا وَقَدْ تَدُلُّ الحَبَّةُ عَلَى العَدَاوَةِ مَعَ النَّاسِ ؛

فَإِذَا رَأَى السَّالِكُ اَنَّهُ يُحَارِبُ مَعَ هٰذِهِ المُؤْذِيَاتِ وَلَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهَا الرُّؤْيَةُ فَلْيَجْتَهِدْ بِالعِبَادَةِ وَالذِّكْرِ حَتّٰى يَغْلِبَ عَلَيْهَا وَيَقْهَرَهَا وَيُفْنِيَهَا اَوْ يَتَبَدَّلَ لَهَا اِلَى صِفَةِ البَشَرِيَّةِ فَإِنَّ قَهَرَهَا وَقَتَلَهَا بِالكُلِّيَّةِ فَهُوَ

حسد اور تحریص شہوات کا خاصہ (خرگوش) دنیوی معاملات میں
مکر و حیلہ کی صفت ظاہر کرتے ہیں (لومڑی) کا دیکھنا بھی خرگوش
کی طرح ہے۔ البتہ خرگوش میں غفلت کی صفت غالب ہے (تمیندوا) زمانہ
جاہلیت میں غیرت، حب ریاست اور عزت کی صفت ظاہر کرتا ہے۔ (بلی) سے
بخل و نفاق کی خصوصیت (سانپ) کو خواب میں دیکھنے والے میں لوگوں کو
زبان سے اذیت پہنچانے کی بری صفت ہے مثلاً گالی گلوچ دینا، غیبت کرنا
اور جھوٹ بولنا وغیرہ۔ اس قسم کے درندوں کو خواب میں دیکھنے کی صحیح تعبیر
اہل بصیرت ہی خوب جانتے ہیں۔ (بچھو) اشارات سے (مثلاً آنکھ کے اشارے
سے) نکتہ چینی، تہمت، عیب جوئی اور چغلخوری کی صفت (بھڑ) کا دیکھنا لوگوں
کو زبان سے معمولی ایذا دینے کی صفت ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ
سانپ کا دیکھنا لوگوں کے ساتھ عداوت پر دلالت کرتا ہے۔

جب سالک خواب میں دیکھے کہ وہ ان موذی جانوروں
کے ساتھ برسر پیکار ہے اور ان پر غلبہ نہیں پا سکا
(اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس پر اس کی بری صفات اور
عادات غالب ہیں) تو اس کو عبادت اور ذکر الٰہی
میں انتہائی کوشش کرنی چاہیئے حتیٰ کہ اس کو ان پر غلبہ
اور فتح حاصل ہو جائے۔ اور ان کو ہلاک کر دے
یا ان میں درندہ پن کی صفت بشری خاصیت سے بدل
دے۔ کیونکہ ان پہ پورا غلبہ اور ان کی مکمل تباہی گویا:

مَعْنٰی تَرْكِ السَّيِّئَاتِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ
حَقِّ بَعْضِ التَّائِبِیْنَ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَاَصْلَحَ
بَالَهُمْ اَلْاٰیَةَ وَاِنْ رَاٰی اَنَّهَا تَبَدَّلَتْ اِلٰی صُوْرَةِ الْاِنْسَانِیَّةِ
فَهُوَ مَعْنٰی تَبَدُّلِ السَّيِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰی فِیْ حَقِّ التَّائِبِیْنَ مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ فَقَدْ خَلَصَ
مِنْ هٰذِهِ الْمُؤْذِیَاتِ فَیَنْبَغِیْ اَنْ لَّا یَاْمَنَ مِنْهَا بَعْدَ
ذٰلِكَ لِاَنَّهُ اَنَّهَا وَجَدَتِ النَّفْسُ قُوَّةً مِنْ جَانِبِ
الْعِصْیَانِ فَقَوِیَتْ وَغَلَبَتْ عَلَی الْمُطْمَئِنَّةِ وَلِذٰلِكَ اَمَرَ
اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ یَجْتَنِبَ الْعَبْدُ عَنِ الْمَنَاهِیْ فِیْ جَمِیْعِ
الْاٰنَاتِ مَادَامَ فِی الدُّنْیَا وَقَدْ یُرٰی ذٰلِكَ النَّفْسُ
الْاَمَّارَةُ عَلٰی صُوْرَةِ الْكُفَّارِ وَاللَّوَّامَةُ عَلٰی صُوْرَةِ الْیَهُوْدِ
وَالْمُلْهِمَةُ عَلٰی صُوْرَةِ النَّصَارٰی وَكَذَا فِیْ صُوَرِ الْمُبْتَدِعَةِ ؛

الفصل الثالث والعشرون

برائیوں کا مکمل طور پر قلع قمع کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے بعض توبہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے: "اللہ تعالےٰ نے ان کی برائیوں کو مٹا دیا اور ان کے دلوں کی اصلاح فرما دی" اور اگر خواب میں دیکھے کہ اِن کی درندوں والی شکل اِنسانی صورت سے بدل گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی برائیاں نیکیوں سے بدل گئی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے توبہ کرنے والوں کے حق میں اِرشاد فرمایا ہے "جو توبہ کرے ایمان لائے اور نیک کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا"۔ پس وہ ان موذی دشمنوں سے رہائی پا گیا۔ اس کے بعد بھی انسان کے لئے لازمی ہے کہ اِن اعدا کی شر سے بے خوف ہو کر نہ بیٹھے۔ کیونکہ بُرائیوں کے ضائع ہو جانے کے بعد بھی نفس کو معصیت کی جانب سے ایسی قوّت حاصل ہو سکتی ہے جو زور پکڑ کر نفسِ مطمئنہ پر غلبہ پا لے۔ اِسی واسطے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ بندہ جب تک دنیا میں ہے جمیع آفات میں ممنوع اور ناجائز باتوں سے اجتناب کرے۔ کبھی نفس امّارہ کفار کی صورت پر نفس لوّامہ یہود کی صورت پر اور ملہمہ نصاریٰ کی صورت پہ اور اس کے علاوہ کئی انوکھی اور نئی نئی صورتوں میں دیکھے جاتے ہیں۔

(فِي بَيَانِ أَهْلِ التَّصَوُّفِ وَهُمْ اثْنَى عَشَرَ صِنْفًا: الصِّنْفُ
الْأَوَّلُ السُّنِّيُّوْنَ وَهُمُ الَّذِيْنَ أَقْوَالُهُمْ وَأَفْعَالُهُمْ مُوَافِقَةٌ
لِلشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ جَمِيْعًا وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
فَبَعْضُهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ وَ
بَعْضُهُمْ بِحِسَابٍ يَسِيْرٍ وَعَذَابٍ قَلِيْلٍ فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ
جَهَنَّمَ وَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُؤَبَّدُوْنَ فِي النَّارِ التَّابِيْدِ
الْكَافِرِ وَالْمُنَافِقِ وَالْبَوَاقِيْ بِدْعِيُّوْنَ فَمِنْهُمُ الْحُلُوْلِيَّةُ وَ
وَالْحَالِيَّةُ وَالْأَوْلِيَائِيَّةُ وَالشَّمْرَانِيَّةُ وَالْحُبِّيَّةُ وَالْحُوْرِيَّةُ
وَالْإِبَاحِيَّةُ وَالْمُتَكَاسِلَةُ وَالْمُتَجَاهِلَةُ وَالْوَافِقِيَّةُ وَالْهَامِيَّةُ ؀

فَأَمَّا مَذْهَبُ الْحُلُوْلِيَّةِ فَإِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ النَّظَرُ إِلَى
بَدَنِ الْجَمِيْلَةِ وَالْأَمْرَدِ حَلَالٌ فَيَرْقُصُوْنَ وَيَدْعُوْنَ
التَّقْبِيْلَ وَالْمُعَانَقَةَ مُبَاحٌ وَهٰذَا كُفْرٌ مَحْضٌ ؀

وَأَمَّا الْحَالِيَّةُ فَإِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الرَّقْصُ وَضَرْبُ الْيَدِ
حَلَالٌ وَيَقُوْلُوْنَ لِلشَّيْخِ حَالَةٌ لَا يُعَبِّرُ عَنْهُ الشَّرْعُ وَهٰذَا
بِدْعَةٌ لَيْسَ فِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؀

تیئسویں فصل - اہلِ تصوف کے بیان میں - اہل تصوف بارہ

قِسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ لوگ ہیں جو سنت نبوی (علی صاحبہا التحیات وَالتسلیمات) کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہیں۔ ان سب کے اقوال و افعال شریعت اور طریقت کے مطابق ہیں۔ یہ لوگ اہل سنت وجماعت ہیں۔ ان میں سے بعض بلا حساب کتاب اور بغیر عذاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور بعض سے سہل حساب لیا جائے گا۔ اور وہ معمولی سزا پاکر جہنم سے جنت میں داخل ہوں گے۔ کافر اور منافق کی طرح ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھے جائیں گے۔ (اہل سنت وجماعت کے علاوہ) باقی گیارہ گروہ ہیں۔ وہ سب بدعتی ہیں (ان میں مندرجہ ذیل نام نہاد صوفیوں کے گروہ شامل ہیں (۱) فرقہ حلولیہ (۲) فرقہ حالیہ (۳) فرقہ اولیائیہ (۴) فرقہ شمراخیہ (۵) فرقہ حبیہ (۶) فرقہ حوریہ (۷) فرقہ اباحیہ (۸) فرقہ متکاسلہ (۹) فرقہ متجاہلہ (۱۰) فرقہ واقفیہ (۱۱) فرقہ الہامیہ

فرقہ حلولیہ کا مذہب - اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ خوبصورت عورت اور بے ریش حسین لڑکے کے جسم کی طرف آنکھ اٹھا کر نظر کرنا حلال ہے یہ لوگ رقص کرتے ہیں اور ان کے مذہب میں بوس وکنار مباح ہے اس قسم کا عقیدہ سراسر کفر ہے۔

فرقہ حالیہ - ان کا عقیدہ ہے کہ رقص اور تالی بجانا حلال ہے وہ کہتے ہیں کہ شیخ کیلئے ایک حالت یا مقام ہے کہ شریعت اس پر حکم نہیں لگاتی اس قسم کا عقیدہ بدعت اور خلاف سنت جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہے

وَأَمَّا الْأَوْلِيَائِيَّةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِذَا وَصَلَ الْعَبْدُ إِلَى مَرْتَبَةِ الْأَوْلِيَاءِ فَتَسْقُطُ عَنْهُ تَكَالِيفُ الشَّرْعِ وَيَقُولُونَ الْوَلِيُّ أَفْضَلُ مِنَ النَّبِيِّ لِأَنَّ عِلْمَ النَّبِيِّ بِوَاسِطَةِ جِبْرَائِيلَ وَعِلْمَ الْوَلِيِّ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ وَهٰذَا التَّدْلِيلُ خَطَأٌ وَهُمْ هَلَكُوا بِذٰلِكَ الْإِعْتِقَادِ وَهٰذَا كُفْرٌ أَيْضًا ؛

وَأَمَّا الشَّمْرَانِيَّةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ الصُّحْبَةُ قَدِيمَةٌ وَبِهَا يَسْقُطُ الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ وَيُحِلُّونَ الدَّفَّ وَالطَّنْبُورَ وَبَاقِي الْمَلَاهِي وَلَا حَلَالَ بَيْنَهُمْ مِنْ جِهَةِ النِّسَاءِ وَهُمْ كُفَّارٌ وَدَمُهُمْ مُبَاحٌ ؛

وَأَمَّا الْحُبِّيَّةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِذَا وَصَلَ الْعَبْدُ إِلَى دَرَجَةِ الْمَحَبَّةِ يَسْقُطُ عَنْهُ تَكَالِيفُ الشَّرْعِ وَلَا يَسْتُرُونَ عَوْرَاتِهِمْ ؛

وَأَمَّا الْحُوَارِيَّةُ فَإِنَّهُمْ كَالْحَالِيَّةِ لٰكِنْ يَدَّعُونَ وَطْءَ الْحُورِ فِي حَالَاتِهِمْ فَإِذَا أَفَاقُوا اغْتَسَلُوا فَكَذَّبُوا بِذٰلِكَ وَهَلَكُوا ؛ وَأَمَّا الْإِبَاحِيَّةُ فَإِنَّهُمْ يَتْرُكُونَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّونَ الْحَرَامَ وَيُبِيحُونَ

فرقہ اولیائیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مرتبۂ ولایت کو پہنچ جاتا ہے تو تکالیف شرعی اُس سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ (شریعت اس کو مکلّف نہیں۔ احکام شریعت اس پر نافذ نہیں ہوتے) نیز وہ کہتے ہیں کہ ولی نبی سے اُفضل ہے کیونکہ نبی کا علم بالواسطہ وحی ہے اور ولی کا علم بغیر واسطہ ہے۔ ایسی تاویل کرنے میں اُنہوں نے خطا کی ہے۔ اس اعتقاد کے باعث وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔ اور اس قسم کا عقیدہ بھی کفر ہے۔

فرقہ شمرانیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ صحبت قدیمی ہے اور اس کے سبب امر ونواہی ساقط ہو جاتے ہیں۔ دف۔ طنبورا اور دیگر آلاتِ موسیقی اور لہو ولعب کو حلال جانتے ہیں۔ اور عورتوں سے کسی طرح کا تمتع جائز نہیں رکھتے۔ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور ان کا خون مباح ہے۔

فرقہ حبّیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مقامِ محبت تک پہنچ جاتا ہے تو شرعی تکالیف اس سے ساقط ہو جاتی ہیں (احکام شریعت پر عمل کرنے کے لئے مکلّف نہیں ہوتا) وہ اپنی شرمگاہوں کو نہیں ڈھانپتے۔

فرقہ حُوریہ۔ انکے عقائد بھی گروہ حالیہ سے ملتے جلتے ہیں۔ (جیسا اوپر ذکر ہو چکا ہے) اسکے علاوہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے حالات میں (یعنی رقص و وجد کی کیفیت میں حُور سے مباشرت (جماع) کرتے ہیں۔ جب ہوش میں آتے ہیں تو غسل کرتے ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد باطل اور ان کی ہلاکت کا موجب ہے

فرقہ اباحیہ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے گریز کرتے ہیں۔ (یعنی نہ تو لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں۔ اور نہ انکو بُرائی سے منع کرتے ہیں) اور حرام کو حلال اور عورتوں کو (ناجائز طور پر) مباح کرتے ہیں۔

النِّسَآءَ وَاَمَّا مَذْهَبُ الْمُتَكَاسِلَةِ فَهُمْ يَتْرُكُوْنَ الْكَسْبَ وَيَسْئَلُوْنَ مِنَ الْاَبْوَابِ وَيَدَّعُوْنَ بِتَرْكِ الدُّنْيَا عَلٰى ظَاهِرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ بَوَاطِنَهُمْ هَلَكُوْا بِذٰلِكَ وَ اَمَّا الْمُتَجَاهِلَةُ فَيَلْبَسُوْنَ لِبَاسَ الْفُسَّاقِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ÷

وَاَمَّا الْوَافِقِيَّةُ فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَا يَعْرِفُ اللّٰهَ غَيْرُ اللّٰهِ قَطُّ وَهُمْ تَرَكُوْا طَلَبَ الْمَعْرِفَةِ وَهَلَكُوْا بِذٰلِكَ الْجَهْلِ ÷

وَاَمَّا الْاِلْهَامِيَّةُ فَاِنَّهُمْ يَتْرُكُوْنَ الْعِلْمَ وَيَنْهَوْنَ عَنِ التَّدْرِيْسِ وَتَابَعُوا الْحُكَمَاءَ وَيَقُوْلُوْنَ الْقُرْاٰنُ حِجَابٌ وَالْاَشْعَارُ قُرْاٰنُ الطَّرِيْقَةِ وَاعْتَقَدُوْا بِذٰلِكَ وَتَرَكُوا الْقُرْاٰنَ وَتَعَلَّمُوا الْاَشْعَارَ عَلٰى اَوْلَادِهِمْ وَتَرَكُوا الْوِرْدَ وَهَلَكُوْا بِهٖ ÷

وَقَالَ فِيْ فِقْهِ الْبَاطِنِ يَقُوْلُوْنَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنَّ الصَّحَابَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ كَانُوْا

مذہب متکاسلہ۔ کاروبار ترک کر کے دربدر مانگتے پھرتے ہیں۔ ظاہر طور پر ترکِ دنیا کا دعوٰے کرتے ہیں اور پکار پکار کر اپنی مصائب و مشکلات کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس عقیدے کے باعث ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے۔

مذہب متجاہلہ۔ یہ لوگ فساق لباس پہنتے ہیں (یعنی ایسا لباس جو فاسق وفاجر پہنتے ہیں) چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: "اور ظالموں کی طرف نہ جھکو (یعنی ان سے میل جول نہ رکھو) کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔" اور جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے: "جو کسی قوم کی مشابہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔"

طریقہ واقفیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت غیر اللہ کو ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسی واسطے انہوں نے طلب معرفت الٰہی ترک کر دی۔ اور اس جہالت کے باعث ہلاک ہو گئے۔

مذہب الہامیہ۔ یہ لوگ علم دین کو ترک کرتے ہیں اور سلسلہ درس و تدریس کے بھی مخالف ہیں۔ یعنی لوگوں کو علم دین سیکھنے اور سکھانے سے روکتے ہیں۔ حکما (یعنی فلسفیوں اور منطقیوں) کی متابعت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن مجید حجاب ہے۔ اور اشعار کو قرآنِ طریقت جانتے ہیں۔ انہوں نے اس عقیدہ کی بنا پر قرآن پاک کو چھوڑ دیا۔ اور شعروں کی تعلیم لے کر اپنی اولاد کو بھی نقصان پہنچایا۔ (یعنی ان کو بھی گمراہ کیا) اور ورد و وظائف ترک کر کے ہلاکت کے گڑھے میں پڑ گئے۔ فقہِ باطن میں آیا ہے۔ اہلِ سنت و جماعت کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم

اَهْلَ الْجَذْبَةِ بِقُوَّةِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ انْتَشَرَتْ تِلْكَ الْجَوَاذِبُ بَعْدَ عَلِيٍّ اِلٰى مَشَائِخِ الطَّرِيْقَةِ
ثُمَّ تَشَعَّبَتْ اِلٰى سَلَاسِلَ كَثِيْرَةٍ حَتّٰى ضَعُفَتْ وَانْقَطَعَتْ
عَنْ كَثِيْرٍ مِنْهُمْ تَبْقِيْ مِنْهُمُ الْمُرْسِمِيُّوْنَ فِيْ صُوْرَةِ
الشَّيْخُوْخَةِ بِلَا مَعْنٰى ثُمَّ تَشَعَّبَ مِنْهُمْ اَهْلُ الْبِدَعِ
ثُمَّ انْتَسَبَ بَعْضُهُمْ اِلَى الْقَلَنْدَرِيَّةِ وَبَعْضُهُمْ اِلَى
الْحَيْدَرِ وَبَعْضُهُمْ اِلَى الْاَدْهَمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ يَطُوْلُ
شَرْحُهَا وَاَمَّا اَهْلُ الْفِقْهِ وَالْاِرْشَادِ فَهُمْ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ
اَقَلُّ مِنَ الْقَلِيْلِ وَيُعْلَمُ لِعَمَلِ الْحَقِّ بِشَاهِدَيْنِ اَحَدُهُمَا
ظَاهِرًا وَّالثَّانِيْ بَاطِنًا فَالظَّاهِرُ الْاِسْتِحْكَامُ عَلَى الشَّرِيْعَةِ
اَمْرًا وَّنَهْيًا كَمَا لَا يَخْفٰى وَالْبَاطِنُ اَنْ يَكُوْنَ سُلُوْكُهٗ عَلٰى
مُشَاهَدَةِ الْبَصِيْرَةِ فَيَرٰى مَنْ يَقْتَدِيْ بِهٖ وَهُوَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ وَاسِطَةً بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ
بَيْنَ نَبِيِّهٖ وَهُوَ رُوْحَانِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذِي الْجِسْمَانِيَّةِ فِيْ مَحَلِّهٖ وَالرُّوْحَانِيَّةِ فِيْ مَحَلِّهٖ فَاِنَّ

بسبب قوتِ صحبت جناب نبی کریمؐ رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم اہل جذبہ تھے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پاک نے انکے اندر قوتِ ایمانی اور جذباتِ روحانی جوشِ محبت اور جذبہ محبت کو کوٹ کوٹ کر بھر دیئے تھے) پھر وہ جذبات کشش روحانیت منتشر ہو کر مشائخ طریقت تک پہنچے۔ پھر بشمار سلسلوں میں منقسم ہو گئے۔ اور بتدریج کمزور اور ضعیف الاثر ہو گئے۔ بلکہ اکثر سلاسل میں ان روحانی جذبات کا نام و نشان تک نہ رہا۔ اور بکر بیجان کی طرح رسمی طور پر بے معنی سلسلہ مشائخ باقی رہ گیا۔ پھر ان میں سے بدعتی ٹولے پیدا ہو گئے۔ بعض نے اپنا تعلق سلسلہ قلندریہ سے کسی نے سلسلہ حیدریہ اور کسی نے شاہ مدار وغیرہ اور انکے علاوہ دوسرے سلسلوں کی طرف منسوب کیا جنکی شرح طویل ہے۔

اہل اجتہاد اور صاحب ارشاد اس زمانہ میں قلیل سے بھی کم ہیں۔ (کہیں شاذ خال خال نظر آتے ہیں) بدن دیکھنے والے) فقہا کو ان کے ظاہری عمل حق سے اور اہل ارشاد کو انکے پاک و صاف باطن سے پہچانتے ہیں۔ اہل فقہ استحکام شریعت پر امر دینی کے معاملات میں پورے طور پر مستعد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اور صاحب باطن وہ ہے جس کو راہ سلوک کا بچشم بصیرت ایسا مشاہدہ حاصل ہو کہ وہ اپنے مقتدیٰ یعنی حضور نبی کریمؐ علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات اقدس کو دیدۂ دل سے دیکھے۔ پس اسکا سلوک اللہ تعالیٰ کے درمیان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت (مناسبت جسمانی اپنے محل میں اور روحانی اپنے محل میں) کے مابین واسطہ بن جائے

ف ۱ : یہ بات مسلمہ ہے کہ سیدنا عالی ہمت سلطان الاولیاء والعارفین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پاک دور حاضرہ کی نسبت بدرجہا بہتر تھا جب اسوقت اکثر مشائخ کی یہ کیفیت تھی تو موجودہ زمانہ کے نام نہاد حنفی، چشتی، نقشبندی اور سہروردی پیروں کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں۔ جنہیں روحانیت سے دور کا واسطہ نہیں اور وہ بر سر منبر اپنے انکشافات اور نور قلب کا اعلان کرتے ہیں۔ (شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا ہے "ایں مدعیان در طلبش بے خبرانند آنرا کہ خبر شد خبرش باز نہ آمد") اکثر انہی بدعقیدہ علما بھی ہیں جو عوام کو اپنے دام میں پھنسانے کیلئے اپنے تئیں اہل سنت و جماعت ظاہر کرتے ہیں نیز اپنا تعلق پیران عظام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (جہ نسبت خاک را باعالم پاک) درحقیقت اپنی دکانداری چلانے اور صحیح پیروں کے ساتھ صحیح عقیدت رکھنے والوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان لوگوں نے ایک نیا اور نرالا ڈھنگ سیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت غوث اعظم قدس سرہ النورانی کے مریدین اور معتقدین کو ان کی شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِهٖ فَيَكُوْنُ مِنْهُ اِشَارَةٌ اِلٰى مَنْ يُرِيْدُ
بِهٖ السَّالِكِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ سُلُوْكُهُمْ عَلَى الْعَمٰى وَهٰهُنَا
دَقَائِقُ الْعَلَامَاتِ فِي التَّمْيِيْزِ لَا يُدْرِكُهَا اِلَّا اَهْلُهَا ؁

الفصل الرابع والعشرون فی بیانِ الخاتمۃِ

فَيَنْبَغِيْ لِلسَّالِكِ اَنْ يَكُوْنَ فَطِنًا وَّبَصِيْرًا كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطُنًا ... طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتَنَا
جَعَلُوْهَا لُجَّةً فَاتَّخَذُوْا ... صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنًا

نَاظِرًا اِلٰى خَوَاتِمِ الْاُمُوْرِ وَمُتَفَكِّرًا فِيْ اَدْبَارِهَا وَلَا يَغْتَرُّ
بِحَلَاوَةِ ظَاهِرِ الْاَحْوَالِ فَقَدْ قَالَ اَهْلُ التَّصَوُّفِ اِنَّ
السَّالِكَ اِلَى الْاَحْوَالِ يُفْعَلُ عَنْ مُحَوِّلِهَا وَقَدْ قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ
وَلِذٰلِكَ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ يَا مُحَمَّدُ بَشِّرِ الْمُذْنِبِيْنَ
بِاَنِّيْ غَفُوْرٌ وَاَنْذِرِ الصِّدِّيْقِيْنَ بِاَنِّيْ غَيُوْرٌ فَاِنَّ
كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَاءِ حَقٌّ وَاَحْوَالُهُمْ حَقٌّ غَيْرَ اَنَّهَا لَيْسَتْ

فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِہٖ (شیطان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت میں نہیں بن سکتا) اس حدیث شریف میں اِمداد تمند سالکین کی رہنمائی کے لیئے ایک اشارہ ہے تاکہ وہ راہِ سلوک میں اندھیرے میں نہ رہیں اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیئے یہ ایسے پاکیزہ نکات اور اشارات ہیں جو ان کے اہل کے سوا کسی دوسرے کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔

چوبیسویں فصل - سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ زیرک سمجھدار اور صاحبِ بصیرت ہو۔ (جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ترجمہ:- اللہ کے ایسے دانا بندے ہیں جنہوں نے دنیا کو طلاق دے دیا۔ اور اس کی تکالیف سے خوفزدہ ہوتے اور اس کے بھنور میں اعمال صالحہ کی کشتی میں سوار ہو گئے) دنیوی امور کا انجام مدنظر رکھے اور ان کے زوال کے بارے میں غور و فکر کرتا رہے۔ احوال دنیا کی ظاہری زیب و زینت اور طلاوت کے دھوکے میں نہ آئے۔ اہل تصوف فرماتے ہیں کہ:- احوال کی طرف راہیں ان کے پھیرنے والے کی جانب سے بنائی جاتی ہیں۔ (یعنی جیسا ماحول ہوتا ہے ویسے ہی احوال سمت بدل لیتے ہیں) ارشاد باری تعالیٰ ہے:- "اللہ تعالیٰ کی خفی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے سوائے ان لوگوں کے جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اللہ کے مخلص بندے ہمیشہ اس سے خائف رہتے ہیں۔" نیز حدیث قدسی میں فرمایا "پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کو خوشخبری دیجئے کہ میں بخشنہار ہوں۔ اور صدیقوں کو ڈرایئے کہ میں غیور ہوں۔ اولیاء کی کرامات اور اُن کے احوال برحق ہیں۔ مگر مکر

مَامُوْنَةً مِنَ الْمَكْرِ وَالْاِسْتِدْرَاجِ بِخِلَافِ مُعْجِزَاتِ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّهَا مَامُوْنَةٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَبَدًا وَّقَدْ قِيْلَ خَوْفُ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ سَبَبُ النَّجَاةِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ قَالَ الْحَسَنُ الْبَصَرِیُّ اَنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰی اِرْتَفَعُوْا اِلٰی عِلِّيِّيْنَ بِالْخَوْفِ فَيَكُوْنُ الْخَوْفُ غَالِبًا عَلَی الرَّجَاءِ لِئَلَّا تَخْدَعَهُ الْبَشَرِيَّةُ فَيَقْطَعُ سَبِيْلَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُ بِهٖ وَقَدْ قَالَ مَادَامَ الْاِنْسَانُ فِي الصِّحَّةِ يُرِيْدُ اَنْ يَكُوْنَ الْخَوْفُ غَالِبًا عَلَی الرَّجَاءِ وَفِي الْمَرَضِ يَكُوْنُ الرَّجَاءُ غَالِبًا عَلَی الْخَوْفِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُهٗ يَسْتَوِيَانِ وَاَمَّا فِيْ حَالِ النَّزْعِ فَيَكُوْنُ رَجَاؤُهٗ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَغْلَبَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَيَتَفَكَّرُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ وَبِقَوْلِهٖ تَعَالٰی رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَالْوَاجِبُ عَلَی السَّالِكِ اَنْ يَّفِرَّ مِنْ قَهْرِهٖ اِلٰی لُطْفِهٖ وَيَفِرَّ مِنْهُ اِلَيْهِ مُتَذَلِّلًا مُتَعَرِّضًا

استدراج سے محفوظ نہیں بخلاف معجزات انبیاء علیہم السلام کہ وہ ہمیشہ کیلئے اس بات سے مامون و محفوظ ہوتے ہیں کرامات میں مکرِ شیطانی و نفسانی اور استدراج کو دخل ہو سکتا ہے۔ خرق عادت بات جو کافر سے ظاہر ہو اسکو استدراج کہتے ہیں۔ کافر اگر مجاہدہ بالنفس اور ریاضت کرلیتا ہے تو اسمیں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے۔ نبی علیہ السلام کی خرق عادت کو معجزہ اور ولی کی خرق عادت کو کرامت کہتے ہیں۔ سرکار اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ولی یا اس کے معتقدین جسکو کرامت سمجھتے ہوں وہ استدراج ہو) کہتے ہیں کہ خرابیٔ انجام کا خوف خرابیٔ انجام سے نجات کا سبب ہے (یعنی جس شخص کے دل میں ہر وقت اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس کا انجام خراب نہ ہو جائے تو یہ خوف اسکے خاتمہ بالخیر کا سبب بن جاتا ہے) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اولیاء اللہ کو بسبب خوف الٰہی مقام علیین (جو بلند ترین مقام ہے) تک رسائی ہو جاتی ہے خوف کا امید پر غالب ہونا ہی اچھا ہے ایسا نہ ہو کہ تبقاضائے بشریت دھوکا کھا جائے اور کسی ایسی بنا پر اس کا راستہ منقطع ہو جائے جس کا اس کو شعور تک نہ ہو۔ جب تک انسان تندرست ہے خوف کو امید پر غالب کرے (اسکے دل میں بہ نسبت امید اللہ کا خوف زیادہ ہو) اور بحالت مرض امید خوف پر غالب ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد عالی ہے: اگر مومن کا خوف اور اسکی امید تولے جائیں تو دونوں وزن میں برابر نکلیں گے لیکن بحالت نزع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی امید خوف پر غالب ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز نہ مرے مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے اور اسکی آیات رحمت (مثلاً" ورحمتی وسعت کل شیٔ" اور میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔ "ورحمتی سبقت غضبی" اور میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ "فانہ ارحم الراحمین"

مُتَمَلِّقًا مُتَعَذِّرًا مُعْتَرِفًا بِذُنُوْبِهٖ فِیْ بَابِهٖ فَیَتَوَقَّعُ

فَیْضَ فَضْلِهٖ وَاَلْطَافِهٖ وَرَحْمَتَهٗ عَلٰی ذُنُوْبِهٖ اِنَّهٗ هُوَ

الْبَرُّ الرَّحِیْمُ الْجَوَادُ الْکَرِیْمُ وَالْمَلِکُ الْقَدِیْمُ وَالسُّلْطَانُ

الْعَظِیْمُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ

اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اٰمِیْنَ ؕ

بیشک وہ سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے،
میں غور و فکر کرتے ہوئے۔ سالک پر واجب ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے فرار کر کے اس
کے لطف و کرم کی طرف اِقدام کرے۔ اور
فرار بر فرار اختیار کر کے بصد عجز و نیاز، خوشامد
در آمد، عرض معروض اور عُذر خواہی کرتے
ہوئے اس کے بابِ رحمت پر سرِ نیاز رکھ
کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور اس
کے فیضانِ لطف و کرم کی توقع رکھے
نیز امید وار رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ کیونکہ
وہ بڑا احسان فرمانے والا، رحمت والا، بہت
بخشش کرنے والا کریم، بادشاہِ قدیم اور
سلطان عظیم ہے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ و
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ آمین

○

بیان دائرة النفوس وواردا تها وانوارها ولطائفها لآلاتها وعوالمها

عدد المقامات	١ مقام الاول	٢ مقام الثانی	٣ مقام الثالث	٤ مقام الرابع	٥ مقام الخامس	٦ مقام السادس	٧ مقام السابع	٨ مقام الثامن
عدد النفوس	نفس	نفس	نفس	نفس	نفس	نفس	نفس	نفس
صفات النفوس	امّارة	لوّامة	ملهمة	مطمئنة	راضیة	مرضیة	صافیه	کاملہ
سیر المقامات	سیره الی الله	سیره لله	سیره علی الله	سیره مع الله	سیره فی الله	سیره عن الله	سیره بالله	سیره فانی الله بقا بالله
عوالم المقامات	عالم ناسوت	عالم ملکوت	عالم جبروت	عالم لاهوت	عالم عماء	عالم ارواح	عالم استغراق	عالم جذب عقل
مواضع الذکر	محله الصدر	محله العقل	محله القلب	محله الروح	محله السرّ	محله سرّ السر	محله الخفی	محله اخفا
حالات المقامات	حالة الریاضة	حالة تمییز	حالة محبة	حالة عشق	حالة وصلة	حالة غنا	حالة تجذب	حالة تصرّف
واردات المقامات	وارد الشریعة	وارد الطریقة	وارد تقوی مع المعرفة	وارد حقیقة	وارد تمییز بالجذب	وارد تمکین بالتلوین	وارد وحی	وارد خطاب بالجمع
انوار المقامات	نوره ازرق	نوره احمر	نوره اخضر	نوره ابیض	نوره اصفر	نوره اسود	نوره دری	نوره لیس له نور
اسماء الاصول	لا اله الا الله	الله	هو	حق	حی	قیوم	قهار	قرب الاسم
اسماء الفروع	وهاب	فتاح	واحد	احد	صمد	علی	عظیم	اسم اعظم

فہرست سر الاسرار للسید الشیخ ابی محمد عبد القادر الجیلی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ

بصیرت افروز کتابیں پڑھیے اور اپنے دل

کو نورِ ایمان سے منور کیجیے،

سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

سیدنا مرشدنا شیخ المشائخ سلطان الاولیاء و العارفین حضرت غوثِ الثقلین محبوب سبحانی شہباز لامکانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی نہایت بلند پایہ تصنیف ہے۔ بمصداق کلام الملوک ملوک الکلام تصوف کے بیان میں مختصر جامع اور بے نظیر کتاب ہے حضور لامع النور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام نامی اور ذاتِ گرامی سے کون واقف نہیں۔ آپ شہنشاہِ ولایت ہیں۔ رقاب جملہ اولیاء اللہ آپ کے زیرِ قدم ہیں۔ آپ کا علم و فضل شہرۂ آفاق ہے پاکستان اور ہندوستان میں آپ پیران پیر، دستگیر، روشن ضمیر اور گیارھویں والے پیر مشہور ہیں" بمصداق ؏

"جو آنکھ والا ان کے جوبن کا تماشہ دیکھے،، تمام برگزیدہ اور مقرب اولیاء اللہ آپ کی شان میں رطب اللسان ہیں اور سب نے متفقہ طور پر حضور کو غوثِ اعظم، غوثِ معظم، غوث الثقلین (دونوں جہان کی فریادرس اور مددگار) تسلیم کیا چنانچہ علامۂ اجل حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخیار کے صفحہ نمبر ۲۱۵ پر رقمطراز ہیں۔

"اگر دیگران قطب اند او قطب الاقطاب است و اگر ایشاں سلاطین اند او سلطان السلاطین محی الدین که دین اسلام زنده گردانید و ملت کفر را میرانید که الشیخ یُحیِی وَ یُمیت رہے۔ مرجہ که ایجاد دین از محیی و قیوم است و احیا از وے غوث الثقلین از و گویند که جن و انس ہمه بوے پناه جویند من بے کس نیز پناه بوے چه تام و بدرگاه افتاده مرا جز عنایت او کس نیست و بغیر لطف او فریادرس نے،،

ترجمہ۔ اگر دوسرے قطب ہیں تو آپ قطب الاقطاب ہیں۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں۔ تو حضور بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ آپ کا لقب محی الدین ہے کیونکہ آپ نے دینِ اسلام کو زندہ کیا ہے اور ملتِ کفر کی بیخ کنی کی

ہے۔ کیونکہ شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔ دین کے موحد اللہ تعالے حی و قیوم ہیں۔ اور زندہ کرنے والے سلطان محی الدین ہیں۔ آپ کے لقب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکہ غوث الثقلین اس کو کہتے ہیں جس کی پناہ اور حمایت کی طالب تمام جن و انسان ہوں۔ میں بے کس عاجز بھی آپ کے آستانہ عالیہ پر پڑا ہوں اور آپ کی پناہ اور اعانت چاہتا ہوں۔ میرا حضور کی عنایت کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں اور آپ کے لطف و کرم کے بغیر کوئی فریادرس نہیں۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان مبارک میں ایک نعتیہ کلام ارقام فرمایا ہے (یہاں صرف مطلع اور مقطع نقل کیے جاتے ہیں مکمل نعت شریف ہمارے رسالہ "کلام اولیار فی شانِ سلطان اولیار" میں ملاحظہ فرمایئے۔) ؎

یا غوثِ معظم نورِ ہدیٰ مختار نبی مختارِ خدا سلطانِ دو عالم قطب علی حیراں ز جلالت ارض و سما

(ترجمہ) یا غوثِ معظم رضی اللہ عنہ آپ کی ذات گرامی ہدایت کا نور ہے۔ آپ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور اللہ تعالیٰ کے مختار دونوں جہانوں کے بادشاہ اور بلند شان والے قطب ہیں۔ آپ کی جلالت دیکھ کر زمین و آسمان حیرت میں ہیں۔

معینؔ کہ غلام نام تو شد دریوزہ گر اکرام تو شد شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

(ترجمہ) معین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضور کے نام کا غلام ہے۔ آپ کے فضل و کرم کا بھکاری ہے۔ آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہونے کے باعث خواجہ بن گیا۔ آپ کی تسلیم و رضا کا طالب ہے۔

شاہ ولی اللہ مرحوم محدث دہلوی اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسلِ اولیار اللہ" کے صفحہ ۲۵ پر چند وظائف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ وَيَكُوْنُ اِبْتِدَاءٌ مِنْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ بعد قرات الْفَاتِحَةِ بِغُوْثِ الثقلين قدس سره وَمَشَائِخِ السِّلْسِلَه مِنَ السَّابِقِيْنَ وَالْلَاحِقِيْنَ ،

(ترجمہ) مذکورہ اوراد جمعرات سے اس طریقہ سے شروع کرے۔ کہ پہلے حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ اور جملہ اگلے اور پچھلے مشائخ سلسلہ کی فاتحہ دے یعنی ختم شریف یا نیاز دے کر شروع کرے۔ شاہ صاحب نے صرف حضور پیران پیر دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ کی ذات انور کو غوث الثقلین مانا ہے۔ بلکہ آپ کی نیاز کو بھی جائز قرار

دیا ہے۔ جبکہ جملہ اہل بصیرت اور مقربانِ خدا جناب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا اور دو جہانوں کا فریاد رس اور مددگار مانتے ہیں تو جس شخص کو ان بزرگان کی اتباع پسند خاطر نہ ہو وہ بلا شبہ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی طرف جا رہا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق ادب اتباعِ بزرگانِ دین اور ان کی محبت عطا فرمائے۔ آمین۔ تصنیف متبرکہ مذکورہ ہر سالک کیلئے شمعِ ہدایت اور طالبان حق کیلئے تحفہ نایاب ہے۔ عوام کی سہولت کے لئے اصل متن عربی ہیں اور اسکا ترجمہ سلیس اردو میں کیا گیا ہے۔ ضخامت صفحات تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ہدیہ مجلد -/۲۱

۲۔ **کلام الاولیار فی شان سلطان الاولیار قدس سرہ** "۔ نادر مجموعہ مدائح و قصائد جو ہر سلسلہ کے مایہ ناز بزرگوں مثلاً حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابو المعالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الہند حضور خواجہ معین الدین محمد چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے جناب سلطان الاولیار والعارفین سیدنا حضرت غوثِ اعظم پیرِ پیراں و میرِ میراں رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان مبارک میں بزبان عربی، فارسی، اردو، اور پنجابی ارقام فرمائے ہیں۔ فارسی اور عربی اشعار کا آسان اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ ہدیہ -/۴

۳۔ **زندہ اور نادر کرامات**: (معجزاتِ انبیار علیہم السلام اور کراماتِ اولیار برحق ہیں) سیدنا حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس کے بعد دریا میں ڈوبا ہوا بیڑا صحیح سلامت باہر نکلا۔ ثبوت از تصنیف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ استاد حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ہدیہ -/۴

۴۔ **قصیدۃ النعمان مشرح**: مصنفہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ قصیدہ متبرکہ سیدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کا صحیح مرقع ہے۔ دور حاضرہ میں ہر شخص حنفیت کا دعویدار ہے یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہونے کا دعوی کرتا ہے لیکن بسا اوقات تجربہ ہو چکا ہے کہ اکثر مدعیان حنفیت اور حضرت امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے طالبان صحیح حنفیت اور عقائد حقہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ ہدیہ -/۷

۵۔ **استمداد از عباد الرحمان** اولیاء اللہ سے حین حیات اور بعد از وصال مدد مانگنے کا مکمل ثبوت (آیات قرآنیہ احادیث شریف اقوال بزرگان عظام سے) اہلسنت والجماعت کے لیے یہ کتاب نایاب تحفہ ہے منکرِ استمداد از اولیاء کرام بھی اگر بنظرِ انصاف مطالعہ کرے گا انشاء اللہ ہدایت پائے گا۔ ہدیہ ۵۰/۴

۶۔ **محکُّ العقائد**:۔ حنفی عقائد پرکھنے کی کسوٹی، گمراہوں کے لیے شعل ہدایت اور سنی حنفی مسلمانوں کے لیے ایک تحفہ نایاب ہے اس کتاب میں جملہ عقائد اہل سنت والجماعت پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے اور ہر عقیدہ کا ثبوت آیات قرآنیہ، احادیث شریفہ اور اقوال فقہ و بزرگانِ دین سے پیش کیا گیا ہے اپنے عقائد سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنے کے لئے ہر سنی حنفی العقاد کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے بالخصوص مساجد کے اماموں کے لئے (جو عقائدِ حنفی سے کما حقہ خبردار نہیں ہیں) از بس مفید ہے ہدیہ ۸/

۷۔ **یازدہم شریف**:۔ حنفی سُنی مسلمانوں کے لئے تحفۂ نایاب گیارہویں شریف کے جواز میں مدلّل اور لاجواب تصنیف بمعہ مختصر سوانح حیات حضور سلطان الاولیاء العارفین محبوبِ سبحانی غوث صمدانی پیران پیر روشن ضمیر دستگیر رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کے ثبوت میں اس قسم کی مکمل اور مفصل کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔ مخالفین اور مانعین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات کے علاوہ آخر میں مفتیانِ عظام اور علماءِ اہل سنت والجماعت کے فتوے درج کیے گئے ہیں۔ ہدیہ ۸/۰

۸۔ **تنبیہُ الانام دُرود شریف**:۔ درود شریف کی نادر تصنیف یہ مجموعہ درود شریف بر نبی الرحمۃ و رسول الامۃ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ بہا خزانہ اور بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ سیدنا مرشدنا شیخ سید ابی صالح نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سیدنا و مرشدنا و شیخنا ارفع و اعلیٰ حضرت پیر سید عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن جناب پیران پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی جیلانی قدس سرہ، النورانی کی بلند پایہ تصنیف اور کئی سالوں کی محنت اور حضور پرنور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت اور عقیدت کا بے نظیر نتیجہ ہے۔ یہ نایاب تحفہ آٹھ سو سال سے ایک قلمی نسخہ کی شکل میں کتب خانہ غوثیہ بغداد اقدس شریف میں محفوظ چلا آیا ہے جو کہ آپ جناب کی اولاد پاک کے وسیلے سے اس عقیدت مند کو (حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کوچہ غوثیہ نیا بازار لاہور)

کو ملا اور اس پاک درودِ اطہر کی اشاعت تین حصوں میں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ تا جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ کو جناب رضی اللہ تعالی عنہ کی خاص نظرِ عنایت سے مکمل ہو کر عاشقانِ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے راحتِ جان و روح ہوئی۔ ہدیہ ہر تین حصہ ۵۰/-

۹۔ **زاہد خشک اور سماع**: تبصرہ نوائے وقت ۷ ستمبر ۱۹۵۹ء شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے بارے میں فرمایا کہ اگر سننے والا اہل ہے تو اس کے لئے حلال ہے اور نہ اہل ہے تو اس کے لئے حرام ہے دوسرے بزرگانِ کرام جیسے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ذوالنورین مصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بھی ایسی ہی رائے ظاہر کی ہے اس کتابچہ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے سماع سے متعلق ارشادات تفصیل سے درج ہیں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب کاغذ اچھا صفحات ۳۶۔ ہدیہ ۲/۲۵

۱۰۔ **مجمل سوانح حیات مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ** اس کتاب میں حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آپ کی لاہور میں آمد آپ کے ارشادات آپ کی تاریخ وصال اور عرس شریف کی تاریخ درج ہے۔ ہدیہ ۱/۵۰

۱۱۔ **سجدہ تعظیم و محبت منظوم** اس کتاب میں اولیاء اکرام اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالی کی منظوم کلام جس سے سجدہ تعظیم و محبت کو کس رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ از روئے تقلید ان بزرگان نے کن کن بزرگوں کو اپنی محبت میں قابلِ تعظیم اور سجدہ کا اصل مقصد کس رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ جس کو پڑھنے سے ایمان میں پختگی اور روح کو تازگی میسر آتی ہے۔ ہمارے پیر و مرشد جناب حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر محنت اور جدوجہد کر کے حنفی العقائد مسلمانوں کیلئے اسکو جمع کیا۔ ہدیہ ۳/-

۱۲۔ **سی حرفی مقبول درماں دل ملول** یہ کلام ہمارے پیر و مرشد جناب حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی محبوب اور پیاری التجا بدرگاہ سید نا مرشد نا حضور غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جیسے حضور سیدنا و مرشدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا اور اس پر اپنی مہر بھی لگائی جو قادری خاندان کے دردمند ان مریدین کے لئے تحفہ نایاب ہے۔ ہدیہ ۷۵/-

۱۳۔ ذکر جہر :- بعد ادائے نماز فرض بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ذکر اور اس کے متعلق علماء اکرام کا فتوٰی نہایت مدلل حوالہ جات سے ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ ۱/-

۱۴۔ غوثیہ قصیدہ رنگین مترجم :- غوثیہ قصیدہ حضور سلطان الاولیاء والعارفین سیدنا و مرشدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور تصنیف ہے جو عربی میں ہے۔ سلیس اُردو میں ترجمہ اور ساتھ ہی سلام حضوری اور حاضر و ناظر پر چند ایک سوال جواب درج ہیں اور اس قصیدہ کے ورد کرنے کا طریقہ درج ہے۔ جس کے ورد سے سالک راہ سلوک کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات کا پرکیف اور پر لطف نظرہ ملتا ہے۔ ہدیہ ۳/-

۱۵۔ ترکیب ختمات شریفہ :- ختم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام ختم شریف غوثیہ، ختمات چہار یار کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ معہ تاریخ وصال طریقہ ایصال ثواب، علماء کرام اور مفتیان عظام کے فتوے جواز ختمات میں درج ہیں۔ ہدیہ ۲/-

۱۶۔ داستانِ غم حصہ اول و دوم :- مریضانِ محبت کی دوا، اور غذا، دیوان نعتیہ کلام جناب حافظ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی پیاری اور درد بھری داستان، اردو، فارسی، عربی میں شائع شدہ جس کے پڑھنے سے سوز محبت، درد، ذوق، شوق، عشق پیدا ہوتا ہے۔ ہدیہ ۱۵/- و ۱۰/-

۱۷۔ "فتاویٰ جواز" از اکابر علماء کرام :- اس کتاب میں ختم شریف غوثیہ اور کلمات متبرکہ استمدادیہ مثلاً یا شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیئاً للہ۔ امداد کن امداد کن ۔۔ الخ وغیرہ نادِ علیاً مظہر العجائب اور دیگر کلمات متبرکہ کا اکابر علماء کرام کے فتوے بمعہ مہر و دستخط درج ہیں۔ اس کتاب کی روشنی میں پختگی عقیدہ اور ثابت قدمی میسر آتی ہے۔ ۲/۲۵

شائع کردہ

غلام دستگیر قادری سجادہ نشین دربار حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ: غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ) بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور

من تصنیف لطیف

سلطان الاولیا والعارفین محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی

سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ سیّد عبد القادر الجیلانی قدس سرہٗ النورانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مترجم

برگزیدہ زماں قطبِ دوراں محبوبِ غوثِ صمداں محرمِ اسرارِ خفی و جلی

حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر و نگران:- جناب غلام دستگیر قادری سجادہ نشین، دربار حضرت حافظ برکت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کوچہ غوثیہ نیا بازار لاہور

ایڈیشن ------- دوم

تاریخ اشاعت ------ یکم محرم الحرام، ۱۴۰۱ھ

مطبع ------ طفیل آرٹ پریس لاہور

مینجر ------ صوفی نور احمد محمدی قادری

شائع کردہ
دربار حضرت حافظ برکت علی قادری
ملنے کا پتہ